لقد کان فی قصصہم عبرۃ

بصائر القرآن

مرتبہ

محمد مہدی

اسسٹنٹ مہتمم دفتر تاریخ گورنمنٹ بھوپال

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۲ء

غلط نامہ بصائر القرآن

مطالعہ سے پہلے غلطیون کی صحت فرمالیجئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
(دیباچہ)	۴	طالما	اطالما	۱۰۹	۷	کرین اللہ	کرین تو اللہ
(مقدمہ)	۷	نسل کی	نسل کی زیادتی	۱۱۱	۱۳	کرتے رہے	کرتے رہو
۳۱	۳	عقیدے بُرے بُرے رسمون کی پابند ہوتی ہین	عقیدے خراب اور وہ بُری بُری رسمون کی پابند ہوتی ہین	۱۱۷	۳	زرا سا	ذرا سا
				۱۲۹	۱۴	کے جاسوس	کے اور جاسوس
۳۴	۱۰	ملتتے کے	ماننے کے	۱۳۸	۸	ہر دن	ہرا دن
۳۵	۴	ہز	ہر	۱۴۰	۱۴	بن اسرائیل	بنی اسرائیل
۴۹	۱۶	سبھادیا	سمجھا دیا	۱۴۳	۴	اختلاف	اختلاف اختلافات
۵۰	۳	فرمانبرداراور	فرمانبردار بنا اور	۱۴۵	۱۳	ہوتی ہین	ہوتی ہین وہی ایک
۵۲	۷	پچھا کے	پچھتانے	۱۴۶	۴	وار	والا
۵۹	۹	چاہا	چاہی	۱۴۷	۵	نافرمانی فرض	نافرمانی یا فرض
۶۰	۱۱	حاشا	حاش	〃	۷	نافرمانبرداری	فرمانبرداری
۶۳	۳	حاشا	حاش	۱۵۲	۱۰	اس مین پوری نہ اترو	
۷۳	۱۸	مین انتظار	مین بھی انتظار	۱۵۸	۲	؟	
۷۵	۱۸	بہی	بھی	۱۵۹	۱۵	مدینہ	مدینہ اور
۷۸	۲	(	)	۱۶۰	۹	اس نے	اس کو
〃	۱۳	پنی	(اپنی	۱۶۷	۲	دل	لوگ
۹۰	۱۵	چاہئے ہے	چاہئے	۱۶۹	۸	کتابین	کتاب مین
۹۲	۱۶	پہنچے	پہنچتے	〃	۱۲	لیتے	لیتے ہین
۹۳	۱۳	بھٹکائین۔	بھٹکائین ؟	۱۸۰	۳	اس خدا نے	اس لئے خدا نے
۹۶	۱۰	ٹرا کام	بُرا کام	۱۸۲	۱۳	معاصرہ	محاصرہ
۹۸	۳	آہی	آرہی	۱۸۶	۳	ملازمت علمی	ملازمت اور علمی
۱۰۳	۵	اورخدا	.	〃	۹	ناشکری	ناشکرون
۱۰۴	۱	جلدی کی تو	جلدی کی کہ تو	۱۹۹	۳	جھٹلاتنے ہی ہین	جھٹلاتے ہی ہین
〃	۱۳	جلدی کی	جلدی کی ؟	۲۰۰	۱۲	قوم سے تھی	قوم سے کی تھی
۱۰۸	۹	گاد	گاسے	۲۰۶	۱۶	فرمادے	فرما دے
۱۰۸	۱۳	یہ چیزین اپر اوپر	اپنے اوپر	۲۰۸	۲	حال	مال
〃	〃	اور بنی اسرائیل	جیسا بنی اسرائیل				

۷۸۶

یہ "بصائر القرآن" تمام انبیاء و رسل

علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقدس

نام پر معنون کرتا ہوں

محمد سالم مہدی

فہرستِ مضامین

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ فرمانروائے بھوپال طال اللہ بقائہا واجلالہا نے قصص انبیا لکھنے کا حکم دیا تھا۔ اسی کی تعمیل میں یہ کتاب بصائر القرآن مرتب کرکے پیش کی جاتی ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قصص انبیا علیہم السلام کے ساتھ اور تمام قصّے جس قدر

قرآن مجید میں آئے ہیں سب یکجا کر دیئے جائیں اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اسی پر اکتفا کی جائے کیوں کہ قطعیات میں ظنیات کا شامل کرنا کسی طرح نہ موزوں تھا نہ جائز اور جس قدر قرآن مجید میں ہے وہی مغز اور جان ہے اس لیے اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہ تھی۔

قرآن میں بجز چند قصّوں کے اور کل قصّے ایک جگہ مذکور نہیں ہیں بلکہ موقع و محل کی مناسبت سے جس جگہ جس قدر ضرورت تھی اُسی قدر بیان کیے گئے ہیں کہیں اجمال ہے کہیں تفصیل ہے، کہیں کوئی بات زیادہ ہے کہیں کوئی کم، اس لیے میں نے ہر جگہ سے ایک ایک لفظ جمع کر کے قصّے مکمّل کیے ہیں تاکہ قصّے کا خفیف سی خفیف جز بھی باقی نہ رہے اور اس بات کی خاص طور سے احتیاط کی ہے کہ روحانی عنصر نہ رہنے پائے۔

اثنا ء ترتیب میں جو جو نتائج میرے ذہن میں آئے وہ ہر قصّے کے آخر میں درج کر دیئے ہیں۔ افسوس ہے کہ تفسیریں اس ضروری مضمون سے خالی ہیں ورنہ مجھے بہت آسانی ہوتی۔ سر سیّد مرحوم نے صرف حضرت یوسف کے قصّے کے نتائج لکھے ہیں اور انیس احمد صاحب بی اے (علیگ) نے اس قصّے کے علاوہ تعلیم القرآن میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور طالوت و جالوت کے کچھ کچھ نتائج لکھے ہیں اور کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گذری جس سے میں

فائدہ اُٹھا تا ہیں نے جس قدر نتائج درج کئے ہیں اُن کے متعلق اس قدر گزارش ہی کہ انھیں پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ چوں کہ قرآن سب کی ہدایت کے لئے ہے اِس لئے ہر شخص کو خود غور کر کے نتائج نکالنا اور نصیحت حاصل کرنا چاہیئے۔ بعض قصّے اِس قدر کثیر المطالب ہیں کہ ذہن اُن کے تمام نتائج پر ایک دم حاوی نہیں ہو سکتا۔ ان پر جس قدر غور کیا جائے گا اُسی قدر نئے نئے نکات معلوم ہوں گے۔

قصوں میں اپنی طرف سے میں نے کچھ اضافہ نہیں کیا البتہ مقدرات قوسین میں لکھدیئے ہیں اور کہیں کہیں کوئی تشریحی جملہ بڑھا دیا ہی۔ یہ بھی زیادہ تر وہی جملے ہیں جو قرآن سے مُستنبط ہوتے ہیں۔ چوں کہ علیا حضرت ممدوحہ کی منشا تھی کہ یہ قصّے کم استعداد لڑکوں اور عورتوں کی سمجھ کے لایق لکھے جائیں اس لئے میں نے کوشش کی ہے کہ زبان سلیس اور سادہ رہی اور اِسی لئے بعض محاورات قرآنی کا مطلب لکھا گیا ہی کیوں کہ صرف لفظی ترجمہ سے مدّعا بہ آسانی سمجھ میں نہیں آسکتا تھا۔

آخر میں ناظرین سے گزارش ہی کہ ان قصوں کی ترتیب میں جو مجھ سے فرد گزاشتیں ہوئی ہوں اُن سے مجھے آگاہ فرما کر شکر گزار فرمائیں گے۔ میں ہر منصفانہ تنقید خوشی کے ساتھ قبول کروں گا

اور اگر اس کتاب کے دوسری طباعت کی نوبت آئی تو اصلاح کر دوں گا۔ میری یہ گزارش محض رسمی گزارش نہ تصوّر کی جائے۔

محمدؐ مہدی

۲۴ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدّمہ

قصص و حکایات کی اہمیت | قصص و حکایات کی افادت، ضرورت اور اہمیت کی مسلّمہ حقیقت پر کچھ بحث کرنا تحصیل حاصل ہے۔ نہ صرف عقل بلکہ تجربہ و مشاہدہ اس امر کا شاہد ہے کہ اثر آفرینی، عبرت انگیزی اور کسی خیال کی تعلیم و تلقین میں بیسیوں زوردار تقریریں اور بیسیوں زبردست دلیلیں ایک طرف اور ایک قصّہ یا حکایت ایک طرف۔

قرآنی قصّوں کے نتائج | اسی وجہ سے قرآن مجید میں بہت سے قصّے اور حکایتیں مذکور ہیں اور اسی بناء پر ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ جہاں قرآن کے دیگر مضامین نے ایک مُردہ قوم کو زندہ، اکھڑّوں کو مہذب و شائستہ، بداخلاقوں کو با اخلاق، خلاصہ یہ کہ دَمِ بھر میں تمام عرب کی کایا پلٹ دی وہاں ان قصّوں نے بھی بہت بڑا حصّہ لیا۔ کفّار و مشرکین اگرچہ دشمنی کی راہ سے اِن قصّوں کو اساطیر الاولین کہا کرتے تھے لیکن ان کو خبر نہیں تھی اور یہی قصّے اندر ہی اندر اپنا کام کر رہے

تھے آخر ایک روز ان کو پرچم اسلامی کے سایہ میں لاکر کھڑا کر دیا پھر دوسرے حصص قرآن کے ساتھ یہ قصّے بھی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے رہنما تھے۔

مسلمانوں کی غفلت | افسوس کے قابل یہ بات ہے کہ ہم نے چوں کہ قرآن کو محض تبرّک سمجھ لیا ہے اور پڑھا پڑھایا جاتا ہے تو صرف حصول ثواب یا حصول برکت کے لئے اور اس غلط خیال کی وجہ سے کہ حدیث و فقہ اس کی شرح موجود ہے قرآن سے حصول ہدایت و نصیحت کا کام نہیں لیا جاتا چوں کہ یہ قصّے بھی قرآن ہی کا ایک جزء ہیں اس لئے ان کو بھی گو زبان سے نہ کہیں لیکن عملاً ہم ذی اساطیر الاولین ہی کا درجہ دیدیا ہے اور کبھی ذکر اذکار بھی ہوتا ہے تو انھیں واقعات کا جن میں کوئی معجزہ مذکور ہے وہ بھی زیادہ تر وہ حاشئے جو تفسیروں میں ان قصّوں پر چڑھائے گئے ہیں۔

قرآنی قصّوں کی تعلیم | حالاں کہ اگر ان قصّوں پر غور کیا جائے اور سمجھ کر پڑھے جائیں تو ہم کو نظر آئے گا کہ انھیں قصّوں میں ہر قسم کی اخلاقی، تمدّنی اور سیاسی تعلیم دی گئی ہے! انھیں میں دین و مذہب کے مہمات اصول آگئے ہیں اور خاص خاص علمی نتایج بھی ایسے پیدا ہوتے ہیں جو کسی مذہبی کتاب میں نہیں۔ انھیں قصّوں میں بتایا گیا ہے کہ بادشاہوں، سپہ سالاروں، حاکمان عدالت، اہل معاملہ، فوج کے سپاہی، اخلاقی رہنماؤں اور سیاسی رہنماؤں کے کیا فرایض ہیں اور ان کے کیا صفات ہونے چاہئیں اور ہر شخص کا زندگی میں صحیح راستہ کیا ہے اسی کے ساتھ وہ اصول تعلیم کئے گئے ہیں جن سے قومیں ترقی کرتی ہیں اور وہ اسباب سمجھائے گئے ہیں جو اقوام کو تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ پیغمبروں کے قصّوں پر غور

کی نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ہر پیغمبر کا مقصد قوم کی ترقی تھا۔

انبیا علیہم السلام کا مقصد حضرت نوحؑ

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم اپنے پروردگار سے استغفار کرو وہ بڑا غفار ہے وہ تمہارے لئے آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری مال و اولاد سے مدد کرے گا اور تم کو باغ اور نہریں عنایت کرے گا۔

یہ مال و دولت اور نسل کی ترقی کی خاص نشانیاں اور باغ و نہریں تہذیب و تمدن کی خاص چیزیں ہیں اس سے صریحی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اپنی قوم کو متمدن بنانا چاہتے تھے۔

حضرت ہودؑ

حضرت ہودؑ کی قوم عاد اگرچہ متمدن اور ترقی یافتہ تھی لیکن اس میں جمود پیدا ہوگیا تھا اسی لئے حضرت ہودؑ کی ان کو یہ نصیحت تھی کہ اپنے پروردگار سے معافی چاہو اور اُس سے (گناہ نہ کرنے کا) عہد کرو۔ وہ آسمان سے تمہارے لئے موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری قوت پر قوت بڑھاتا چلا جائے گا اور مجرم بن کر روگردانی نہ کرو۔

غرض ہر پیغمبر کے نصب العین قومی ترقی رہی ہے اور انہوں نے وہ اُصول تلقین کیے جو ترقی کی بنیاد ہیں جن سے قوم کی دبی ہوئی استعدادیں اُبھر سکتی تھیں اور سوئی ہوئی قابلیتیں بیدار ہوسکتی تھیں اور وہ خرابیاں دُور کرنا چاہیں جو ترقی میں سدِّ راہ تھیں اور جن کی وجہ سے قوتیں بیکار ہو رہی تھیں۔

حضرت صالحؑ

مثلاً حضرت صالحؑ اپنی قوم سے فتنہ و فساد دُور کرکے امن و امان قایم کرنا چاہتے تھے جو ترقی کے لئے ایک لازمی اور مقدم شرط ہے۔

حضرت ابراہیمؑ | حضرت ابراہیمؑ اپنی قوم سے بت پرستی اور ستارہ پرستی کے استیصال کے لئے مبعوث ہوئے اگرچہ حضرت نوحؑ سے لے کر پیغمبر آخرالزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیا کی دعوتِ مشترک توحید و خدا پرستی اور اجتناب عن الشرک رہی ہے لیکن خاتم النبیین صلعم سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے بہت بڑی حد تک اس مقدس ترین عقیدہ کو خالص اور پاک کیا۔

مذاہبِ حق کا یہ راس العقائد قطع نظر اس کی واقعیت اور انسان کے لئے اس پر ایمان لازمی ہونے کے یہ عقیدہ ترقی کا اصل الاصول بھی ہے۔ یہ بنی نوع انسان میں مساوات و جمہوریت کا خیال پیدا کرتا ہے اور کائنات میں اس کو اصلی درجہ دیتا ہے۔ یہ حقیقت انسان پر روشن ہو جاتی ہے کہ خدا کے بعد سب سے بزرگ و برتر میری ہی ذات ہے۔ اسی عقیدۂ توحید کی حضرت ابراہیمؑ نے اشاعت کی اور شرک کے خلاف نہایت جوش و سرگرمی سے جہاد کیا۔

حضرت لوطؑ | حضرت لوطؑ، سدوم والوں سے لوٹ مار، مجلسوں میں بیہودگیاں اور وہ فعلِ شنیع چھڑانے آئے جس سے قوم کی آیندہ نسل کا سلسلہ مسدود ہوتا ہے۔

حضرت شعیبؑ | حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو باہمی معاملات میں صفائی خرید فروخت اور لین دین میں ایمانداری کی تعلیم دیتے تھے جو آپس میں امن و صلح قایم رکھنے اور دنیا کی دوسری اقوام میں قومی اعتبار قایم رہنے اور تجارتی فروغ کے لئے مقدم شرط ہے۔

حضرت موسیٰؑ | حضرت موسیٰؑ نے جس طرح بنی اسرائیل کو ایک غیر قوم کی محکومی اور غلامی کی ذلت سے نکال کر خود مختاری اور بادشاہت کے درجہ تک پہونچا دیا اُس

بیان کی ضرورت نہیں حضرت موسیٰ ہی نے یہ سبق دیا کہ ہر قوم کو آزاد ہونا چاہیے کیوں کہ بغیر آزادی کے قوم کی ہر قسم کی قابلیتیں اور استعدادیں یا تو مردہ رہتی ہیں یا بیدار ہوں تو حسب منشا کام میں نہیں لائی جا سکتیں اس لیے اُن کا کامل نشو ونما نہیں ہو سکتا۔

حضرت داوٗد | حضرت داوٗد اور حضرت سلیمان کا قصہ ہم کو عدل و انصاف اور کائنات کے عناصر ہوا، پانی وغیرہ کی تسخیر اور اُن سے خدمت لینے کا سبق دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ | حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے مختلف فرقوں کے اصولی اختلافات مٹانا چاہتے تھے جن سے قوم کا شیرازہ منتشر ہوتا ہے اور قوتیں ایک مرکز پر قایم نہیں رہتیں۔

توریت اور قرآن کا مقابلہ | یہ قصے توریت میں بھی ہیں لیکن ان سے قریباً کُل وہ نتایج نہیں نکلتے جو قرآن کے قصوں سے نکلتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ توریت میں اِن قصوں کا وہی جز چھوڑ دیا گیا ہے جو قصے کی جان ہے اور قرآن میں وہ جز موجود ہے۔ اس کے علاوہ توریت کے قصوں اور قرآن کے قصوں میں اور بھی کئی فرق ہیں۔ اوّل توریت میں تاریخی عنصر زیادہ ہے اور قرآن میں روحانی عنصر بہت زیادہ ہے بلکہ توریت کا مقصد ہی تاریخی واقعات کا بیان ہے برخلاف اس کے قرآن میں ہر قصہ بطور عبرت بیان کیا گیا ہے نہ بطور حکایت۔ دوسرے توریت میں حشو و زوائد اور بیجا طوالت بہت ہے جس کے پڑھنے سے طبیعت اُکتا جاتی ہے اور قرآن میں ایجاز و اختصار ہے اور حشو و زوائد کا نام تک نہیں۔ اور ہر قصہ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے جو ایک آسمانی کتاب کے لیے موزوں ہے اور اسی قدر اور ایسے واقعات

لئے گئے ہیں جو ایک دینی و مذہبی کتاب کے لئے مناسب ہیں۔ تیسرا بڑا فرق یہ ہی کہ توریت میں بزرگان دین میں سے بہت تھوڑے ایسے خوش قسمت ہیں جو سخت سے سخت اخلاقی کمزوری کے الزام سے بچائے گئے ہوں ورنہ ہر پیغمبر کے دامن عصمت پر ایسا بدنما داغ لگا دیا گیا ہی جو اُس کی عظمت و بزرگی کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ برخلاف اِس کے قرآن مجید میں سب پیغمبر اور بزرگان دین تعریفی الفاظ سے یاد کئے گئے ہیں، اُن کی معصومیّت کا اظہار کیا گیا ہی اور وہ سب نام نہاد الزامات سے بری کئے گئے ہیں۔ جو شخص قرآن کو آسمانی کتاب تسلیم نہیں کرتا وہ اِسی واقعہ سے اگر وہ منصف ہی اور اُس کا سینہ تعصّب سے پاک ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سچائی عالی ظرفی اور شرافت نفس کا ضرور اعتراف کرے گا۔ تفسیروں میں اسرائیلیات کی بنا پر بعض ایسی باتیں درج کر دی گئی ہیں جو پیغمبروں کی شان کے منافی ہیں۔ اِس کے ذمہ دار مفسرین علیہم الرحمۃ ہیں۔ خود قرآن ان سے بالکل پاک ہی۔

توریت میں بعض شرمناک واقعات صاف صاف اور کھلے لفظوں میں ادا کئے گئے ہیں۔ قرآن اوّل تو اس قسم کے واقعات سے پاک ہی اور کہیں ضرورت بھی ہوئی ہی تو تہذیب و متانت کا سر رشتہ قایم رکھا ہی۔

قرآن و توریت میں ایک امتیازی فرق فصاحت و بلاغت، بیان کی لطافت و دل کشی کا ہی۔ یہ قرآن ہی کی خاص خصوصیت ہی اور توریت اِس خصوصیت سے عاری ہی۔ قرآن میں ہر واقعہ ایسی خوبی سے بیان کیا گیا ہی جس سے بہتر ممکن نہیں اور بعض بعض بیانات کا تو جواب ہی نہیں۔ مثلاً

کم ترکوا من جنّٰتٍ وعیونٍ — وہ بہت سے باغ چشمے، کشت زار اور عالی شان محل اور ہر قسم کی

وَّ زُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فَاكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ

نعمتیں چھوڑ گئے جن میں وہ عیش کیا کرتے تھے۔ اسی طرح (ہم مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں) اس کے بعد ہم نے دوسری قوم کو ان چیزوں کا مالک کر دیا اور اُن پر نہ آسمان رویا نہ زمین روئی اور نہ اُن کو کسی بات کی مُہلت دی گئی

کسی قوم کی ایک دم تباہی کا حسرت ناک بیان اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے؟

قرآنی قصّوں کی طرز ادا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں قصّوں کی جو طرز ادا ہے اُس کے متعلق کچھ تشریح کر دی جائے۔ پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن کتاب نہیں ہے بلکہ تقریر ہے اور تقریر و کتاب میں جو امتیازات ہوتے ہیں وہ قرآن میں بھی ہیں۔ ایک بڑا امتیاز یہ ہوتا ہے کہ ایک مقرر مخاطبین کے بہت سے مرکوزات ذہنی چھوڑ جاتا ہے۔ یہی صورت قرآن میں ہے۔ دوسرے ایک فصیح و بلیغ تقریر میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ خصوصیات ہونا چاہئیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں یعنی تمام الفاظ قواعد صرفی و نحوی اور محاورہ و روزمرّہ کے مطابق ہیں۔ کوئی لفظ نامانوس، متنافر الحروف اور غریب نہیں۔ سب فصیح اور شستہ و رُفتہ الفاظ ہیں اور سب مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کی ترکیب میں کوئی ثقل نہیں۔ ان کی ہیئت اور ساخت کے لحاظ سے خاص تناسب اور توازن ہے۔ انھیں تمام خوبیوں کا سبب ہے کہ تمام آیتیں سانچے میں ڈھلی ہوئی اور دُرہائے غلطاں کی ایک لڑی معلوم ہوتی ہیں جن میں کوئی موتی چھوٹا بڑا نہیں اور ترکیب ایسی اعلیٰ واقع ہوئی ہے کہ قرآن کی عبارت پڑھنے سے ایک خاص بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ اصناف نثر و نظم سے جُدا گانہ ایک صنف ہے جب کوئی شخص تمام حرکات و سکنات

اور مدّات کا لحاظ کرکے قرآن پڑھے اُس وقت غور کرو تو صاف محسوس ہو جائے گا کہ یہ نہ نظم ہی نہ نثر۔ قرآن کی یہ نہایت عجیب و غریب صفت ہی لیکن قرآن کی فصاحت اِنھیں خصوصیات پر ختم نہیں ہو جاتی۔ انتہائی فصاحت یہ ہی کہ فصیح البیان مقرر ایک جملہ کہکر خاموش ہو جاتا ہی اور وہ جملہ ایسا ہوتا ہی کہ دوسرا جملہ سامعین خود سمجھ لیتے ہیں۔ مثلاً

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۔ کیا اِس میں سمجھ والوں کے لئے قسم ہی؟

اور یہ جملہ چھوڑ دیا گیا کہ "پھر تو کیوں نہیں مانتے"، جس کو ہر سامع کا ذہن سمجھ سکتا ہی۔ قرآن میں یہ طرز عام ہی خصوصاً مکّی سورتوں میں۔ ہم نے اسی کتاب میں سورۂ "البروج" کی تفسیر نقل کی ہی اُس میں کئی آیتیں اِس طرز کی ہیں اُسے ایک نظر دیکھ لینا چاہیئے۔ بعض وقت ایک مضمون کی ایک آیت نازل ہوئی اس کے بعد دوبارہ جب وہی آیت نازل ہوئی تو ایک جز مقدر کر دیا گیا مثلاً پہلے سورۂ سجدہ کی یہ آیت اُتری تھی۔ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اس کے بعد سورۂ بقرہ میں صرف اِس قدر نازل ہوا۔ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اور تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ مقدر کر دیا گیا۔ اِسی طرح قصص میں واقعہ کے وہ اجزا چھوڑ دیئے گئے ہیں جن کو ہر شخص کا ذہن پورا کر سکتا ہی۔ مثلاً حضرت سلیمانؑ ہدہد کو ہدایت کرتے ہیں کہ "تو میرا یہ خط (بلقیس کے درباریوں کو) دے کر واپس آجا اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں"۔ اس کے بعد ہی بلقیسؔ کا قول نقل کیا ہی کہ "یہ حضرت سلیمانؑ کا خط آیا ہی، تم کیا صلاح دیتے ہو"۔ اور بیچ کے واقعات کہ ہدہد گیا اس نے بلقیس کو خط دیا بلقیس نے خط پڑھکر درباریوں کو جمع کیا وغیرہ سب مقدّر ہیں۔

اِسی قصّہ میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے بلقیسؑ کا تحفہ واپس کر دیا اور تہدید آمیز پیام بھیجا، پھر اُسی سے متصل حضرت سلیمانؑ اپنے درباریوں سے کہتے ہیں کہ "ان کے تابعدار بن کر آنے سے پہلے (بلقیس کا) کون میرے پاس تخت لے آئیگا" اور یہ واقعات مقدّر ہیں کہ جب بلقیسؑ اور اُس کے درباریوں کے پاس حضرت سلیمانؑ کا پیام پہونچا تو اُنھوں نے اطاعت قبول کر لی، ایلچی واپس آئے، اُنھوں نے سب واقعہ بیان کیا اور بلقیسؑ کی آمد کی خبر دی وغیرہ۔ غرض قرآنی قصّوں میں ادب کی اِس پُر لطف صنف کا خاص طور پر التزام کیا گیا ہے۔ اِس کا فائدہ یہ ہے کہ بیکار اطناب و طوالت سے ہر قصّہ پاک رہا ہے اور قلت الفاظ و کثرت معنی کی صفت پیدا ہو گئی ہے۔

قرآنی قصّوں کی تاریخی حیثیت

اِن قصّوں کی تاریخی حیثیت پر بحث کرنے سے پہلے یہ بات سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن مجید ایک وعظ و نصیحت کی کتاب ہے، تاریخ کی کتاب نہیں ہے۔ پیغمبروں کا مقصد مخلوق خدا کا تزکیہ نفس مکارم اخلاق کی تعلیم ہوا کرتا ہے اور جس طرح پیغمبروں کا یہ اصول رہا ہے کہ وہ کائنات کے حقایق و معارف سے بحث نہیں کرتے کیوں کہ اس سے اصل مقصد فوت ہوتا ہے اس لیئے وہ اُسی مقدار علم سے کام لیتے ہیں جس تک اُن کی قوم کی رسائی ہو چکی ہے یا جس پر اُن کا عقیدہ ہے اور اُسی سے استدلال کرتے ہیں۔ صرف اُنھیں باتوں کا انکار کرتے ہیں جو اُن کے مقصد اور تعلیم کے خلاف ہوتی ہیں۔ جیسے عرب میں یہ خیال تھا کہ آسمان و زمین کو خدا نے چھ دن میں پیدا کیا اور ساتویں دن اُس نے آرام کیا قرآن نے سِتَّۃَ اَیَّامٍ تو قایم رکھے اور خدا کا آرام کرنا قرآنی تعلیم کے خلاف تھا

اس لیے اُس کا صاف طور پر انکار کر دیا۔ اسی طرح پیغمبروں کو تاریخی واقعات کی تلاش و تحقیق سے غرض نہیں ہوتی، وہ انھیں تاریخی واقعات و حالات پر بلا مورخانہ تنقید کے اپنے استدلال کی بُنیاد رکھتے ہیں اور اُنھیں سے عبرت دلاتے ہیں جو قوم یا ملک میں متداول ہوتے ہیں اور وہی شخصیتیں مثال میں پیش کرتے ہیں جن کو لوگ مانتے ہوں اس لیے قرآن میں بھی جس قدر قصّے مذکور ہیں وہ سب مزعومات عرب کی بنا پر ہیں۔ ان میں سے صرف اُنھیں واقعات کا انکار کیا گیا ہی جو مقصد کے مخالف تھے۔ مثلاً حضرت علیٰی کا قصّہ لے لیجئے اُن کی نسبت مشہور تھا کہ اُنھوں نے اپنے آپ کو اور حضرت مریم کو خدا بنایا تھا اور عیسائی اُن کو ابن اللہ کہتے ہی ہیں۔ اِن واقعات کا تو قرآن نے قطعی انکار کر دیا اور باقی حالات سے کوئی تعرض نہیں کیا عیسائیوں نے بے باپ پیدا ہونے پر اُن کے ابن اللہ ہونے کا استدلال کیا تو آدم کی مثال سے ان کو الزامی جواب دیدیا گیا۔ پس ہم کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا نے اِن قصّوں کے پیرایہ میں ہمیں نصیحتیں کی ہیں۔ ہم کو غرض صرف اُن کے نتائج سے ہونا چاہیئے تاہم یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اِن قصّوں کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں ہی جو قصّے کہ بطور ایک مثال کے ہیں اُن کے علاوہ جس قدر قصّے ہیں سب کا تاریخی ثبوت موجود ہی۔ تفصیل کے لیے سید سلیمان صاحب ندوی کی "ارض القرآن" دیکھنا چاہیئے۔ توریت کا بہت بڑا حصّہ دراصل ایک تاریخ ہی۔ بہت سے قصّوں کی اسی کتاب سے اور اس کے علاوہ دوسری قدیم تاریخوں سے تائید ہوتی ہی۔ ہاں بعض مقامات پر توریت اور قرآن میں اختلاف ہی مثلاً توریت میں بچھڑا بنانے والے خود حضرت ہارونؑ ہیں اور قرآن میں اس فعل کا مرتکب سامری ہی علاوہ بریں اور

جن جن واقعات میں اختلاف ہی اُن میں نہایت زبردست اور قطعی دلائل و وجوہ سے توریت ہی کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔

یہ بھی قرآن کی صداقت کی ایک دلیل ہے کہ باوجودیکہ توریت عرب کے مشرکین میں بھی بہت اہمیت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی اور اس کے قصّے مشہور بھی تھے، پھر بھی قرآن نے اس کی غلطیوں کی تائید نہیں کی۔ اِسی طرح عرب میں بہت سی بے سر وپا باتیں اِن قصّوں کے متعلق مشہور تھیں قرآن نے ان سے بھی اجتناب کیا۔

بعض واقعات صرف قرآن میں ہیں، توریت اُن سے بالکل خالی ہو اُن کی اور ذرائع سے صداقت ثابت ہوتی ہی۔ چنانچہ یہ واقعہ خاص طور پر لحاظ کے قابل ہی کہ عاؔد و ثموؔد کے حالات سے دُنیا کو سب سے پہلے قرآن ہی نے روشناس کیا۔ بعد میں "حضر موت" کے کھنڈروں میں بادشاہانِ حمیر کے جو کتبات ملے اُن سے قرآن کی تائید ہوئی اور بھی جو جو تاریخی انکشافات ہوئے اُن سے قرآن کے کئی واقعات کی صحت ثابت ہوئی ہی چنانچہ قرآن نے خبر دی تھی کہ فرعون کی لاش محفوظ ہی۔ اِس خبر کی اِس طرح تصدیق ہوئی کہ عُلماءِ آثار کو اس کی لاش حنوط کی ہوئی دستیاب ہوگئی۔ توریت اِس واقعہ سے بالکل خاموش ہی۔ آیندہ جس قدر تاریخی انکشافات ہوتے جائیں گے قرآن کی صداقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوتی جائے گی۔

غرض کہ قرآنی قصّے کیا بہ اعتبار عبرت و نصیحت اور اعلیٰ نتائج کیا بہ لحاظ ادبی رفعت و شان اور کیا بہ حیثیت تاریخ بہترین سے بہتر چیز ہیں خدا ہم کو آپ کو ان کے نتائج پر عمل کی توفیق دے۔

مؤلف

حضرت آدم علیہ السلام

ہم تم سب حضرت آدم ہی کی اولاد ہیں ان کو خدا نے صاف اور پاک کی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور انھیں کی طرح ان کی بیوی حوّا کو بنایا جو ہماری تمہاری سب کی ماں ہیں۔ جب حضرت آدم پیدا ہو چکے تو سب فرشتے خدا کے حکم سے سجدے میں گر پڑے لیکن شیطان نے غرور کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ خدا نے شیطان سے فرمایا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ شیطان نے جواب دیا کہ میں انسان کو سجدہ نہیں کر سکتا کیوں کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور انسان مٹی سے بنا ہے خدا نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ تو یہاں رہ کر غرور کرے جا دُور ہو ذلیل و خوار ہو کر یہاں سے نکل بے شک تو مردود ہے اور قیامت تک تجھ پر لعنت رہیگی۔ آخر شیطان ایک سجدہ نہ کرنے سے راندا گیا اور خدا کی نافرمانی کی وجہ سے ذلیل ہوا۔

شیطان کہنے لگا اے پروردگار اگر تو مجھے قیامت تک مُہلت دے تو میں آدم کی اولاد کی جڑ کاٹ ڈالوں اور جیسا تو نے مجھے کہیں کا نہ رکھا میں بھی انسانوں کی تاک میں بیٹھوں گا اور تیرے سیدھے راستے سے اِن کو بھٹکا دیا کروں گا اور بُری باتوں کو اچھی کر کے دکھاؤں گا اور اکثر انسان ناشکری کریں گے اور جس طرح تو نے مجھکو ذلیل کیا ہے اسی طرح میں بھی انسانوں کو بے راہ کر دوں گا البتہ تیرے برگزیدہ بندے راستے سے نہیں بھٹکیں گے لیکن وہ بہت تھوڑے ہیں۔

خدا نے فرمایا دُور ہو مردُود ہم نے تجھے مُہلت دی سوائے بُرے لوگوں کے میرے بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا چاہے تو ان کو ڈرا دھمکا چاہے ان سے دوستی کرکے ان کے مال و اولاد میں ساجھا کرلے اور ان سے طرح طرح کے وعدہ کرے لیکن وہ تیرے فریب میں نہ آئیں گے۔

پھر خدا نے حضرت آدم سے فرمایا کہ تم اور تمہاری بیوی حوّا جنت میں آرام سے رہو اور بے فکری سے کھاؤ پیو اس میں نہ تم ننگے بھوکے رہوگے نہ تم کو دھوپ اور پیاس کی تکلیف ہوگی اور خدا نے ایک درخت بتا کر حکم دیا کہ تم اس درخت کے پاس ہرگز نہ جانا ورنہ تم کو نقصان ہوگا اور یاد رکھو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے تم اس کے کہنے میں ہرگز نہ آنا ایسا نہ ہو کہ یہ تمھیں جنت سے نکلوا دے پھر تم مصیبت میں پڑجاؤ۔

حضرت آدم و حوّا نے عہد کیا کہ ہم اس درخت کے پاس تک نہ جائیں گے اور جنت میں رہنے سہنے لگے۔

شیطان تو ان کی تاک ہی میں تھا اس نے چاہا کہ ان دونوں کو بہکا کر ان کے عیب ان پر ظاہر کردے اور ان کے پاس جا کر اپنی دوستی جتلائی اور کہا میں تم کو ایسا درخت بتاتا ہوں جسے کھا کر تم ہمیشہ زندہ رہو اور ایسے ملک کے مالک بن جاؤ جو ہمیشہ قایم رہے خدا نے تم کو اس درخت سے اسی لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ اور تم کو ہمیشہ کی زندگی مل جائے اور شیطان نے قسمیں کھائیں کہ میں تمھارا سچا دوست ہوں۔

حضرت آدم اور حضرت حوّا دونوں اُس کی باتوں میں آگئے اور جو خدا سے عہد کیا تھا کہ درخت کے پاس تک نہ جائیں گے وہ بھول گئے اور دونوں نے

وہ درخت چکھ لیا۔ اس کے چکھتے ہی ان کی چھپی ہوئی چیزیں ان پر کھل گئیں اور جنّت کے پتّوں سے چھپاتے لگے۔

خدا نے پکار کر فرمایا کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت کا پھل کھانے سے نہیں منع کیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اب تم یہاں سے چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو تم کو زمین پر ایک خاص مدّت تک ٹھہرنا ہوگا وہاں تمہاری زندگانی کا سامان مُہیّا ہوگا وہیں تم مروگے اور وہیں اُٹھائے جاؤگے۔

یہ حکم سُن کر انھیں اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی خدا سے عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا اور اگر تو معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم تباہ ہوجائیں گے۔

خدا ان کی طرف متوجّہ ہوا اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔ اس کے بعد خدا نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں فرشتوں نے عرض کی تو اُس کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہے جو زمین پر فساد کرے اور خون کرتا پھرے اور ہم تو تیری پاکی اور بڑائی بیان کرتے رہتے ہیں۔

خدا نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اور حضرت آدم کو خدا نے سب باتوں کے سمجھنے کی لیاقت عطا فرمادی اور فرشتوں کے روبرو کرکے فرمایا کہ تم مجھکو ان کے نام بتاؤ فرشتوں نے عرض کی اے پروردگار تو نے جو کچھ ہم کو سکھا دیا ہے اس کے سوا ہم اور کچھ نہیں جانتے۔

خدا نے حضرت آدم کو حکم دیا کہ تم اِن کے نام ان کو بتادو حضرت آدم نے سب کے نام بتادیئے۔

خدا نے فرشتوں سے فرمایا کیوں! میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتیں جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو اسے جانتا ہوں غرض حضرت آدم خدا کے خلیفہ ہوگئے اور خدا نے حکم دیا کہ اب تم جنّت سے زمین پر چلے جاؤ اگر وہاں میری ہدایت پہنچے تو اس پر چلنا کیونکہ جو میری ہدایت پر چلے گا وہ سیدھے راستے سے کبھی نہ بھٹکے گا اور نہ مصیبت میں مبتلا ہوگا اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور دُنیا میں بھی ان کی زندگی بُری طرح گزرے گی اور قیامت میں ہم اس کو اندھا کرکے اُٹھائیں گے وہ کہے گا اے پروردگار تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اُٹھایا میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا اس سے کہا جائیگا کہ ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں لیکن تو نے انھیں بُھلا دیا اسی طرح آج تو بھی بُھلا دیا گیا اور جو شخص حد سے بڑھ گیا اور خدا کی آیتوں پر ایمان نہ لایا اس کو ایسا ہی بدلہ ملا کرتا ہے۔

نتائج

یہ بابا آدم اور ہماں ماں حوّا کی کہانی ہے اسے غور سے پڑھو تو بہت سی نصیحتیں سمجھ میں آئیں گی۔ سب سے پہلے یہ کہ آدمی دُنیا کی سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے۔ لیکن یہ عزت اسی وقت تک ہے جب تک آدمی خدا کی تابعداری کرتا رہے اور اس کی مرضی پر چلے نہیں تو خدا کی نافرمانی کرنے سے وہ ذلیل ہوجاتا ہے دیکھو حضرت آدم کی کتنی بھی عزت تھی کہ خدا کے حکم سے فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا لیکن خدا نے ایک درخت کا پھل کھانے کی ممانعت کی تھی اسے بھول گئے اور اس کا پھل کھا لیا تو خدا کی

ناراضی ہوئی جنّت کا عیش وآرام بھی چھوٹا اور دنیا کی مصیبت میں گرفتار ہوگئے اسی طرح شیطان نے خدا کی نافرمانی کی تو وہ بھی ہمیشہ کے لئے مَردُود ہوگیا۔

دوسرے یہ کہ شیطان ہمیشہ ہماری تاک میں رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم سے خدا کی نافرمانی کرا کے گنہگار بنا دے اس کے فریب میں ہرگز نہ آنا چاہیئے نہیں تو خدا کی ناراض ہوگا اور دُنیا میں رُسوائی بھی ہوگی اس کے علاوہ تکلیف اور مصیبت الگ اُٹھانی پڑے گی دیکھو حضرت آدم اور حوّا اس کے دھوکے میں آگئے تو ماری شرم کے چھپتے پھرتے تھے اور کیسی مصیبت میں مبتلا ہوئے کہ جنّت ہاتھ سے گئی۔

تیسرے یہ کہ اگر کوئی خطا ہو جائے تو خدا سے معافی مانگنا چاہیئے اور سچے دل سے توبہ کرنا چاہیئے یعنی آیندہ کے لئے مضبوط عہد کرنا چاہیئے کہ پھر کبھی یہ خطا نہ کریں گے تو خدا معاف کر دے گا اور پھر مہربان ہو جائے گا۔ دیکھو حضرت آدم اور حوّا اپنی بھول پر پچھتائے اور توبہ کی تو خدا نے ان کی خطا معاف فرما دی اور اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

چوتھے یہ کہ خلافت جو انسان کو نصیب ہوئی وہ علم اور سمجھ کی وجہ سے بغیر اس کے انسان کو خدا کی خلافت کا حق نہیں مل سکتا ایک بات اور یاد رکھنا چاہیئے کہ خلافت کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ انسان دُنیا میں امن وصلح سے رہے اور لڑائی جھگڑے اور قتل وخونریزی سے بچا رہے ورنہ وہ خلافت کا حق دار نہیں رہتا خدا نے جو فرشتوں کا قول نقل فرمایا ہے کہ تو ایسے کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے جو زمین پر فساد کرے اور خون بہائے یہ اِس بات کا اشارہ ہے کہ فساد اور خون کرنا بہت بُری بات ہے اس سے آدمی کو خدا کی خلافت کا حق نہیں مل سکتا ہے۔ دُنیا میں جو لڑائی جھگڑے اور قتل وخونریزی ہُوا کرتی ہے اس کی وجہ سے آدمی خدا کی خلافت کا دعویٰ نہیں کر سکتا

جب لڑائیاں موقوف ہو جائیں گی فوجوں سے ہتیار رکھوا لئے جائیں گے بلکہ موقوف کر دی جائینگی توپیں اور بندوقیں اور تمام ایسے آلے اور چیزیں جو ہلاک کرنے کے کام آتی ہیں مٹا دی جائیں گی اور انسان ایسی چیزیں ایجاد کرنے میں اپنی عقل سے کام لیا کرے گا جو صرف راحت و آرام پہونچانے والی ہوں گی اور دنیا کے ہر گوشہ میں پورا امن و سکون ہوگا اور دُنیا کی سب قومیں مثل ایک خاندان کے امن اور صلح سے زندگی بسر کریں گی اور صرف اپنی عقلی اور روحانی ترقیوں میں مصروف رہیں گی اس وقت انسان صحیح طور سے خدا کی خلافت کا دعویٰ کر سکے گا۔

پانچویں یہ کہ آدمی کو جو خدا نے نعمتیں اور قوتیں بخشی ہیں انھیں جائز طریقہ سے کام میں لائے اِس سے تمام کام درست ہو سکتے ہیں اور بیجا کام میں لانے سے ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں شیطان نے جو خدا سے کہا تھا کہ اکثر انسان ناشکری کریں گے اس سے یہی مُراد ہے کیوں کہ اصل ناشکری یہی ہے کہ خدا نے اپنی مہربانی سے ہم کو جو نعمتیں اور قوتیں عطا فرمائی ہیں ان کا غلط استعمال کریں۔

یا یوں سمجھو کہ شکریہ ہے کہ انسان اپنا فرض ادا کرتے رہے۔ ہر شخص پر بحیثیت انسان کے جو فرض عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے جو قوتیں اور نعمتیں جیسے ہاتھ پاؤں آنکھ عقل اور مال و دولت وغیرہ عطا فرمائی ہیں ان کا اپنے اور اپنے ابنائے جنس کے لئے جائز اور صحیح استعمال کرتے رہیں اور انھیں بیکار نہ رہنے دیں بلکہ انھیں ترقی دیتے رہیں اس کے علاوہ خدا نے پیغمبروں کے ذریعہ جو حکم دیئے ہیں ان کی پابندی کرتے رہیں اور ناشکری یا کفر یہ ہے کہ خدا کی عطا کی ہوئی قوتوں اور نعمتوں کا استعمال نہ کریں یا ان سے غفلت اور صحیح و جائز طریقے سے کام میں نہ

لائیں اور خدا کے حکم کی پابندی نہ کریں یا ادا نہ کریں۔

یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ فرایض کچھ تو بحیثیت ایک انسان کے ہوتے ہیں کچھ بحیثیت کسی قوم کے جزو ہونے کے پھر اپنے ذاتی و شخصی فرایض ہوتے ہیں اور حکومت کے فرایض جُدا ہوتے ہیں اور ایک حاکم عدالت اور ایک عالم پیشوا وغیرہ کے فرایض جداگانہ اسی طرح ایک ملازم اور پیشہ ور کے علحدہ اور بحیثیت شوہر اور باپ کے جداگانہ اور عورت کے بحیثیت بیوی اور ماں کے خاص فرائض ہوتے ہیں غرض کہ حیثیتوں کے ساتھ ساتھ فرایض بھی نئے ہوتے جائیں گے پھر مجموعی حیثیت سے ایک قوم اور ایک ملک کے خاص فرایض ہوتے ہیں۔ ان سب فرایض کا ادا کرنا شکر ہے اور فرایض سے غفلت و بے پروائی کرنا کفر۔

چھٹے یہ کہ درخت کا پھل کھانے کی ممانعت اور آدم و حوّا کا وہ پھل کھا لینے سے جو مصیبت ان پر پڑی اس سے ہمیں یہ بات سمجھائی گئی ہو کہ خدا نے جس بات سے ہم کو منع کیا ہو اس کی خلاف ورزی میں ہمارا ہی نقصان ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام

یہ خدا کے برگزیدہ بندے تھے ان کی قوم خدا کو چھوڑ کر بت پوجا کرتی تھی۔
وَدّ، سُوَاع، یَغُوث، یَعُوق اور نَسر ان کے بتوں کے نام تھے جب حضرت
نوح کو پیغمبری ملی تو انھوں نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ بھائیو خدا ہی کی عبادت کرو اس کے
سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں اور تم بتوں کو پوجتے رہو گے تو عذاب میں گرفتار
رہو گے ان کی قوم کے سرغنہ کہنے لگے تو بالکل گمراہ ہو گیا ہی حضرت نوح نے کہا بھائیو
میں گمراہ نہیں ہوں مجھے سارے جہان کے مالک نے بھیجا ہی میں تم کو اس کے پیغام
سناتا ہوں اور تمھیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ نے مجھے وہ باتیں بتلائی ہیں جو تم نہیں جانتے
کیا تم کو اس بات پر تعجب ہی کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے لئے تمھیں
میں سے ایک آدمی پر نصیحت آئی تاکہ وہ تمھیں گناہوں کے عذاب سے ڈرائے اور تم
گناہوں سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ سن کر اس قوم کے بد دین سرغنہ آپس میں
کہنے لگے یہ ایسا ہی آدمی ہی جیسے تم ہو یہ چاہتا ہے کہ تم میں بڑا بن جائے۔ اگر خدا
چاہتا تو ہدایت کے لئے فرشتے بھیجدیتا۔ ہم نے اپنے باپ دادا ؤں سے ایسی بات
نہیں سنی جو یہ کہتا ہی۔ بات اصل یہ ہے کہ اس کو جنون ہو گیا ہی۔ اس لئے ایک
وقت تک انتظار کرو۔ لیکن حضرت نوح برابر نصیحت کرتے رہے اور تھوڑے سے
لوگ ان پر ایمان بھی لے آئے پھر اُن کی قوم کے سرغنہ لوگوں نے کہا تم ایسے ہی ایک
آدمی ہو جیسے ہم ہیں اور تمھارے او پر وہی لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں رذیل

ہیں اور تم میں ہم سے زیادہ کوئی بڑائی نہیں ہے بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور
تم کھلی ہوئی گمراہی میں پڑ گئے ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تم پر ایمان لے آئیں
حالاں کہ تمہارے ساتھی جتنے ہیں وہ سب کمینے ہیں۔ حضرت نوح نے کہا تم سوچو
کہ اگر میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس روشن دلیل آئی ہو اور اُس نے
مجھ پر رحمت کی ہو اور وہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تو میں زبردستی تمہارے سر
نہیں لگا سکتا اور جب کہ تم کو اُس سے نفرت بھی ہو اور اے عزیزو میں نصیحت
کے بدلے میں تم سے کچھ روپیہ پیسہ نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اللہ ہی پر ہے
اور جو لوگ ایمان لائے ہیں میں اُن کو نہیں نکالوں گا وہ اپنے پروردگار سے
میری شکایت کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا۔ تم کیسی نادانی کی باتیں کرتے
ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر میں نکال دوں تو خدا کی مجھ پر خفگی ہو گی پھر میری کوئی
مدد نہیں کر سکتا۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں نہ یہ کہتا ہوں
کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں لیکن میں یہ
بھی نہیں کہتا کہ جن لوگوں کو تم حقارت سے دیکھتے ہو خدا ان کا بھلا نہ کرے گا جو کچھ
ان کے دلوں میں ہو اُسے خدا خوب جانتا ہے اگر میں ان کو نکال دوں تو میں بھی
ظالموں میں شریک ہو جاؤں گا مجھے یہ جاننے کی بھی ضرورت نہیں کہ وہ کیا
کام کرتے ہیں ان کا حساب لینا میرے پروردگار کا کام ہو اور میں ایمان والوں کو
نکالنے نہیں آیا میں تو لوگوں کو عذاب سے ڈرانے آیا ہوں۔ حضرت نوح کی قوم
کے لوگوں نے کہا اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمھیں پتھروں سے مار ڈالیں گے حضرت

نوح نے کہا اگر تم کو میرا رہنا اور خدا کی آیتیں سُنانا ایسا ہی ناگوار گزرتا ہی تو میں
خدا پر بھروسہ کرتا ہوں تم سب ایک بات ٹھیرالو اور اُسے چھپا ؤمت پھر جو کچھ
میرے ساتھ کرنا ہو کر گزرو اور مجھکو ذرا بھی مُہلت نہ دو۔ کہنے لگے اے نوح تو
ہم سے بہت جھگڑ چکا اگر تو سچّا ہی تو وہ عذاب لے آجس سے تو ہمیں ڈراتا رہا
ہی حضرت نوح نے کہا وہ عذاب اگر چاہیگا تو خدا ہی لائے گا اور جب عذاب
آجائے گا تو پھر تمہارے بنائے کچھ بن نہ پڑے گا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں
تمہاری کتنی ہی بھلائی کرنا چاہوں اگر خدا کو تمہارا گمراہ رکھنا منظور ہے تو میری
نصیحت تمھیں کچھ فائدہ نہ دے گی وہی تمہارا پروردگار ہی اور اسی کی طرف تم کو
لوٹ کر جانا ہی۔ غرض حضرت نوح نے اپنی قوم کو اچھی طرح سمجھایا لیکن وہ جھٹلاتے ہی رہے
آخر جب انھوں نے دیکھ لیا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے تو انھوں نے خدا سے فریاد
کی کہ اے پروردگار میں اب عاجز آگیا تو میری مدد کر اور مجھ میں اور ان کافروں
میں کوئی فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ ایمان والوں کو ان کافروں سے
نجات دے اے میرے خدا میں اپنی قوم کو دن رات سیدھی راہ کی طرف بلاتا رہا
ہوں لیکن وہ میرے بُلانے سے دُور بھاگتے رہی اور جب میں نے کہا کہ خدا سے
معافی مانگو تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور مجھ سے چھپنے کو لئے
کپڑے اوڑھ لئے اور مجھ سے ہٹ کرتے رہی اور بہت غرور کرنے لگے پھر میں نے
پکار کر بلایا اور سب کے سامنے بھی سمجھایا اور اکیلے میں بھی سمجھایا کہ اپنے پروردگار سے

معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ آسمان سے موسلا دھار پانی برسائیگا
تمہارا مال اور تمہاری اولاد بڑھائیگا تمہارے لئے باغ لگائیگا اور نہریں
جاری کریگا یہ تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کی خدائی کو نہیں مانتے اُسی نے تم کو
کئی حالتوں میں پیدا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے کئی ستارے اوپر تلے بنائے
اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے
اُگایا پھر اسی زمین میں تم کو لے جائیگا اور اُسی زمین میں سے نکالے گا اور اللہ
ہی نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا کہ تم اس کے کھلے ہوئے راستوں میں
چلو پھرو لیکن اے پروردگار انھوں نے میرا کہا نہ مانا۔ اور مانا تو ان کا کہنا مانا جن کے
مال اور اولاد نے ان کو اُلٹا نقصان ہی پہونچایا اور انھوں نے میرے ساتھ بڑے
بڑے فریب کئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تم اپنے دیوتاؤں کو ہرگز نہ
چھوڑنا نہ وَدّ نہ سواع نہ یغوث کو اور نہ یعوق اور نسر کو اور انھوں نے بہت
لوگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکا دیا۔ اے پروردگار ایسا کر کہ ان ظالموں کی گمراہی
زیادہ ہی ہوتی جائے (بلکہ) اے میرے پروردگار اس تک کے ان کافروں
میں سے ایک کو بھی باقی نہ رکھ اگر تو باقی رکھے گا تو تیرے بندوں کو سیدھی راہ
سے بھٹکا دیں گے اور اُن سے جو اولاد ہوگی وہ بھی گنہگار اور بڑی ناشکری ہوگی
میرے پروردگار مجھکو میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لاکر میرے گھر میں پناہ لے
اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بچا دے اور ان ظالموں کو بالکل تباہ کردے

حضرت نوحؑ کی یہ دُعا قبول ہوئی اور خدا نے وحی بھیجی کہ اے نوح تمہاری قوم میں جو ایمان لا چکے ہیں اُن کے سوا اب اور کوئی ایمان نہ لائے گا جو کچھ وہ کرتے ہیں تو اس پر رنج نہ کر اور ہماری خاص مہربانی اور ہماری ہدایت کے مطابق کشتی بنا اور ظالموں کے لئے ہم سے کچھ نہ کہہ وہ ضرور ڈوبیں گے ۔

اس حکم کے مطابق حضرت نوح نے لکڑی کے تختوں اور لوہے کی کیلوں سے کشتی بنانی شروع کی جب ان کی قوم کے کچھ لوگ ادھر سے گزرتے تو حضرت نوح پر ہنستے ۔ حضرت نوح کہتے کہ آج تم ہنس لو ایک دن اسی طرح ہم تم پر ہنسیں گے جس طرح تم ہم پر ہنستے ہو اور تم کو جلدی معلوم ہو جائے گا کہ رُسوائی کا عذاب کس پر آتا ہے اور ہمیشہ کے عذاب میں کون گرفتار ہوتا ہے ۔

آخر خدا کا حکم آ گیا آسمان کے دروازے کھُل گئے مُوسلا دھار پانی برسنے لگا اور اس زمین کے چشمے پھاڑ دیئے گئے اور دونوں پانی ایک ٹھیرائے ہوئے کام کے لئے مل گئے ۔ خدا نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ کشتی میں ہر قسم کی چیزیں ایک ایک جوڑ رکھ لو اور اپنے گھر کے لوگوں کو سوائے اُن کے جن کی نسبت پہلے حکم ہو چکا ہے اور اُن چند لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں کشتی میں سوار کر لو پھر جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں سوار ہو جائیں تو کہنا کہ اے خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں ظالموں سے بچایا اور کہنا کہ اے پروردگار تو مجھکو صحیح وسلامت اتارنا اور تو سب سے بہتر آفتوں سے بچانے والا ہے ۔

پھر حضرت نوحؑ نے کہا خدا کا نام لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اسی کے نام کے ساتھ بہتر ہے اور وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (غرض حضرت نوح اور اُن کے ساتھی کشتی میں سوار ہو گئے) اور کشتی خدا کی مہربانی سے پانی پر تیرنے لگی اور اُن کو پہاڑ کی طرح موجوں میں لئے جا رہی تھی کہ حضرت نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کنارے پر تھا کہ ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دے وہ بولا میں ابھی کسی پہاڑ پر چلا جاؤں گا وہ مجھے پانی سے بچا لے گا حضرت نوح نے کہا خدا ہی جس پر رحم کرے وہ تو بچ سکتا ہے نہیں تو آج کوئی بچانے والا نہیں اتنے میں دونوں کے درمیان ایک موج آئی اور وہ ڈوب گیا حضرت نوح نے کہا اے میرے خدا میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔

خدا نے فرمایا نوح! تمہارا بیٹا تمہارے گھر والوں میں سے نہیں ہے اس کے کام اچھے نہیں اس لئے ایسی درخواست نہ کرو جو تم نہیں جانتے ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں تم نادان نہ بنو حضرت نوح نے کہا اے خدا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں آئندہ ایسی درخواست نہ کروں گا جس کی حقیقت میں نہ جانتا ہوں گا اور اگر تو میری خطا معاف نہ فرمائے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا ۔

غرض جب حضرت نوح کی قوم ڈوب چکی تو خدا نے حکم دیا کہ اے زمین اپنا پانی جذب کر لے اور اے آسمان تھم جا پھر جب پانی اُتر گیا تو کام پورا ہو گیا اور کشتی جودی

(پہاڑ) پر جاکر ٹھہر گئی تو اس وقت خدا نے حکم دیا کہ اے نوح ہماری برکتوں اور سلامتی کے ساتھ کشتی سے اترو اور یہ برکتیں تم پر اور ان اُمتوں پر ہوں گی جو تمہارے ساتھ والوں سے پیدا ہوں گے اور جو کچھ اُمتیں ایسی ہوں گی جو فائدہ اُٹھائیں گی پھر ان پر ہماری طرف سے سخت عذاب آئے گا۔

اس طرح خدا نے حضرت نوح کی دُعا قبول کی اور اُن کو اور اُن کے ساتھ والوں کو بڑی مصیبت سے بچایا اور اُس قوم کے مقابل خدا نے حضرت نوح کی مدد کی جنھوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلایا وہ ظالم تھے اس لئے خدا نے ان سب کو غرق کر دیا بس حضرت نوح اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے وہی باقی رہے۔ اور پچھلی اُمتوں میں ان کا ذکر بھلائی کے ساتھ رہا کہ نوح پر تمام جہان میں سلام ہو اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب کو جاری رکھا پھر بھی اُن میں سے بعض سیدھے رستے پر ہیں اور بہت سے گنہگار رہیں۔

نتائج

حضرت نوح اپنی قوم کو سمجھاتے تھے کہ بتوں کا پوجنا چھوڑو اور ایک ہی خدا کی عبادت کرو جو سب جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور یہ چاہتے تھے کہ میری قوم آسودہ حال اور شہری (متمدن اور شائستہ) ہو جائے جیسا ان کی دُعا کے اِن جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا سے معافی مانگو وہ موسلا دھار پانی برسائے گا تمہارا مال اور تمہاری اولاد بڑھائے گا۔ تمہارے لئے باغ لگائے گا اور نہریں جاری کرے گا

لیکن اُنھوں نے حضرت نوح کی بات نہ مانی آخر سب کے سب تباہ ہو گئے اس طرح جو قوم اپنے عقیدے پاک اور اپنی حالت درست نہ کرے گی وہ ایک دن ضرور تباہ ہو گی جن قوموں کے عقیدے بُری بُری رسموں کے پابند ہوتے ہیں ان کی عقلیں بھی بیکار ہوتی ہیں وہ آسمانی اور زمینی خطروں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور جو قومیں اپنی حالت درست کر لیتی ہیں اور فضول رسموں اور بُری عادتوں سے پاک ہو جاتی ہیں تو خدا ان کی عقلوں میں روشنی پیدا کر دیتا ہے اور ہر قسم کی آفتوں سے بچنے کی تدبیریں سجھاتا اور خطروں سے حفاظت کا سامان پہلے سے مُہیا کر دیتا ہے جس طرح حضرت نوح نے خدا کی ہدایت سے کشتی بنائی اور طوفان سے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہ پہونچا۔

۲ - لوگوں کو ہدایت اور نصیحت کا کام کسی دنیا کی لالچ اور اپنی بڑائی اور عزّت کے خیال سے نہ کرنا چاہیئے بلکہ خوفِ خدا کے واسطے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے ہو جیسا حضرت نوح نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ میں نصیحت کے بدلے میں تم سے روپیہ پیسہ نہیں مانگتا میری مزدوری اللہ ہی پر ہے۔

۳ - جو نیک کام کرنا چاہے اُس پر مضبوطی سے قایم رہے لوگوں کے کہنے سننے، بُرا بھلا کہنے کی کوئی پروا نہ کرے نہ کسی کی دھمکیوں میں آئے نہ کسی کے ڈرانے سے ڈرے جان جانے کا بھی اندیشہ ہو تو اپنا کام نہ چھوڑے۔ اور خدا پر بھروسہ رکھے جو جو تکلیفیں پہنچیں اُنھیں برداشت کرے دیکھو حضرت نوح کی

قوم نے ان کے ساتھ طرح طرح کے فریب کئے بُرا بھلا کہا۔ جھوٹا کہا دیوانہ بنایا پتھروں سے مار ڈالنے کی دھمکی دی لیکن انھوں نے کچھ پروانہ کی اور اپنا ہدایت اور نصیحت کا کام برابر جاری رکھا اور اپنی قوم کے لوگوں سے صاف کہدیا کہ میں خدا پر بھروسہ کرتا ہوں - تم جو کرنا چاہتے ہو وہ کرگزرو۔

۴۔ جو تعلیم دینا چاہی یا جو نصیحت کرے اُسے زبردستی نہ منوانا چاہیئے ہر ہدایت کرنے والے کا یہ کام ہے کہ وہ لوگوں کو نفع نقصان سے خبردار کردے پھر چاہے کوئی مانے یا نہ مانے دیکھو حضرت نوح نے اپنی قوم سے یہی کہا تھا کہ اگر میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس روشن دلیل آئی " .. .. اور وہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تو میں زبردستی تمہارے سر نہیں لگا سکتا۔

حضرت ہود علیہ السلام

حضرت نوحؑ کے بعد عادؔ ایک بہت بڑی قوم ہوئی ہے یہ احقاف میں آباد تھی یہ لوگ بدن کے بہت قوی تھے بہت سے مواشی اور چشموں کے مالک تھے۔ باغ لگاتے تھے اور بڑی بڑی عمارتیں بناتے تھے جب یہ لوگ گمراہ ہوگئے اور بت پوجنے لگے اور اُن کو غرور ہوگیا کہ ہم سے زیادہ کوئی زور اور قوّت والا نہیں ہے اور یہ بات بھول گئے کہ جس خدا نے ہم کو بنایا ہے وہ سب سے زیادہ طاقت والا ہے، تو خدا نے حضرت ہودؑ کو ان میں پیغمبری دی ان کی قوم پر جو مصیبتیں آنے کو تھیں اور بعد میں آنے والی تھیں وہ خدا نے ان کو دکھا دیں، انھوں نے سمجھایا کہ اے لوگو! خدا کو پوجو اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ بُری بُری باتیں چھوڑ دیں تمھارا امانت دار پیغمبر ہوں اور میں جو نصیحت کرتا ہوں اس کا بدلا تم سے نہیں مانگتا مجھے میرا خدا بدلا دے گا جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ اس قوم کے بڑے بڑے لوگ جو کافر تھے کہنے لگے اے ہود! ہم تجھے بے وقوف سمجھتے ہیں اور تو جھوٹ بولتا ہے۔ حضرت ہودؑ نے کہا میں بے وقوف نہیں ہوں لیکن میں سب جہان کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں اور اپنے خدا کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور میں تمھارا سچّا خیر خواہ ہوں۔ کیا تم کو تعجب ہے کہ تمھیں میں سے ایک آدمی پر تمھارے پروردگار کی طرف سے نصیحت آئی ہے تاکہ تم کو گناہوں کے عذاب سے ڈرائے۔ تم خدا کا یہ احسان یاد کرو

کہ اس نے نوحؑ کی قوم کے بعد تم کو خلیفہ بنایا اور تم کو قوّت اور زور بخشا تم نے جو دیو
خدا بنائے ہیں وہ تمہارے من گھڑت ہیں تم ہر ناکے پر بے فائدہ یادگار نشانی بناتے ہو
اور ایسی کاری گری کی عمارتیں بناتے ہو کہ جیسے تم ہمیشہ رہو گے اور جب تم کسی کو
پکڑتے ہو تو بہت بے رحمی کے ساتھ۔ تم اُس خدا سے ڈرو جس نے تم کو وہ نعمتیں بخشیں
جو تم جانتے ہو، تم کو اولاد دی، چوپائے عنایت کئے، باغ دیئے اور چشمے مرحمت
فرمائے۔ مجھ کو ڈر ہے کہ تم پر کوئی بڑا عذاب نہ آئے۔ کہنے لگے۔ ہود! تو اس لئے
ہمارے پاس آیا ہے کہ ہمارے دیوتاؤں سے ہمیں چھڑا دے۔ جس عذاب کو تو کہتا ہے
اگر سچا ہے تو لے آ۔ حضرت ہودؑ نے کہا۔ یہ علم خدا ہی کو ہے کہ عذاب کب آئے گا۔ میں تو جو
پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں وہی تم کو پہنچاتا ہوں اور میں تم کو نادان خیال کرتا ہوں۔ ان کی
قوم کے لوگوں نے کہا۔ چاہے تم نصیحت کرو یا نہ کرو ہم نہیں ماننے کے یہ اگلے زمانے
والوں کی عادت ہے اور نہ ہم پر عذاب آئے گا۔ حضرت ہودؑ برابر سمجھاتے رہے کہ
بھائیو خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور عہد کرو کہ آئندہ گناہ نہ کریں گے
خدا تم پر برستا ہوا بادل بھیجے گا اور تمہاری قوّت پر قوّت بڑھاتا جائے گا۔ کہنے لگے
ہود! تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور خالی تمہارے کہنے سے ہم اپنے بُت
نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہم تم پر ایمان لاتے ہیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے بعض
دیوتاؤں کی تم پر مار پڑی ہے۔ حضرت ہودؑ نے کہا۔ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور
تم بھی گواہ رہو کہ جس کو تم خدا کا شریک بناتے ہو میں اس سے بری ہوں تم سب
میرے لئے سازش کرو پھر مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ میں نے خدا پر بھروسہ کیا ہے جو
میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے کوئی چلنے والا نہیں جو اُس کے قبضے میں نہ ہو

میرا پروردگار بڑا انصاف والا ہے (جو نیک ہیں ان کو سزا نہیں دے گا اور جو برائیاں کرتے ہیں ان کو بلا سزا کے نہیں چھوڑے گا) اگر تم انکار کرتے ہو تو کیا کروں میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا۔ خدا تمہارے سوا کسی اور کو خلافت بخشے گا۔ تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میرا پروردگار ہر چیز کا نگہبان ہے۔

آخر حضرت ہودؑ کی قوم نے ان کا کہنا نہ مانا اور خدا نے ان پر عذاب بھیجا۔ ایک دن جب ان کو بادِ صرصر ایک بادل کی صورت میں نظر آئی تو کہنے لگے یہ بادل ہم کو سیراب کر دے گا لیکن ان کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ وہ چیز تھی جس کی یہ گنہگار جلدی کر رہے تھے۔ یہ وہ ہوا تھی جس میں سخت عذاب تھا اور خدا کے حکم سے ہر چیز کو برباد کر دینے والی تھی۔

یہ ہوا ان کے لئے منحوس سات رات اور آٹھ دن تک چلتی رہی جس سے وہ سب برباد ہو گئے اور ان کے جسم کھوکھلے درختوں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ بس خدا نے حضرت ہودؑ کو اور ان کو جو حضرت ہودؑ پر ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی۔

نتائج

غرور کا سر نیچا اور ظلم کی عمر کوتاہ ہوتی ہے عاد لوگوں سے بے رحمی کا برتاؤ کرتے تھے اور اتنا غرور ہو گیا تھا کہ اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے تھے آخر ان کا غرور کچھ کام نہ آیا اور ظلم کا نتیجہ بھگتنا پڑا۔ حضرت ہودؑ کی یہ نصیحت تھی کہ بتوں کو چھوڑ کر اسی اکیلے خدا کی عبادت کرو جو ہمارا تمہارا سب کا پیدا کرنے والا ہے

اور اس نے تم پر طرح طرح کے احسان کئے ہیں۔ اور غرور نہ کرو ظلم اور بے رحمی سے باز آؤ اور تکلف کی زندگی چھوڑ کر سادہ زندگی اختیار کرو۔ یہ جو حضرت ہودؑ نے کہا تھا کہ تم ہر نا کے پر بے فائدہ یادگار نشان بناتے ہو اور ایسی کاریگری کی عمارتیں بناتے ہو جیسے تم ہمیشہ رہوگے۔ اس سے یہی مطلب ہے۔

عاد اتنی ترقی کر چکے تھے کہ باغ لگاتے تھے اور بڑی بڑی عمارتیں بناتے تھے لیکن ایک حالت پر ٹھیر گئے تھے۔ حضرت ہودؑ چاہتے تھے کہ یہ خدا سے معافی مانگیں گناہوں سے توبہ کریں بُری عادتیں چھوڑ دیں تو اور ترقیاں کریں جیسا ان کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا " " " " " تمھاری قوت پر قوت بڑھاتا جائے گا لیکن انھوں نے حضرت ہودؑ کی بات نہ مانی آخر ان کے حق میں اچھا نہ ہوا۔
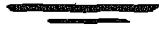
حضرت صالح علیہ السلام

عاد کے بعد ثمود ایک بڑی قوم ہوئی یہ بھی گمراہی میں پڑ گئی تو خدا نے حضرت صالحؑ پیغمبر کو اس میں پیدا کیا۔ اُنھوں نے نصیحت کی کہ اے بھائیو! خدا کو پوجو اس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اسی میں تم کو بسایا اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا عہد کرو میرا پروردگار پاس ہے اور (توبہ) قبول کرتا ہے۔ ان کی قوم کے لوگوں نے کہا۔ اے صالح! ہم کو اس سے پہلے تم سے بڑی امیدیں تھیں تم ہمیں ان کے پوجنے سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں اور جس طرف تم ہم کو بلاتے ہو اس میں ہم کو بڑا شک ہے۔ حضرت صالحؑ نے کہا۔ بھائیو! اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے پیغمبری (کے عہدہ) پر ہوں اور اس نے اپنی رحمت سے مجھے اس میں سے کچھ عنایت فرمایا ہے تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو خدا کے مقابلہ میں میری کون مدد کرے گا؟ تم تو میرا اُلٹا نقصان ہی کراؤ گے۔

حضرت صالحؑ نصیحت کرتے رہے اور ان پر لوگ ایمان بھی لائے اور بہت سے گمراہی میں پڑے رہے ان کو حضرت صالحؑ سمجھاتے رہے کہ تم بُرائیاں چھوڑو میں تمھارا امانت دار رسول ہوں تم خدا سے ڈرو اور میری بات مانو اور میں تم سے اس کا بدلہ نہیں چاہتا مجھے میرا خدا بدلہ دے گا تم کو جو یہاں نعمتیں میسر ہیں یہ باغ

یہ چشمے یہ کھیت یہ خوشے دار کھجور کے درخت اور یہ پہاڑوں کو کاٹ کر جو تم بڑی بڑی عمارتیں بناتے ہو کیا تم ان میں اطمینان سے رہا کرو گے؟ خدا سے ڈرو اور میری بات مانو اور ان کی نہ مانو جو ملک میں فساد پھیلاتے ہیں اور امن نہیں ہونے دیتے۔ لیکن انہوں نے حضرت صالحؑ کی ایک نہ سنی کہنے لگے۔ صالح ہم میں سے ایک آدمی ہی ہم اس کے کہنے پر نہیں چل سکتے ہم اس کا کہا مانیں تو گمراہ اور دیوانے ہوں گے۔ کیا ہم لوگوں میں سے اسی پر نصیحت آئی ہی؟ نہیں وہ جھوٹا شیخی خورہ ہی اور حضرت صالحؑ سے کہا۔ تم پر جادو کر دیا گیا ہی تم ہماری طرح ایک آدمی ہو اگر سچّے ہو تو کوئی نشان لاؤ۔ حضرت صالحؑ نے کہا۔ یہ خدا کی اونٹنی تمھارے لئے نشانی ہی اسے خدا کی زمین میں چرنے دو اپنے وقت پر یہ پانی پئے اور تم اپنے وقت پر پیو اگر تم اس کے ساتھ بُرائی کروگے تو خدا کا عذاب جلد تم پر آجائے گا اور خدا کا احسان یاد کرو کہ اس نے عاد کے بعد تم کو خلافت دی اور تم کو زمین پر بسایا۔ تم اس کی نرم مٹّی سے محل بناتے ہو خدا کی نعمتوں کا شکر کرو اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ غرور والے سرداروں نے کمزوروں سے پوچھا جو ایمان والے تھے کہ کیا سچ مچ تم کو یقین ہی کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے پیغمبر ہی؟ انھوں نے کہا بے شک صالحؑ جو پیغام دے کر بھیجے گئے ہیں اسے ہم دل سے مانتے ہیں! ان غرور والوں نے کہا تم جس پر ایمان لائے ہو ہم کو اس سے انکار ہی یہ لوگ ایمان والوں سے لڑائی جھگڑا بھی کرنے لگے حضرت صالحؑ نے کہا۔ اے بھائیو! بھلائی سے پہلے بُرائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو تم خدا سے معافی کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم کیا جائے کہنے لگے تیرے اور تیرے ساتھ والوں کی وجہ سے ہم پر وبال آیا۔ حضرت صالحؑ نے کہا۔ تمھارا وبال خدا کے پاس ہی تمھاری

آزمائش ہو رہی ہے۔

(۷) ان لوگوں کی مت ایسی پھری تھی کہ حضرت صالح کی نصیحت ان کے سمجھ ہی میں نہ آتی تھی اور برابر اپنی گمراہی پر اڑے ہوئے تھے اور ایک حرکت انھوں نے یہ کی کہ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور حضرت صالحؑ سے کہا اگر سچ مچ تم پیغمبر ہو تو جس عذاب کو تم کہتے ہو وہ لے آؤ۔ حضرت صالحؑ نے کہا اب تم تین دن اور اپنے گھروں میں آرام کرلو یہ عذاب کا وعدہ جھوٹا نہیں ہے (یہ کافر اب بھی بے پرواہ تھے) شہر میں نو شخص تھے جو فساد مچاتے تھے اور امن و صلح نہیں ہونے دیتے تھے آپس میں کہنے لگے آؤ ہم خدا کی قسم کھائیں صالح اور صالح کے خاندان پر رات کو چھاپہ ماریں اور اس کے وارث سے کہدیں گے کہ ہم اس کے اور اس کے خاندان کے قتل کے وقت موجود ہی نہ تھے یہ صلاح کرکے وہ پوشیدہ پوشیدہ تدبیریں کرنے لگے وہ تو اپنی تدبیروں میں تھے اور خدا اپنی تدبیر کر رہا تھا جب اس کا حکم آگیا تو حضرت صالح نے ان سے کہا میں اپنے خدا کا پیغام تم کو پہنچا چکا اور تمھاری خیرخواہی کر چکا لیکن تم اپنے خیرخواہوں کو پسند نہیں کرتے آخر زلزلے نے سب قوم کو ایسا تباہ کیا کہ بھس کی طرح ہو کر رہ گئے۔ بس خدا نے اپنی رحمت سے حضرت صالح اور ان کے ساتھ والوں کو ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے بچا لیا۔

نتائج

برائیوں اور گناہوں پر ہٹ کرنے کا نتیجہ بہت برا ہوتا ہے ثمود نے حضرت

صالح کی نصیحت نہ مانی اور برابر ضد کرتے رہے خدا کی بڑی ناراضی ایسی ہی قوموں اور لوگوں پر ہوتی ہی جو نافرمانیاں کرتے جائیں گناہوں پر اڑے رہیں اور اپنی حالت درست نہ کریں اس کا انجام ذلّت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور اس کے سوا کسی اور کو پوجنا تو خدا کو سب سے زیادہ ناپسند ہی لیکن اور باتیں جن سے خدا بہت ناراض ہوتا ہی ان میں ایک فساد بھی ہی حضرت صالحؑ جہاں اپنی قوم کو خدا کی پوجنے کی نصیحت کرتے تھے وہاں فساد نہ کرنے اور امن و صلح کی بھی نصیحت کرتے تھے کیونکہ دنیا میں تمام کی ترقیوں کے لئے امن ایک بہت ضروری چیز ہی لیکن ثمود نے حضرت صالحؑ کی بات نہ مانی آخر جو انجام ہوا وہ تم کو معلوم ہو گیا۔

حضرت صالحؑ کے قصّے میں اور جو نصیحتیں ہیں ان کے لئے حضرت نوحؑ کے قصّے کے نتیجے میں دیکھو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے والے اور اس کے برگزیدہ بندے اور سچے نبی تھے۔ خدا نے ان کو دنیا میں بھی بھلائی دی اور آخرۃ میں بھی اور خدا نے ان کو اپنا دوست بنایا اور یہ وہی نبی ہیں جن کی نسبت خدا نے اپنے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ تم ابراہیم کے دین پر چلو اور یہ وہی ہیں جنھوں نے ہمارا نام مسلمان رکھا اور خدا نے ان کو کئی باتوں میں آزمایا ان میں یہ پورے اُترے اور خدا نے ان سے کہا میں تجھے لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انھوں نے کہا اور میری اولاد کو؟ خدا نے کہا جو ظلم کرنے والے ہونگے ان کے لئے یہ اقرار نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم پر ایک صحیفہ بھی نازل ہوا تھا ان کی قوم بت اور ستارے پوجتی تھی یہ اپنی قوم کے اس کام سے بہت بیزار تھے اور اُنھوں نے اپنے چچا آزر سے کہدیا کہ آپ بتوں کو خدا بناتے ہیں میں تو آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتا ہوں اور خدا نے ان کو زمین و آسمان کے انتظام دکھلا دیئے تاکہ ان کو یقین ہو جائے کہ سب چیزیں چاند، سورج، ستارے وغیرہ اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں اور اسی کے اختیار اور اسی کے بنائے ہوئے قانون کے تابع ہیں اُنھوں نے ایک رات کو ایک تارا دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہنے لگے میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا پھر جب چاند چمکتا دیکھا تو کہا

کیا یہ میرا رب ہی؟ پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگے اگر میرا پروردگار مجھے ہدایت نہ کرے تو میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا۔ پھر سورج نکلا تو کہا یہ میرا رب ہی؟ یہ تو سب سے بڑا ہی اور جب وہ بھی ڈوب گیا (تو کہا یہ بھی خدا بنانے کے قابل نہیں ہی اور) اپنی قوم سے کہا جس کو تم خدا کے شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں میں نے اپنا منہ سب سے پھیر کر اسی کی طرف کرلیا جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہی اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں ان کی قوم ان سے بحث کرنے لگی کہ تم ہمارے دیوتاؤں سے ڈرو، نہیں تو تم کو نقصان پہنچ جائے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا تم مجھ سے خدا کے بارہ میں بحث کرتے ہو جس نے مجھ کو سیدھا راستہ بتایا ہی اور جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا اور نقصان سوائے میرے پروردگار کے اور کوئی نہیں پہنچا سکتا میرا پروردگار سب کچھ جانتا اور ہر کام کی حکمت اور مصلحت سمجھتا ہی اگر آئندہ مجھ کو کوئی نقصان پہنچا تو اسی کی کسی مصلحت کی وجہ سے پہنچے گا۔ تمھارے دیوتا کوئی چیز نہیں ہیں۔ تم غور نہیں کرتے۔ اور جب کہ تم خدا کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرنے سے نہیں ڈرتے جن کی خدا نے کوئی دلیل نہیں اتاری تو میں ان سے کیوں ڈرنے لگا جس کو تم خدا کا شریک بناتے ہو اگر تم سمجھتے ہو تو بتاؤ کہ ہم کو بے خوف ہونا چاہیے یا تم کو کیونکہ میرے پروردگار میں تو ہر طرح کی قدرت ہے اور تمھارے دیوتا کچھ نہیں کر سکتے۔

یہ دلیل تھی جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلے میں بتلائی تھی جس کے چاہتا ہی درجے بلند کر دیتا ہی اور کوئی شک نہیں کہ وہ بڑی حکمتوں والا اور علم والا ہی۔

ایسا ہی ایک بادشاہ نے حضرت ابراہیم سے خدا کے بارہ میں حجت کی جب حضرت ابراہیم نے کہا کہ میرا پروردگار وہ ہی جو زندہ کرتا اور مارتا ہی تو وہ کہنے لگا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں حضرت ابراہیم نے کہا اچھا خدا تو سورج کو پورب سے نکالتا ہی تو اسے پچھم سے لے آوہ کافر بادشاہ حضرت ابراہیم کے جواب سے ہکا بکا رہ گیا۔

ایک روز حضرت ابراہیم نے اپنے چچا سے کہا آپ اسے کیوں پوجتے ہیں جو نہ دیکھتا ہی اور نہ سنتا ہے اور نہ آپ کے کچھ کام آسکتا ہی اے چچا مجھکو وہ علم دیا گیا ہی جو آپ کو نہیں دیا گیا آپ میری بات مانئے میں آپ کو سیدھی راہ بتلا دوں گا اے چچا شیطان کو نہ پوجئے کیوں کہ وہ خدا کا نافرمان ہی اے چچا مجھے خوف ہی کہ خدا کا عذاب آپ پر نہ آئے پھر آپ شیطان ہی کے ساتھی ہو جائیں گے ان کے چچا نے کہا کیا تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہی اے ابراہیم اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور تو میرے پاس سے چلا جا حضرت ابراہیم نے کہا سلام علیک میں آپ کے لئے اپنے پروردگار سے معافی کی درخواست کروں گا اور میں اپنے پروردگار کے سامنے آپ کی بھلائی کا کوئی اختیار نہیں رکھتا بیشک وہ مجھ پر مہربان ہی اور میں آپ سے اور ان سے الگ ہوتا ہوں جن کو آپ خدا کے سوا پکارتے ہیں اور میں اپنے پروردگار ہی کو پکارتا ہوں اور مجھے امید ہی کہ میں اپنے پروردگار کے پکارنے سے بے نصیب نہ ہوں گا۔

حضرت ابراہیم اسی طرح بت پوجنے کی برائی کرتے رہی ایک روز انھوں نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے پوچھا تم کیا پوجتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم بت پوجتے ہیں

اور انھیں کی بندگی کرتے رہتے ہیں حضرت ابراہیم نے کہا کیا جب تم انھیں پکارتے
ہو تو یہ تمہاری سنتے بھی ہیں، یا تم کو کچھ نفع نقصان بھی پہونچا سکتے ہیں؟ کہنے لگے
بات یہ ہی کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کرتے دیکھا ہی حضرت ابراہیم نے کہا تم نے
یہ بھی سوچا کہ تم اور تمہارے اگلے باپ دادا جو کچھ پوجتے آئے ہیں میں ان سب کا
دشمن ہوں لیکن سوائے کُل جہان کے پروردگار کے جس نے مجھکو پیدا کیا اور وہی
مجھکو سیدھا راستہ دکھلاتا ہی اور وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہی اور جب بیمار ہو جاتا ہوں
تو وہی اچھا کرتا ہی اور جو مجھکو موت دے گا پھر جلائے گا اور جس سے مجھکو اُمید ہی
کہ انصاف کے دن میری خطائیں معاف کرے گا اور حضرت ابراہیم نے خدا سے
یہ دُعا مانگی کہ اے میرے پروردگار مجھکو حکمت و دانائی عطا فرما اور مجھکو نیک بندوں
میں شامل کرنے اور آنے والے لوگوں میں میرا بول بالا کر اور نعمتوں والے باغ کا
وارث مجھے بھی بنا دے اور میرے چچا کو معاف کر دے وہ گمراہوں میں سے ہے
اور جس دن لوگ اُٹھائے جائیں گے اس دن مجھے ذلیل نہ کر جس دن کہ نہ مال کام
آئے گا اور نہ اولاد بس جو پاک دل لے کر حاضر ہو گا اسی کا بھلا ہو گا اور پرہیزگاروں
کے نزدیک جنّت لائی جائے گی اور گمراہوں پر دوزخ ظاہر کر دی جائے گی اور
ان سے کہا جائے گا کہ جن کو تم خدا کے سوا پوجتے تھے وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری
مدد کر سکتے ہیں یا اپنے کو بھی بچا سکتے ہیں؟ پھر وہ اور گمراہ لوگ اور شیطان کے
لشکر سب کے سب اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ اور جب وہ اس میں جھگڑ رہے ہوں گے
تو اس وقت کہیں گے خدا کی قسم ہم کھلی ہوئی گمراہی میں تھے جو تم کو سارے جہان
کے پروردگار کے برابر سمجھتے تھے اور ہم کو تو گنہگاروں نے بہکا دیا اب ہمارا

کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہے نہ کوئی دل جلانے والا دوست ہے کاش ہم ایک بار پھر دنیا میں بھیج دیئے جائیں تو اب ہم ایمان والوں میں ہو جائیں گے۔
اور اپنی قوم کو حضرت ابراہیم کی یہ نصیحت تھی کہ اللہ کی بندگی کرو اور بُری بُری باتیں چھوڑو اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے تم تو خدا کے سوا بُت پوجتے ہو اور ہاتھ سے بناتے ہو اور اسے خدا ٹھیراتے ہو۔ سوائے خدا کے تم جن کو پوجتے ہو وہ تم کو روزی دینے کی قدرت نہیں رکھتے تم اللہ ہی کے پاس سے اپنی روزی طلب کرو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکریہ ادا کرو تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اگر تم ان باتوں کو جھٹلاؤ گے (تو تمہارا ہی نقصان ہے) اس سے پہلے بہت سی اُمتیں جھٹلا چکی ہیں (ان کا انجام بہت بُرا ہوا) اور رسول کا کام بس پیغام پہونچا دینا ہوتا ہے۔
تم نہیں دیکھتے کہ خدا ایک مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر دوسری لاتا ہے اور یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔ تم زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ خدا کس طرح ایک مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہ دوسری مخلوق پیدا کرتا ہے۔ بیشک خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور تم آسمان و زمین میں (جہاں کہیں بھی ہو) خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے اور جن لوگوں نے خدا کے حکموں کا انکار کیا اور اس کے ملنے سے ناامید ہوئے ان کو سخت عذاب ہوگا۔
ایک روز آزر حضرت ابراہیم نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے کہا یہ کیا مورتیں

ہیں۔ جنھیں تم گھیرے رہتے ہو کہنے لگے ہمارے باپ دادا انھیں کی پوجا کرتے آئے ہیں حضرت ابراہیم نے کہا تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے انھوں نے کہا کیا تو سچ کہتا ہے یا خالی دل لگی کرتا ہے حضرت ابراہیم بولے تمہارا پروردگار وہ ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں ان لوگوں میں ہوں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ تم اللہ کو چھوڑ کر ان جھوٹے خداؤں کے پیچھے پڑے ہو تم نے سارے جہان کے پروردگار کو کیا سمجھ رکھا ہے؟ پھر حضرت ابراہیم نے ستاروں پر نظر ڈال کر کہا جو خدا نہیں ہے میں اس کے پوجنے سے بےزار ہوں اور یہ بھی کہا کہ قسم خدا کی جب تم پیٹھ پھیر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کی ایک تدبیر کروں گا چنانچہ جب وہ سب چلے گئے تو حضرت ابراہیم ان کے بتوں کی طرف گئے اور ان سے کہنے لگے کہ تم کھاتے کیوں نہیں اور کیا بات ہے تم بولتے کیوں نہیں؟ پھر وہ ان پر جھک پڑے اور داہنے ہاتھ سے مار لگانی شروع کر دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن بڑا بت رہنے دیا تاکہ لوگ اس کی طرف لوٹ کر آئیں (جب لوگوں نے آ کر دیکھا تو) کہنے لگے کہ ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ یہ کس نے کیا؟ کوئی شک نہیں کہ وہ بڑا ظالم ہے کئی شخصوں نے کہا ہم نے ایک جوان سے سنا ہے کہ جسے ابراہیم کہتے ہیں وہ ان کا ذکر کر رہا تھا۔ کہا اُسے سب لوگوں کے سامنے لے کر آؤ کہ ہم سب گواہ ہو جائیں (جب حضرت ابراہیم آئے تو) ان سے پوچھا ابراہیم کیا تو نے ہمارے بت توڑے ہیں؟ حضرت ابراہیم نے جواب دیا بے شک کسی نے یہ کام کیا ہے ان میں سب سے بڑا یہ بت ہے اگر بول سکتے ہوں تو ان (چھوٹے بتوں) سے پوچھو

اس وقت وہ آپس میں ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگے اور بولے تم خود ہی ظالم ہو اور آنکھیں نیچی کرکے حضرت ابراہیمؑ سے کہا تو جانتا ہی کہ یہ بات نہیں کر سکتے حضرت ابراہیم نے کہا کیا تم خدا کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تم کو فائدہ پہونچا سکتی ہیں نہ نقصان تُف ہی تم پر اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو تم میں عقل نہیں ہی؟ تم انھیں کو پوجتے ہو جنھیں تم خود تراشتے ہو حالاں کہ تم کو اور جن کو تم بناتے ہو اللہ نے پیدا کیا ہی حضرت ابراہیم کی قوم ان باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکی بس یہی کہا کہ اسے مار ڈالو یا ایک عمارت بناؤ اور اسے دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو اور اپنے دیوتاؤں کی مدد کرو (انھوں نے تو یہ کہا اور) خدا نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی ہو غرض خدا نے حضرت ابراہیم کو آگ سے بچا دیا لوگوں نے ان کے ساتھ تدبیر کرنی چاہی تھی خدا نے انھیں کو ذلیل کیا (حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کو یہ آخری پیغام پہونچا دیا کہ) تم جو خدا کے سوا دوسرے خداؤں کو مانتے ہو تو یہ دنیا کی زندگی میں اپنی دوستی قائم رکھنے کو (کہ بُت پوجنا چھوڑ دیں گے تو لوگ ہمیں براوری سے الگ کر دیں گے) لیکن قیامت کے دن ایک دوسرے کا انکار کریں گے (وہاں نہ دوستی رہے گی نہ برادری) اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے (وہ کہے گا تم نے ہمیں بہکایا یا وہ کہے گا تم نے ہمیں گمراہ کیا) آخر تمہارا ٹھکانا دوزخ اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا ہم تم سے اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ان سے بے زار ہیں اور جب تک تم ایک خدا پر ایمان نہ لاؤ گے اس وقت تک ہم میں اور تم میں کُھلّم کھلّا عداوت اور دشمنی رہے گی۔

۱۔ حضرت ابراہیم کے وعظ سے حضرت لوط ایمان لے آئے تھے حضرت ابراہیم نے کہا میں وطن چھوڑ کر اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں وہی زبردست حکمت والا ہے اور وہ مجھ کو راستہ بتادے گا چنانچہ خدا نے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کو بچاکر اس زمین پر پہونچا دیا جس میں سارے جہان کی برکت تھی۔

حضرت ابراہیم نے خدا سے ایک نیک بخت لڑکے کی دُعا کی خدا نے ان کو بُردبار لڑکے کی خوشخبری دی جب وہ لڑکا حضرت ابراہیم کے ساتھ کام کرنے لگا تو حضرت ابراہیم نے ایک خواب دیکھا اور وہ خواب اپنے بیٹے سے بیان کیا کہ کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں تم سوچو تمہاری کیا رائے ہے ؟ بیٹے نے کہا اے باپ آپ وہی کیجیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے انشاءاللہ مجھکو استقلال والا پائیں گے اس کے بعد جب دونوں آمادہ ہوگئے تو حضرت ابراہیم نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور خدا نے آواز دی اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا بیشک خدا نیک کام کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتا ہے بے شک یہ ایک کھلی ہوئی آزمایش تھی اور خدا نے اس (بیٹے) کے صدقے میں ایک بڑی قربانی دی۔

(اس کے ایک عرصہ کے بعد جب حضرت لوط ایک بستی میں لوگوں کو ہدایت کر رہے تھے) حضرت ابراہیم کے پاس خدا کے بھیجے ہوئے (تین) عزت دار مہمان آئے انھوں نے حضرت ابراہیم کو سلام کیا حضرت ابراہیم نے سوال کا جواب دیا پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت ابراہیم ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے لیکن جب حضرت ابراہیم نے یہ دیکھا کہ وہ بچھڑے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو انھوں نے بُرا مانا اور

دل میں ڈری مہمانوں نے کہا تم نہ ڈرو ہم تم کو ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں حضرت ابراہیم نے کہا اب مجھے کیا خوش خبری سُناتے ہو میں بوڑھا ہو چکا۔ انھوں نے کہا ہم سچی خوشخبری سُناتے ہیں تم ناامید نہو حضرت ابراہیم نے کہا سوائے گمراہوں کے خدا کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم کی بیوی کھڑی ہوئی تھیں وہ ہنسنے لگیں اور مُنہ پھیر کر کہا میرے کیا بیٹا ہوگا میں بھی بوڑھی ہوگئی اور یہ (حضرت ابراہیم) بھی بوڑھے ہوگئے یہ تو عجیب بات ہے مہمانوں نے کہا کیا تم خدا کی قدرت پر تعجب کرتی ہو اے گھر والو تم پر خدا کی رحمت اور برکت ہے وہ بڑی تعریف والا اور قدرت والا ہے۔

جب حضرت ابراہیم کے دل سے ڈر جاتا رہا اور حضرت اسحٰق اور ان کے بعد (حضرت اسحٰق سے) حضرت یعقوب کی خوشخبری ملی تو حضرت ابراہیم نے پوچھا تم کس کام کے لئے بھیجے گئے ہو انھوں نے کہا ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ یہ بستی (سدوم) والے بڑے شریر ہیں ہم ان پر مٹی کے ڈھیلے برسائیں گے جن پر تمہارے پروردگار کی طرف سے حد سے گزر جانے والوں کے لئے نشان کر دیا گیا ہے حضرت ابراہیم نے کہا اس بستی میں تو لوط رہتا ہے انھوں نے کہا ہمیں خوب معلوم ہے جو لوگ اس بستی میں رہتے ہیں ہم لوط اور اس کے ساتھ والوں کو بچا دیں گے البتہ اس کی بیوی پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔ حضرت ابراہیم بردبار اور نرم دل تھے اس لئے انھوں نے لوط کی قوم کے بارہ میں بحث کی لیکن خدا نے ان کو سمجھا دیا کہ تم اس کا خیال چھوڑ دو تمہارے پروردگار کا حکم ہو چکا ہے اور ان پر جو عذاب آنے والا ہے وہ ٹل نہیں سکتا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم مکّہ گئے اور جب وہ وہاں اور حضرت اسمٰعیل دونوں

کعبے کے پائے اونچے کر رہے تھے تو انھوں نے خدا سے دُعا کی کہ اے پروردگار تو ہماری یہ خدمت قبول کر تو سُننے والا اور جاننے والا ہی اور اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا فرماں بردار اور ہماری اولاد میں سے ایک فرماں بردار امت پیدا کر اور ہم کو حج کے طریقے بتا اور ہماری خطائیں معاف کر دے بیشک تو معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہی میرے پروردگار اس اُمّت میں ایک رسول پیدا کرنا جو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب اور حکمت سکھائے اور بُرائیوں سے پاک کرے بیشک تو زبردست حکمت والا ہی پھر حضرت ابرہیم نے اپنی اولاد میں بسادی اور خدا سے یہ دُعا کی پروردگار اس شہر کو امن کی جگہ بنادے اور مجھکو اور میرے بیٹوں کو بُت پوجنے سے بچائے رکھ پروردگار! انھوں نے بہت آدمیوں کو گمراہ کیا ہی جو میرے راستہ پر چلے وہ میرا ہی اور جو کوئی مجھ سے پھر جائے تو تو بخشنے والا مہربان ہی۔ ہمارے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو تیرے ادب والے گھر کے پاس بن کھیتی کے میدان میں بسایا ہی تاکہ وہ نماز ادا کرتے رہیں تو یہ کر دے کہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کو اور یہاں کے رہنے والوں کو جو اللہ اور آخرۃ کے دن پر ایمان لائیں میوے روزی کر کہ یہ شکر کریں۔ ہمارے پروردگار جو کچھ ہم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں اسے تو جانتا ہی اور خدا سے نہ زمین کی کوئی چیز چھپی ہی نہ آسمان کی اس خدا کا شکر ہی جس نے بڑھاپے میں مجھکو (دو بیٹے) اسمٰعیل و اسحٰق دیئے بیشک میرا پروردگار دعا سُننے والا ہی پروردگار مجھکو اور میری اولاد کو نماز کا پابند کر دے ہمارے پروردگار اور دُعا قبول کر اے ہمارے پروردگار جس دن حساب ہوگا مجھکو اور میرے ماں باپ اور ایمان والوں کو بخش دے خدا نے یہ دعا قبول کی اور فرمایا کہ جو کفر کرے گا میں اس کو بھی تھوڑی دن تک

فائدہ اٹھانے دوں گا پھر اسے دوزخ کے عذاب کی طرف کھینچ لوں گا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہی اور خدا نے کعبہ کو ثواب اور امن کی جگہ بنا دیا اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لینے کا حکم دیا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کو ہدایت کی کہ میرا گھر طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھو

حضرت ابراہیم کے حالات ختم ہو گئے ایک واقعہ یہ اور ہی کہ ایک مرتبہ انھوں نے خدا سے کہا تو مجھے یہ دکھا دے کہ مردے کس طرح زندہ کرتا ہی خدا نے کہا کیا تو نہیں مانتا؟ حضرت ابراہیم نے جواب دیا ہاں لیکن میرا دل اطمینان چاہتا ہی خدا نے کہا چار پرند لو اور انھیں اپنے ساتھ ہلا لو پھر انھیں پہاڑ پر الگ الگ چھوڑ دو پھر انھیں بلاؤ گے تو وہ دوڑتے ہوئے تمہاری طرف چلے آئیں اور یہ جان لو کہ خدا زبردست حکمت والا ہی۔

نتائج

۱۔ حضرت ابراہیم کی زندگی میں ہمارے لئے بہت اچھی مثالیں ہیں سب سے پہلی بات یہ ہی کہ جھوٹے خداؤں کے خلاف انھوں نے کیسے جوش اور سرگرمی سے جہاد کیا اور دلیلوں اور اپنے عمل سے دکھا دیا کہ سوائے خدا کے تمام جھوٹے خدا کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

۲۔ حضرت ابراہیم نے مکہ کو امن کی جگہ بنا کر اور حج کے طریقے جاری کر کے خدا کی مخلوق کی کتنی بڑی خدمت انجام دی کہ دنیا کی قوموں میں باہمی اتفاق و دوستی کی بنیاد پڑ گئی۔ خدا ایسے ہی کاموں سے بہت خوش ہوتا ہی جو انسانوں کے میل ملاپ اور ان کے آپس میں اتفاق کے لئے کئے جاتے ہیں۔

۳۔ نیک اور اچھی بات سمجھانے میں کسی سے نہ چوکے چاہے کوئی ظالم بادشاہ ہی کیوں نہو اس کے سامنے بھی اپنا خیال ظاہر کرتے ہرگز نہ ڈرے اخلاقی جرأت اسی کا نام ہی۔ دیکھو حضرت ابراہیم نے ایک بادشاہ سے کیسی بیباکی کے ساتھ بحث کی اور سے قائل کر دیا

۴۔ اسی طرح اپنا فرض ادا کرنے میں کسی سے خوف نہ کرے چاہے دنیا خلاف ہو جائے جس بات کو ہم حق سمجھتے ہیں اس کے انجام دینے میں اپنی جان کا بھی اندیشہ نہ کرے دیکھو حضرت ابراہیم نے تمام بت توڑ ڈالے اور اپنی قوم کے دشمن ہوجانے کی ذرہ برابر بھی پروانہ کی اور جب لوگوں نے ان کو پکڑا تو الٹا انھیں کو قائل کیا اور ان کے چچا نے نصیحت کرنے پر اُن سے کہدیا کہ تو میرے پاس سے چلا جا تو انھوں نے اس کی بھی پروانہ کی اور ان کو چھوڑ دیا۔

۵۔ خدا کے حکم کی تعمیل میں عزیز سے عزیز چیز یہاں تک کہ اپنے جگر کے خون کی قربانی دینا پڑے بلکہ اپنی جان بھی کام آئے تو نہایت خوشی سے گوارا کرے۔ دیکھو حضرت ابراہیم نے جس وقت خواب دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے کی قربانی کر رہا ہوں تو وہ بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہوگئے اور بیٹے بھی کس خوشی اور استقلال کے ساتھ آمادہ ہوگئے۔

۶۔ اس قصہ میں ایک اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ اگر کسی شخص کا کسی عقیدہ پر اطمینان نہیں ہے تو خدا کے نزدیک وہ بالکل گنہگار نہیں ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم کو مُردے جلانے کے سوال پر خدا کہتا ہے کہ کیا تو نہیں مانتا تو حضرت ابراہیم جواب دیتے ہیں ہاں لیکن میرا دل اطمینان چاہتا ہے خدا مثال دے کر انھیں سمجھا دیتا ہے لیکن کسی قسم کی خفگی ظاہر نہیں کرتا باوجودیکہ ہم کہتے ہیں پھر بھی تیرا اطمینان نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل کا کتنا بڑا درجہ ہے اسی سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جبراً کسی سے کوئی عقیدہ

نہیں منوا سکتے ساتھ ہی اس کے یہ نصیحت بھی نکلتی ہے کہ اگر مذہب کے کسی عقیدے میں شک ہو اور اس پر پورا اطمینان نہ ہو تو تحقیق اور غور و فکر کرکے اطمینان کر لینا چاہیئے بہرحال اس واقعہ کا حاصل یہ ہے کہ عقل کی تسکین ہونا چاہیئے بغیر اس کے روح اور عقل کا اتحاد نہیں ہو سکتا جو نہایت ضروری اور لازمی چیز ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط خدا کے ایک نیک بندے اور اس کے رسول تھے خدا نے ان کو علم و حکمت عطا فرمایا اور اپنی رحمت میں داخل کیا یہ ایک قوم کی طرف بھیجے گئے جو بہت ہی برے برے کام کرتی تھی انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایک دوسرے کے سامنے بے حیائی کا کام کرتے ہو تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ تم بڑے جاہل ہو ان کی قوم نے اس کا بس یہی جواب دیا کہ لوط اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک بنتے ہیں حضرت لوط نے سمجھایا کہ میں تمہارا امانت دار رسول ہوں تم خدا سے ڈرو اور میری بات مانو میں تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تمام جہان کے پروردگار ہی پر ہے تم ایسا بے شرمی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو اور تمہارے پروردگار نے تمہاری بیویوں میں جو کچھ تمہارے لئے پیدا کیا ہے اسے چھوڑتے ہو ہاں تم بے شرمی اور بدی میں حد سے بڑھ گئے ہو تم راستہ لوٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے برے کام کرتے ہو

کہنے لگے لوطا اگر تو (اپنی نصیحت سے) باز نہ آئے گا تو بستی سے نکال دیا جائیگا حضرت لوط نے کہا میں تو تمہارے اس کام سے بے زار ہوں اور حضرت لوط نے خدا سے دُعا مانگی کہ پروردگار مجھکو اور میرے ساتھ والوں کو ان کے کاموں سے بچانا حضرت لوط نے اپنی قوم کو ڈرایا بھی کہ خدا تم کو ان بُرے کاموں کی وجہ سے عذاب دے گا لیکن انھوں نے اس ڈرانے میں شک کیا اور حضرت لوط کو یہی جواب دیا کہ اگر تو سچّا ہے تو اللہ کا عذاب ہم پر لے آ حضرت لوط نے خدا سے دُعا کی کہ پروردگار ان فساد کرنے والوں کے مقابلہ میں میری مدد کر خدا نے یہ دُعا قبول کی اور اس کے رسول عذاب دینے کو آئے یہ پہلے حضرت ابراہیم کے پاس گئے اور ان سے حضرت لوط کی قوم پر عذاب آنے کی خبر کی جب یہ حضرت لوط کے پاس آئے تو انھیں ان کا آنا بُرا معلوم ہوا اور کچھ رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے آج کا دن سخت ہی اور ان رسولوں سے کہا تم پردیسی ہو انھوں نے کہا یہ لوگ جس (عذاب) میں شک کرتے تھے ہم وہی لے کر آئے ہیں تم مت ڈرو اور نہ رنج کرو ہم تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو بچا دیں گے البتہ تمہاری ایک عورت پیچھے رہ جانے والوں میں ہی ہم اس بستی والوں پر ان کے بُرے کاموں کی وجہ سے آسمان سے عذاب اُتاریں گے۔

حضرت لوط کی قوم کے لوگ (منع کر چکے تھے کہ تم پردیسیوں کو اپنے یہاں نہ آنے دینا اس لئے جب اِن کو مہمانوں کا آنا معلوم ہوا تو) دوڑتے ہوئے خوش خوش آئے[1]

---

[1] خوشی کی یہ وجہ ہو سکتی ہی کہ حضرت لوط پر الزام لگانے کا موقع مل گیا کہ ہم نے منع کیا تھا

حضرت لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں تم خدا سے ڈرو اور مجھکو مہمانوں میں ذلیل نہ کرو کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں ہے؟ وہ کہنے لگے ہم نے تجھکو منع نہیں کیا تھا کہ تو پردیسیوں کو اپنے یہاں نہ بلانا حضرت لوط نے کہا اگر تم گرفتار کرنا چاہتے ہو تو یہ میری پاک بیٹیاں حاضر ہیں انھیں (آنول کے طور پر) لے لو انھوں نے کہا ہم کو تیری بیٹیوں کا کوئی حق نہیں ہے اور ہمارا جو ارادہ ہے وہ تو جانتا ہی ہے حضرت لوط نے کہا کاش مجھکو قوت ہوتی یا کسی بڑے کنبہ کا آسرا ہوتا۔ یہ لوگ اپنی مستی میں ایسے دیوانے ہو رہے تھے (کہ ایک نہیں سنتے تھے) حضرت لوط کے مہمانوں نے کہا ہم تمہارے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ تمہارے پاس تک نہ پھٹک سکیں گے تم اپنے ساتھ والوں کو لے کر کچھ رات رہی یہاں سے ایسے جاؤ کہ کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے لیکن تمہاری ایک بوڑھی عورت کو وہی عذاب ہوگا جو ان لوگوں کو ہوگا اس کا وعدہ صبح کو ہے اور صبح قریب ہی ہے آخر سورج نکلتے ہی عذاب آپہونچا خدا نے اس قوم کی آنکھیں بیکار کردیں بستی کو الٹ پلٹ کر دیا اور ان پر پتھر برسائے جو ان کے لئے لکھے ہوئے تھے خدا کی طرف سے جن پر نشان تھا اور ظالموں پر ایسے پتھر برسنا کچھ دور نہیں اور خدا نے حضرت لوط اور ان کے ساتھ والوں کو بچا لیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۴) کہ پردیسیوں کو یہاں نہ بلانا یا یہ کہ لوٹ مار یہ کیا ہی کرتے تھے اس لئے ان کو جب معلوم ہوا کہ باہر کے لوگ آئے ہیں تو ان کو امید ہوئی کہ جو کچھ ان کے پاس ہوگا چھین لیں گے۔ یا یہ کہ اس زمانہ میں جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئی تھیں اور آپس میں ایک بستی والے دوسری بستی والوں سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے اس لئے حضرت لوط کے مہمانوں کو گرفتار کر کے سزا دینے اور عداوت نکالنے کا موقع ملتا۔

جو لوگ شکر کرتے ہیں خدا ان کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتا ہی بس ان کی ایک عورت رہ گئی۔ دیکھو گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا ایمان والوں کے لئے اس (قصّے) میں بڑی نشانی ہی خدا نے اس بستی میں سمجھ والوں کے واسطے ایک کھلا ہوا نشان چھوڑ دیا ہی جس پر (مکہ والے) صبح کو اور شام کو گذرا کرتے ہیں۔

نتیجہ

اس قصّے میں جو کچھ نصیحت ہی وہ بالکل کھلی ہوئی ہی ان لوگوں کو خدا کی غضب سے ڈرنا چاہیئے جو حضرت لوطؑ کی قوم کی طرح بُرے بُرے کام کریں اور جو نصیحتیں نکلتی ہیں مثلاً اپنا فرض ادا کرنے میں کسی سے نہ ڈرنا وعظ و نصیحت میں لالچ نہ کرنا وغیرہ پہلے نبیوں کے حالات میں لکھے جا چکے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف، حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت اسحٰق کے پوتے اور حضرت ابراہیم کے پرپوتے تھے اِن کے گیارہ بھائی اور بھی تھے ایک ان میں سگے اور دس سوتیلے تھے۔ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف اور اُن کے سگے بھائی زیادہ لاڈلے تھے اسی وجہ سے اور سب بھائی اِن سے جلا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت یوسف نے حضرت یعقوب سے کہا کہ ابّا! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج مجھے سجدہ کررہے ہیں۔ حضرت یعقوب نے کہا اے فرزند اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا کیونکہ شیطان آدمیوں کا کھلا ہوا دشمن ہے (وہ بہکائے) اور تیرے بھائی تیرے ساتھ کوئی فریب کریں۔ تیرا پروردگار تجھے بزرگی دے گا اور باتوں کا مطلب بیان کرنا تجھے سکھلائیگا اور اپنی نعمت تجھ پر اور میری اولاد پر اسی طرح پوری کریگا جس طرح اُس نے مجھ پر اور مجھ سے پہلے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحٰق پر پوری کی بے شک تیرا پروردگار علم والا اور حکمت والا ہے۔

(اس کے بعد) حضرت یوسف کے بھائیوں نے (آپس میں باتیں کیں کہ) ہمارے باپ یوسف اور اس کے بھائی کو ہم سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم ایک قوت دار جوان ہیں یہ وہ بہت بُرا کرتے ہیں۔ یوسف کو مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آؤ تو تمہارے باپ کی توجہ تمہیں پر ہو جائے گی اور یوسف کے بعد تمہیں تم رہجاؤ گے۔

ایک بھائی نے کہا اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو یہ کرو کہ یوسف کو جان سے تو نہ مارو بلکہ اُسے کسی اندھے کنوئیں میں ڈالدو۔ کوئی قافلہ اُسے نکال کرلے جائیگا (یہ صلاح کرکے) سب حضرت یعقوب کے پاس آئے اور ان سے) کہا آپ یوسف کے بارے میں ہم پر کیوں اعتبار نہیں کرتے ہم تو اس کی بھلائی چاہتے ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ یہ کھائے اور کھیلے کودے اور ہم اس کو دیکھتے رہیں گے حضرت یعقوب نے کہا تمھارے لیجانے سے رنج ہوتا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ تم بے خبر ہو جاؤ اور اُسے بھیڑیا کھا جائے کہنے لگے ہم اتنے ہیں پھر بھی اُسے بھیڑیا کھا جائے تو ہم کسی کام ہی کے نہیں ۔
خیر جب وہ حضرت یوسف کو لے گئے اور اتفاق کرلیا کہ اسے ایک اندھے کنوئیں میں ڈالدیا (اس وقت) خدا نے حضرت یوسف کو وحی بھیجی کہ (ایک دن) تو ان کو اس کام سے خبردار کریگا اور وہ (تجھے) پہچان نہ سکیں گے (غرض سب نے حضرت یوسف کو کوئیں میں ڈالدیا) اور شام کو روتے ہوئے حضرت یعقوب کے پاس آکر کہنے لگے کہ اے باپ ہم یوسف کو سامان کے پاس چھوڑ کر دوڑنے لگے کہ دیکھیں کون آگے نکل جاتا ہے اتنی دیر میں یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور ہم سچے بھی ہوں تو آپ کو ہماری بات کا یقین آنے کا نہیں (اور یہ حضرت یوسف کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے (تھے) وہ حضرت یعقوب کو دکھلایا) حضرت یعقوب نے کہا (کچھ نہیں) تم نے دل سے ایک بات بنا لی ہے خیر صبر اچھا ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اُس پر میں اللہ کی مدد چاہتا ہوں (اس کے بعد) ایک قافلہ آیا اُس نے اپنا پانی بھرنے والا بھیجا اُس نے ڈول (کنوئیں میں) ڈالا (اس میں حضرت یوسف چلے آئے پانی بھرنے والا دیکھ کر) کہنے لگا واہ وا یہ تو ایک لڑکا ہے (اور انہیں قافلہ میں لے آیا) قافلے والوں نے حضرت یوسف کو ایک سوداگری کا مال سمجھ کر چھپالیا۔

اور جو کچھ وہ کر رہے تھے خدا اُسے خوب جانتا تھا غرض ان قافلے والوں نے بہت کم قیمت گنتی کے چند روپیوں میں بیچ ڈالا یہ لوگ حضرت یوسف کی قدر نہیں جانتے تھے۔ مصر والوں میں جس نے اُن کو مول لیا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسے اچھی طرح رکھنا شاید اس سے ہمیں نفع ہو یا ہم اسے بیٹا بنالیں اس طرح خدا نے حضرت یوسف کو اس ملک میں ٹھرایا اور اس لیے کہ وہ انھیں باتوں کا مطلب سمجھا سکھائیں اور اللہ زبردست ہے جو کام چاہتا ہے وہ کرتا ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ جب حضرت یوسف جوان ہوئے تو خدا نے اُن کو حکمت اور علم عطا فرمایا بے شک وہ اچھے کام کرنے والوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتا ہے جس عورت کے گھر میں حضرت یوسف رہتے تھے اُس نے ان کو اپنی طرف رغبت دلانا چاہا اور دروازے بند کرکے کہا میرے پاس آ حضرت یوسف نے کہا اللہ کی پناہ میرے آقا نے مجھے عزت سے رکھا ہے۔ گناہ کرنے والے کبھی پھولتے پھلتے نہیں۔ کوئی شک نہیں کہ اس عورت نے حضرت یوسف کے ساتھ ارادہ کیا اور اگر یہ اپنے آقا والی دلیل نہ سمجھتے تو یہ بھی اس کے ساتھ ارادہ کرتے (خدا نے حضرت یوسف کا دل مضبوط کر دیا تھا) کہ وہ ان کو بُرائی اور بُرے کام سے دور رکھے اور بے شک حضرت یوسف خدا کے نیک اور سچّے بندے تھے حضرت یوسف دروازے کی طرف بھاگے اور اُن کے پیچھے وہ بھی بھاگی اور حضرت یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا۔ دروازہ پر دونوں کو عورت کا خاوند مل گیا۔ عورت نے کہا جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بُرا ارادہ کرے اُس کے لیے سوا اس کے کیا سزا ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اُسے سخت تکلیف پہنچائی جائے۔ حضرت یوسف نے کہا خود اس نے مجھ سے لگاوٹ کی باتیں کیں۔ (اتنے میں) عورت کے گھر والوں میں سے ایک شخص آگیا اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر

کرتہ سامنے سے پھٹا ہے تو یہ سچی ہے اور یوسف جھوٹا اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ جب کرتہ دیکھا تو پیچھے سے پھٹا ہوا تھا (عورت کے خاوند نے) کہا یہ تیرا ہی چرتر ہے۔ عورتوں کا چرتر بہت بڑا ہوتا ہے (حضرت یوسف سے کہا) تو درگذر کردے (اور عورت سے کہا) تو اپنا قصور معاف کرا ساری خطا تیری ہی ہے (اس کے بعد) شہر میں عورتوں نے چرچا کیا کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف رغبت دلانا چاہتی ہے اس کی محبت میں دیوانی ہو رہی ہے ہماری سمجھ میں وہ بہت برا کر رہی ہے جب (عزیز کی بیوی) نے ان عورتوں کی یہ مکاری کی باتیں سنیں تو ان کو بلایا اور ان کی دعوت کی اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دیدی پھر حضرت یوسف کو ان کے سامنے بلا لیا (ان عورتوں نے بھی حضرت یوسف سے لگاوٹ کی باتیں کیں لیکن حضرت یوسف نے ان کی ایک بات نہ مانی آخر) یہ دیکھ کر سہم گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور حیرت سے کہنے لگیں حاشا للہ (خدا سب برائیوں سے پاک ہے) یہ آدمی نہیں ہے یہ تو ایک بڑا فرشتہ ہے (عزیز کی عورت نے) کہا یہ وہی ہے جس پر تم مجھے طعنے دیتی ہو۔ بے شک میں نے اس کو اپنی طرف رغبت دلائی لیکن اس نے نہ مانا اور جو میں کہتی ہوں اگر یہ نہ کرے گا تو قید ہوگا اور ذلیل کیا جائیگا۔ حضرت یوسف نے دعا مانگی کہ پروردگار جو کچھ یہ عورتیں مجھ سے چاہتی ہیں اس سے میں قید خانہ زیادہ پسند کرتا ہوں اگر تو ان کی چرتر بازیوں سے مجھے نہ بچائیگا تو مجھ سے لغزش ہو جائے گی پھر (اس وقت میرا نام) جاہلوں میں ہوگا۔ خدا نے یہ دعا قبول کر لی اور ان کی چرتر بازیوں سے حضرت یوسف کو بچا دیا بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت یوسف کی اتنی نشانیاں دیکھیں پھر بھی ان لوگوں نے یہی فیصلہ کیا کہ انکو

ایک عرصہ تک قید رکھیں (چنانچہ وہ بیچارے بے گناہ قید خانہ میں ڈال دیئے گئے)۔
حضرت یوسف کے ساتھ دو جوان اور بھی قید ہوئے تھے (ان دونوں نے دو خواب دیکھے ایک نے دیکھا کہ میں (انگوروں سے) شراب نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے دیکھا کہ میں سر پر روٹیاں رکھے ہوں پرندے اس میں کھا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب حضرت یوسف سے بیان کیے اور کہا تم ایک نیک آدمی معلوم ہوتے ہو ہمیں ان کی تعبیر بتلا دو۔ حضرت یوسف نے کہا تم کو جو کھانا ملتا ہے اُس کے آنے سے پہلے ہی میں تم کو تعبیر بتلا دونگا یہ وہ علم ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھلایا ہے میں ان لوگوں کے طریقے پر نہیں چلا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرۃ کا بھی انکار کرتے ہیں میں اپنے باپ دادا حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب کے طریق پر چلتا ہوں ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ یہ ہم پر اور لوگوں پر خدا کا فضل ہے لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔ اے میرے ساتھیو کیا الگ الگ خدا اچھے یا اکیلا زبردست اللہ؟ جن کو تم سوا، خدا کے پوجتے ہو وہ خالی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں خدا نے ان کے لیے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ سوائے خدا کے کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اُسی کی عبادت کی جائے یہی سیدھی راہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے ساتھیو! ایک تم میں سے اپنے آقا کو شراب پلائیگا لیکن دوسرا سولی دیا جائیگا اور پرندے اُس کے سر سے کھائیں گے جو بات تم پوچھتے ہو اُس کا فیصلہ ہو چکا ہے حضرت یوسف نے جس کی نسبت خیال کیا تھا کہ یہ چھوٹ جائے گا اُس سے کہا کہ تو اپنے آقا سے میرا تذکرہ کر دینا لیکن شیطان نے اُسے اپنے آقا سے (حضرت یوسف کا) ذکر کرنا بھلا دیا۔

اور وہ کئی برس تک قید میں پڑے رہے اس عرصہ میں بادشاہ نے درباریوں سے کہا
کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات سوکھی دُبلی گائیں سات موٹی تازی گایوں
کو کھائے جاتی ہیں اور سات ہری بالیاں ہیں اور سات سوکھی۔ اگر تم خواب کی تعبیر دینا
جانتے ہو تو میرے خواب کی تعبیر بیان کرو۔ درباریوں نے کہا یہ تو پریشان خواب ہے
اور ہم پریشان خواب کی تعبیر نہیں جانتے۔ دو قیدیوں میں سے جو ایک چھوٹ گیا تھا
(اب) اُسے ایک عرصہ کے بعد یاد آیا اُس نے کہا میں اس (خواب) کی تعبیر بتاتا ہوں
مجھے (حضرت یوسف کے پاس) بھیجدو (بادشاہ نے اُسے حضرت یوسف کے پاس جانیکی
اجازت دیدی اس نے حضرت یوسف کے پاس جاکر کہا) اے سچے انسان یوسف تم
(اس خواب) کی تعبیر بتلاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں سات دُبلی پتلی گایوں کو کھائے
جاتی ہیں اور سات ہری بالیاں ہیں اور سات سوکھی تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس
جاؤں اور (تمھارا حال) ان کو معلوم ہو جائے۔ حضرت یوسف نے کہا۔ تم معمولی سات
برس تک کھیتی کرو اور جب فصل کاٹو تو اناج بالیوں ہی میں رہنے دو صرف تھوڑا سا
کھانے کے لائق نکال لو پھر ان کے بعد ایسے سات برس آئیں گے جن میں کال پڑیگا
اس زمانہ میں تم وہی کھاتے رہنا جو پہلے سے رکھ چھوڑا ہے۔ لیکن تھوڑا سا بچا رکھنا پھر ایک
برس ایسا آئے گا جس میں لوگوں کے واسطے اچھی برسات ہوگی اور (لوگ خوب انگور
کا رس) نچوڑیں گے (اس شخص نے یہ تعبیر بادشاہ سے جاکر بیان کی) بادشاہ نے کہا
یوسف کو میرے پاس لے کر آؤ جب اس کا بھیجا ہوا آدمی حضرت یوسف کے پاس آیا
تو اُنہوں نے کہا تو اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اُس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا
حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ میرا آقا اُن کی چترّبازی خوب جانتا ہے

اس نے جا کر حضرت یوسف کا پیغام پہنچا دیا اس پردہ عورتیں بلوائی گئیں اور ان سے پوچھا گیا کہ جب تم نے یوسف سے لگاوٹ کی باتیں کیں تھیں تو کیا ہوا تھا اُنھوں نے جواب دیا کہ حاشا اللہ (خدا سب بُرائیوں سے پاک ہے) ہم نے اُس میں کوئی برائی نہیں دیکھی سردار کی بیوی نے کہا اب سچی بات ظاہر ہو گئی بے شک میں نے یوسف کو اپنی طرف رغبت دلائی تھی اور کوئی شک نہیں کہ وہ سچّا ہے (یہ سب باتیں حضرت یوسف کو جا کر سُنائی گئیں اُنھوں نے سن کر کہا) یہ میں نے سب اس لیے کیا کہ (سردار کو) معلوم ہو جائے کہ میں نے اُس کی غیبت میں اُس کی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنیوالوں کی ترکیبیں چلنے نہیں دیتا اور میں اپنے نفس کو بُرائی سے بری نہیں کہتا کوئی شک نہیں کہ نفس بُرے کاموں کے لیے اُبھارتا ہے لیکن جس پر میرا پروردگار رحم کرے۔ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا اور بڑے رحم والا ہے (یہ سب حال سُنکر) بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لے آؤ میں اُسے خاص اپنے کام پر رکھوں گا۔

(جب حضرت یوسف آئے) اور بادشاہ سے بات چیت ہوئی تو بادشاہ نے کہا آج تم ہمارے مرتبے والے امین ہو۔ حضرت یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں ان کی حفاظت کر سکتا ہوں اور یہ کام جانتا ہوں اس طرح خدا نے حضرت یوسف کو ملک (مصر) میں حکومت عنایت فرمائی۔ اس ملک میں وہ جہاں چاہتے تھے وہاں رہتے تھے۔ خدا جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت روزی کرتا ہے نیک اور اچھے کام کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا اور ایمان والوں اور پرہیزگاروں کے لیے آخرت کا ثواب زیادہ اچھا ہے۔ اس کے بعد حضرت یوسف کے بھائی (مصر میں) آئے اور جب حضرت یوسف کے پاس گئے تو اُنھوں نے پہچان لیا۔

لیکن بھائیوں نے حضرت یوسف کو نہیں پہچانا اور جب ان کا سامان تیار کر دیا گیا تو حضرت
یوسف نے کہا تم (اب کے آؤ تو) اپنے سوتیلے بھائی کو بھی لیکر آؤ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا
کہ میں پورے پیمانے دیتا ہوں اور بہت اچھی مہمانداری کرتا ہوں اور اگر تم اسے نہ لائے
تو میرے پاس تم کو غلّہ نہیں ملے گا اور نہ تم میرے پاس آسکو گے۔ کہنے لگے ہم جاتے
ہی اس کے باپ سے درخواست کریں گے اور ہم اُسے لیکر آئیں گے۔ (جب حضرت
یوسف کے بھائی جانے لگے تو) حضرت یوسف نے اپنے نوکروں سے کہا کہ یہ جو پونجی
لائے تھے وہ ان کی خورجیوں میں رکھدو کہ شاید جب یہ اپنے گھر پہنچ جائیں گے تو یہی
پونجی دیکھ کر پھر آئیں گے۔ پھر جب سب بھائی حضرت یعقوب کے پاس لوٹ کر آئے تو اُن
سے کہا اے باپ ہمارے لیے غلّے کی ممانعت ہوگئی ہے ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ
بھیج دیجیے کہ ہم غلّہ لے کر آئیں اور اس کے نگہبان رہیں گے حضرت یعقوب نے کہا کیا
میں اس کے لیے بھی تمہارا ایسا ہی اعتبار کروں جیسا اس کے بھائی کے لیے تمہارا
اعتبار کر چکا ہوں ؟ اللہ بہت اچھا نگہبان ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے
زیادہ رحم کرنے والا ہے جب بھائیوں نے اپنا سامان کھولا تو وہ پونجی مل گئی جو انھیں
واپس کر دی گئی تھی۔ حضرت یعقوب سے کہنے لگے اب اور کیا چاہیے یہ ہماری پونجی
بھی ہمکو لوٹا دی گئی۔ ہم اپنے گھر والوں کے لیے غلّہ لے کے آئیں گے اور ہم اپنے
بھائی کی اچھی طرح نگہبانی کرینگے اور یہ جو غلّہ لے کر آئے ہیں وہ تھوڑا سا ہے اب کے
ایک سا اونٹ غلہ کا لائیں گے حضرت یعقوب نے کہا جب تک تم خدا کی قسم کھا کر مجھ سے عہد
نہ کرو گے کہ ہم اس (اپنے بھائی) کو ضرور واپس لے آئیں گے اُس وقت تک میں کبھی
تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ ہاں اگر تم پکڑ لیے جاؤ۔ (تو پھر تم پر کوئی الزام نہیں) جب سب

بھائیوں نے یہ عہد کر لیا تو حضرت یعقوبؑ نے کہا ہم جو کہتے ہیں اس پر اللہ ذمہ دار ہے اور (اپنے بیٹوں سے) کہا تم سب ایک ہی دروازے سے نہ جانا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں خدا کی کسی بات سے تم کو بے پروا نہیں کر سکتا سوائے خدا کے کسی کی حکومت نہیں ہے میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور توکل والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (خیر) جب وہ سب بھائی اسی طرح (مصر میں) داخل ہوئے جس طرح حضرت یعقوبؑ نے حکم دیا تھا تو وہ تدبیر ان کے کچھ کام نہ آسکتی تھی ہاں حضرت یعقوبؑ کے دل میں ایک خیال تھا وہی انہوں نے ظاہر کر دیا اس میں شک نہیں کہ حضرت یعقوبؑ علم والے تھے خدا نے ان کو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے (غرض) جب سب بھائی حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ان سے کہدیا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور جو کچھ یہ سوتیلے بھائی) تمہارے ساتھ (بُرے سلوک) کرتے رہے ہیں اس کا غم نہ کرو۔

بعد اس کے جب ان سب (بھائیوں) کا سامان تیار کر دیا گیا تو (کسی نے حضرت یوسفؑ کے) بھائی کی خورجی میں ایک کٹورہ رکھ دیا پھر (جب ان بھائیوں کا قافلہ روانہ ہو گیا تو) ایک شخص نے پکار کر کہا کہ اے قافلے والو تم بے شک چور ہو انھوں نے پلٹ کر اس شخص کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے ؟ کہا ہم کو بادشاہ کا کٹورہ نہیں ملتا اور جو شخص وہ کٹورہ لے کر آئے گا اسے ایک اونٹ غلہ دیا جائے گا اور میں (اس انعام) کی ذمہ داری کرتا ہوں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ ہم ملک میں فساد کرنے نہیں آئے نہ ہم چور ہیں کہا اچھا اگر تم جھوٹے ہوئے تو پھر کیا سزا ہے۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا جس کی خورجی میں دیکھو وہی اس کے

بدلے دیدیا جائے۔ ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں۔ اول دوسرے بھائیوں کی تلاشی لی گئی پھر حضرت یوسف کے بھائی کی خورجی سے وہ کٹورہ نکالا گیا۔ خدا نے حضرت یوسف کے لیے یہ تدبیر کردی (کیونکہ) وہ بادشاہ (مصر) کے قانون کی وجہ سے اپنے بھائی کو نہیں رکھ سکتے تھے ہاں اگر خدا چاہتا۔ وہ جس کے چاہتا ہے درجے بڑھاتا ہے اور سب علم والوں سے بڑھ کر علم والا ہے۔

(جب حضرت یوسف کے بھائی کی خورجی سے کٹورہ نکلا تو) سب بھائی کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی (تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے) اس کے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی حضرت یوسف نے ان کی (بات کا جواب) دل ہی میں رکھا، ظاہر نہیں کیا (بس اتنا ہی) کہا کہ تم ایک بُرائی کی حالت میں ہو۔ جو کچھ تم کہتے ہو اُسے خدا ہی خوب جانتا ہے حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا اے سردار اس کا باپ بہت بوڑھا ہے تم اس کے بدلے ہم میں سے ایک کو رکھ لو ہم دیکھتے ہیں تم احسان کیا کرتے ہو حضرت یوسف نے کہا خدا کی پناہ جس کے پاس ہماری چیز نکلی ہے اس کے سوا ہم کسی کو کیسے رکھ سکتے ہیں۔ یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ جب سب حضرت یوسف سے ناامید ہو گئے تو الگ جا کر صلاح کرنے لگے ان میں سے بڑے بھائی نے کہا تم نہیں جانتے کہ تمھارے باپ نے تم سے خدا کی قسم دے کر پکا اقرار لیا تھا (کہ یوسف کے بھائی کو ضرور واپس لے آئیں گے) اور پہلے تم یوسف کے معاملہ میں ایک قصور کر چکے ہو اس لیے میں تو جب تک میرے باپ اجازت نہ دیں یا خدا کوئی فیصلہ نہ کردے اس ملک سے نہیں جانے کا اور خدا بہت اچھا فیصلہ کرنے والا ہے تم اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم نے وہی گواہی دی جو معلوم تھا اور ہم غیب کی

بات کی ہمیں پہلے سے خبر نہ تھی اور اس بستی والوں سے پوچھ لیجیے کہ ہم کہاں تھے اور اس قافلے والوں سے جس میں ہم گئے ہیں اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں (اُنھوں نے یہی جاکر کہدیا) حضرت یعقوب نے کہا تمھارے دلوں نے ایک بات بنا لی ہے پس صبر اچھا ہے مجھے تو خدا سے امید ہے کہ سب کو میرے پاس لے آئیگا بے شک وہ علم والا حکمت والا ہے اور اُن (سب بیٹوں کی) طرف سے مُنہ پھیر کر کہا افسوس یوسف۔ اور غم کی وجہ سے حضرت یعقوب کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور وہ اداس ہو گئے حضرت یوسف کے (بھائیوں) نے کہا خدا کی قسم آپ یوسف ہی کو یاد کرتے رہیں گے آخر گھُل گھُل کر ایک روز (جان) دیدیں گے۔ حضرت یعقوب نے کہا میں اپنے دل کا درد اور غم اللہ ہی سے کہتا (ہوں) اور خدا نے مجھ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو تم نہیں جانتے اے میرے فرزند و جاؤ اور (یوسف) اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس کی رحمت سے (کافر) ہی ناامید ہوتے ہیں۔ (سب بھائی) پھر حضرت یوسف کے پاس گئے اور ان سے (کہا ا)ے سردار ہم اور ہمارے گھر والے مصیبت میں گرفتار ہیں اور ہم تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں۔ ہم کو پورا پیمانہ غلہ دلوا دو اور ہم کو خیرات دو اللہ خیرات کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔ حضرت یوسف نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ اپنی جہالت سے کیا سلوک کیا تھا۔ کہنے لگے کیا تو ہی یوسف ہے؟

حضرت یوسف نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر احسان کیا بے شک جو برائیوں سے بچتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ ان نیک کام کرنے والوں کی محنت برباد نہیں کرتا۔ سب بھائی کہنے لگے خدا کی قسم بے شک اللہ نے تجھ کو ہم پر بزرگی دی اور کوئی شک نہیں کہ ہم قصوروار تھے حضرت یوسف نے کہا آج تم پر کوئی الزام نہیں خدا تم کو

معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یہ میرا کرتہ لیجاؤ اور اسے میرے باپ کے سامنے ڈال دو ان کو سب باتوں کی خبر ہو جائیگی اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

جب (مصر سے) قافلہ چلا تو حضرت یعقوب نے کہا اگر مجھ کو بہکا ہوا نہ کہو تو مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے لوگوں نے کہا تم تو اسی پرانے خبط میں پڑے ہو پھر جب خوشخبری دینے والا آگیا اور (کرتہ) ان کے سامنے ڈال دیا تو سب باتیں کھل گئیں حضرت یعقوب نے (اپنے بیٹوں سے) کہا دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ اللہ نے مجھے وہ باتیں بتلائی ہیں جو تم نہیں جانتے؟ کہنے لگے اے باپ ہمارے لیے معافی کی دعا کیجیے بے شک ہم قصوروار تھے حضرت یعقوب نے کہا میں تمہارے لیے اپنے پروردگار سے معافی چاہوں گا بے شک وہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(اس کے بعد سب مصر کو روانہ ہوئے) اور جب حضرت یوسف سے ملے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس ہی ٹھہرایا اور کہا خدا چاہے تو مصر میں امن وچین سے داخل ہو جیے اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا پھر سب نے (حضرت یوسف کو تعظیمی) سجدہ کیا۔ حضرت یوسف نے کہا اے باپ یہی میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے اللہ نے وہ خواب سچا کر دیا اور (خدا نے) مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھ کو قید سے چھڑایا اور شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان جو فساد ڈال دیا تھا اس کے بعد آپ سب کو جنگل میدان سے (یہاں) لے آیا بیشک میرا پروردگار اپنی مہربانی سے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی شک نہیں کہ وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ اے پروردگار تو نے مجھ کو حکومت عنایت فرمائی اور باتوں کا مطلب سمجھنا سکھلایا اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے

دنیا اور آخرۃ میں تو ہی میرا والی ہے مجھ کو مسلمان دنیا سے اٹھانا اور نیک بندوں سے مجھے ملانا۔ (اب سب مصر میں رہنے سہنے لگے) جب حضرت یعقوب دنیا سے سفر کرنے لگے تو اُنھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے (خدا کے یہاں جانے کے) بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ سب نے کہا ہم آپ اور آپ کے باپ دادا ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق کے خدا کی عبادت کریں گے ایک ہی خدا ہے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔

نتائج

کسی کے ساتھ بُرائی کرنے کا انجام ذلت و پشیمانی ہوتا ہے حضرت یوسف کے بھائیوں نے ان کے ساتھ کیسا بُرا برتاؤ کیا لیکن بعد میں خدا نے انھیں کو ذلیل اور پشیمان کیا اُنھوں نے حضرت یوسف کی بُرائی چاہی تھی خدا نے ان کو بڑے رتبے پر پہونچایا اور ان کے بھائیوں کی گردن ان کے آگے جھکوا دی۔

۲۔ آدمی گناہوں سے بچے اچھا چال چلن رکھے اور سمجھ سے کام لے تو خدا اس کے دنیا میں بھی درجے بلند کرتا ہے دیکھو حضرت یوسف مصر میں ایک غلام کی حیثیت سے آئے لیکن اُنھوں نے اپنا چال چلن اچھا رکھا گناہوں سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہر موقع پر عقلمندی سے کام لیا تو خدا نے ان کو مصر میں حکومت عطا فرمائی۔

۳۔ انسان کی بہت بڑی بہادری یہ ہے کہ اپنا دل قابو میں رکھے اور چاہے کتنی ہی ترغیبیں دی جائیں، مجبور کیا جائے اور مشکلوں اور مصیبتوں ہی میں کیوں نہ مبتلا ہونا پڑے لیکن نیکی اور پارسائی کا راستہ نہ چھوڑے۔ دیکھو حضرت یوسف جوان تھے مصر کے سردار کی بیوی ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی اور بہت کوششیں کرتی تھی

کہ یہ میرا کہنا مان لیں لیکن حضرت یوسف نے اپنا دل قابو میں رکھا اور خدا کے حکم کی نافرمانی نہ کی دعوت کی محفل میں عورتوں نے حضرت یوسف کو ملانا چاہا اور الزام لگایا کہ اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور سردار کی بیوی نے دھمکی دی کہ میں جو کہتی ہوں وہ نہ کریگا تو قید کیا جائے گا حضرت یوسف اس دھمکی میں بھی نہ آئے اور کیسی مستقل مزاجی سے کہا کہ یہ عورتیں مجھ سے جو کچھ چاہتی ہیں اس سے میں قید خانے کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

۴۔ ایسی ہی بہادری کا کام یہ ہے کہ جو اپنے ساتھ برائی کرے اس پر قابو پائے تو برائی کا بدلہ نہ لیا جائے حضرت یوسف کے ساتھ ان کے بھائیوں نے کس قدر ظلم کیا۔ لیکن حضرت یوسف نے ان کے تمام ظلم بھلا دیئے اور ان کے ساتھ اخلاق اور محبت سے پیش آئے اور ہر طرح ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہے اور جب ان پر پورا قابو پا لیا تو کیسی شرافت اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیا کہ ان کے سب قصور معاف کر دیئے اور کہدیا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں خدا تم کو معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ غرضکہ حضرت یوسف ضبط اور عالی حوصلگی کی بہت اچھی مثال ہیں اور دنیا میں بڑا آدمی بننے کے لیے انھیں کے قدم بقدم رکھنے کی ضرورت ہے۔

۵۔ اپنے فرض سے کسی حال میں غفلت نہ کرے چاہے گھر ہو یا گھر سے باہر۔ خوشی کی محفل ہو یا قید خانے کی کوٹھری دیکھو حضرت یوسف قید کی مصیبت میں مبتلا تھے لیکن جب ان کے دو ساتھیوں نے خواب کی تعبیر پوچھی تو پہلے اُنھوں نے ایک خدا کو ماننے اور بتوں کی پوجا چھوڑنے کی ان کو نصیحت کی۔

۶۔ ماں باپ کی عزت اور تعظیم اور ان کا ادب ہر حال میں قائم رکھے۔ حضرت یوسف مصر میں بہت بڑے درجے پر پہنچ گئے تھے لیکن جب ان کے ماں باپ

آئے تو ان کو اپنے پاس ٹھرایا اور انھیں اپنے تخت پر بٹھایا۔ اعلیٰ شرافت اور انسانیت یہی ہے جو لوگ کسی بڑے مرتبے پر پہونچ کر اپنے بزرگوں کا ادب اور تعظیم نہ کریں تو بڑے کمینہ پن کی بات ہے۔

۷۔ لوگوں میں اپنی عزت قائم رکھنے کے لیے اپنا چال چلن درست رکھنا لازمی ہے اگر کوئی غلط الزام لگا دیا جائے تو اس کی صفائی کر لینی چاہیے، دیکھو حضرت یوسف کو ایک غلط الزام لگا کر قید کیا تھا۔ جنہوں نے قید کرایا تھا وہ تو اپنے دل میں بے قصور سمجھتے ہی ہوں گے لیکن اور لوگ قصوروار ہی خیال کرتے ہوں گے اس لیے جب حضرت یوسف کے پاس بادشاہ کا آدمی بلانے آیا تو پہلے انھوں نے اپنے الزام کی تحقیقات کرائی ان عورتوں سے جنہوں نے ہاتھ کاٹے تھے اور سردار کی بیوی کے اپنے قصور کا اقرار کر لینے سے سب نے جان لیا کہ حضرت یوسف بالکل بے قصور ہیں اس وقت وہ قید خانے سے آئے۔ اس الزام سے بالکل بری ہو جانے کی وجہ سے بادشاہ کے دل میں ان کی وقعت قائم ہو گئی۔

۸۔ جو قابلیت ہو وہی خدمت قبول کرنا چاہیے حضرت یوسف کو بادشاہ نے اپنے کام کے لیے رکھنا چاہا لیکن یوسف نے کہا مجھ کو زمین کے خزانوں پر مقرر کرو میں اس کی نگہبانی کرنے والا اور یہ کام جاننے والا ہوں۔

۹۔ آخر میں یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت یوسف کا قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کو ہجرت کرنے سے کچھ پہلے نازل کیا گیا تھا اس میں آپ کو آئندہ باتوں کی خبر دی گئی ہے جس طرح حضرت یوسف کے بھائیوں نے برا سلوک کیا اسی طرح قریش جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی بند تھے آپ کو ستایا کرتے تھے اور

جس طرح حضرت یوسف اپنے بھائیوں کی دشمنی کی بدولت اپنے گھر سے جدا ہو کر مصر گئے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بھائی بندوں کے ستانے کی وجہ سے مدینے کو ہجرت کر گئے۔ جیسے حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے بھائی کی جان لینا چاہی اسی طرح قریش نے سازش کی کہ آپ کو قتل کر دیں اور جس طرح حضرت یوسف کو خدا نے اپنے بھائیوں پر قابو دیا اور انہوں نے ان کو معاف کر دیا اسی طرح خدا نے آنحضرت صلعم کو تمام قریش پر فتح بخشی اور آپ نے عالی حوصلگی سے سب کو معاف کر دیا اور وہی الفاظ آپ نے فرمائے جو حضرت یوسف نے کہے تھے کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں خدا تم کو معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

خدا نے حضرت شعیب کو ان کے بھائیوں مدین والوں کی طرف بھیجا تھا انہوں نے کہا اے بھائیو خدا کو پوجو اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ اور تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے تم ناپ تول پوری کیا کرو اسے گھٹایا نہ کرو اور لوگوں کے حق میں کمی نہ کیا کرو انصاف سے ناپا تولا کرو اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ خدا نے جو (ملک) تمہارے لیے باقی چھوڑا ہے وہی تمہارے لیے اچھا ہے اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ ان کی قوم کے لوگوں نے کہا شعیب! کیا تمہاری نماز تم سے یہ کہتی

ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کو پوجتے آئے ہیں انھیں چھوڑ دیں اور ہم اپنے مال میں جو چاہیں وہ نہ کریں تم بھی بڑے عقلمند اور نیک ہو حضرت شعیب نے کہا اے بھائیو تم سوچو اگر میں اپنے پروردگار کی ایک کھلی ہوئی دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو حلال روزی دی ہے (تو اس کی تم کو نصیحت نہ کروں) میں نہیں چاہتا کہ جس کام سے تم کو منع کروں وہی میں خود کروں میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے میں تمھاری حالت درست کروں مجھ کو خدا ہی کی طرف سے امداد ہے اور میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف لو لگائے رہتا ہوں اور اے بھائیو مجھ سے مخالفت کی وجہ سے یہ نہ ہو کہ تم پر بھی ویسی ہی مصیبت آئے جو نوح کی قوم ہود کی قوم اور صالح کی قوم پر آئی اور لوط کی قوم کو زیادہ زمانہ نہیں ہوا (اس کا جو حشر ہوا وہ تمہیں معلوم ہی ہے) تم خدا سے بخشش کی دعا کرو پھر آئندہ کے لیے یہ بُرائیاں نہ کرنے کا عہد کرو میرا پروردگار مہربان اور بہت محبت کرنے والا ہے حضرت شعیب کی قوم کے لوگ کہنے لگے شعیب تمھاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور ہو اگر تمھارے خاندان کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے اور تم ہمارے سردار بھی نہیں ہو۔ حضرت شعیب نے کہا اے بھائیو! کیا تم کو خدا سے زیادہ میرے خاندان کا خیال ہے جو تم خدا کو کوئی چیز نہیں سمجھتے پروردگار سے تمھارے سب کام چھپے ہوئے نہیں ہیں (وہ تم کو ضرور سزا دے گا) تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں بھی اپنا کام کرتا ہوں۔ تھوڑے ہی دنوں میں تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ذلیل کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور تم بھی انتظار کرو میں انتظار کرتا ہوں۔

حضرت شعیب کی نصیحت سے تھوڑے بہت ایمان لے آئے لیکن بہت سے کافر

بنے رہے ان کو حضرت شعیب برابر سمجھاتے رہے کہ خدا کو پوجو آخرۃ کے دن کی امید رکھو (ایمانداری سے معاملہ کرو) اصلاح کے بعد ملک میں فساد نہ مچاؤ اگر تم ایمان والے ہو تو یہی تمہارے لیے اچھا ہے اور ہر راستے پر ڈرانے دھمکانے کو نہ بیٹھا کرو اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کی راہ سے نہ روکو اور سیدھی راہ کو ٹیڑھی نہ کرو تم خیال کرو کہ تم تھوڑے تھے خدا نے تم کو بہت کر دیا اور سوچو کہ فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا تم میں سے ایک گروہ اس پیغام پر ایمان لاچکا ہے جو دے کر میں بھیجا گیا ہوں اور ایک گروہ ایمان نہیں لایا تو اس وقت تک صبر کرو کہ خدا ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے حضرت شعیب کی قوم کے غرور والے بڑے بڑے لوگوں نے کہا اے شعیب ہم تم کو اور تمہارے ساتھ جو ایمان لائے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال باہر کر دیں گے۔ یہ نہیں تو ہمارا دین پھر اختیار کر لو حضرت شعیب نے کہا ہم تمہارے دین کو برا سمجھتے ہیں پھر کیسے اختیار کر لیں اور جبکہ خدا نے تمہارے دین سے ہم کو نجات دیدی اور ہم پھر وہی اختیار کر لیں تو ہم خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ پھر تمہارے دین میں آجائیں ہاں خدا چاہے تو (وہ ہمارا دل پھیر دے اور کسی طرح ہم اپنا دین نہیں بدل سکتے) ہمارے پروردگار کا علم سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو ہمارا اور ہماری قوم کا انصاف کر دے اور تو سب سے اچھا انصاف کرنے والا ہے۔

حضرت شعیب کی قوم کے بڑے بڑے آدمیوں نے جو کافر تھے (اپنے لوگوں سے) کہا اگر تم شعیب کے کہے پر چلے تو نقصان اٹھاؤ گے (غرضکہ انہوں نے حضرت شعیب کا کہنا نہ مانا) جب خدا کا حکم آگیا تو حضرت شعیب اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے

اس کی رحمت سے بچ گئے اور جو گنہگار تھے اُن کو ایک چیخ نے آلیا اور کپکپی نے پکڑ لیا پھر وہ اپنے گھروں میں پڑے کے پڑے رہ گئے اور یہ حضرت شعیب کے جھٹلانے والے گویا گھروں میں کبھی آباد ہی نہ تھے اور وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حضرت شعیب ان کو اسی حال میں چھوڑ کر چلے آئے اور کہا اے بھائیو میں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا چکا اور تمھاری خیر خواہی بھی کر چکا اب کافروں پر کیوں افسوس کروں یہی حضرت شعیب اصحاب الایکہ (جنگل والوں) کی طرف بھیجے گئے اور اُنھوں نے سمجھایا کہ تم بُرے کام نہیں چھوڑتے ہو میں تمھارا سچا پیغمبر ہوں۔ خدا سے ڈرو اور میری بات مانو میں تم سے اس کی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری سب جہان کے پالنے والے اللہ پر ہے ناپ تول پورا کیا کرو (جو لوگوں کو) ٹوٹا دینے والا نہ ہو سیدھی ڈنڈی رکھ کر تولا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو نہ ملک میں فساد کیا کرو اس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی قوموں کو پیدا کیا ان لوگوں نے کہا تم پر تو جادو کر دیا گیا ہے اور تم تو ہماری ہی طرح ایک آدمی ہو اور ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دو۔ حضرت شعیب نے کہا میرا پروردگار تمھارے کام جانتا ہے (وہ تم کو ضرور سزا دے گا) یہ لوگ جھٹلاتے ہی رہے آخر سایہ کے دن کا عذاب ان پر آ گیا بیشک وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا اس میں سمجھنے والوں کے لیے ایک نشانی تھی ان لوگوں میں اکثر ایمان والے نہ تھے۔

نتائج

لین دین خرید فروخت اور تمام معاملوں میں صفائی نہ رکھنا، فساد مچانا خدا کا غضب لاتا ہے حضرت شعیب بھی چاہتے تھے کہ یہ لوگ ایمانداری سے معاملہ کیا کریں ملک میں

فساد نہ کریں لیکن اُنھوں نے نہ مانا آخر عذاب میں گرفتار ہوئے۔

۲ - ہر نصیحت کرنے والے اور ملک و قوم کی رہنمائی کرنے والے کا فرض ہے کہ جو بات اس کے نزدیک اچھی ہو وہ دوسروں کو بھی سمجھائے اور جو دوسروں کو تعلیم کرے خود بھی اسی پر عمل کرے اور جس کام سے منع کرے وہی خود نہ کرے دیکھو حضرت شعیب نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر میں اپنے پروردگار کی ایک کھلی ہوئی دلیل پر قائم ہوں اور جو حلال روزی اس نے مجھے دی ہے (اس کی تم سے نصیحت نہ کروں؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس کام سے تم کو منع کروں وہی میں خود کروں۔

۳ - ہر بُرے کام میں خدا ہی سے ڈرے اور ہر اچھے کام میں اسی کی رضامندی چاہے لوگوں کے اچھا بُرا کہنے کی کچھ پروا نہ کرے۔ حضرت شعیب نے جو اپنی قوم کو جواب دیا تھا کہ کیا تم کو خدا سے زیادہ میرے خاندان کا خیال ہے؟ اس کا یہی مطلب ہے کہ خیال جس کا کیا جائے وہ خدا ہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ خدا کے بزرگ رسول تھے، ان کا لقب کلیم اللہ ہے یعنی خدا سے باتیں کرنے والے۔ ان کو خدا نے کئی نشانیاں دی تھیں اور ان پر توریت نازل کی (یہ فرعون کے زمانہ میں مصر میں پیدا ہوئے تھے)

(حضرت موسیٰ اور فرعون کے صحیح صحیح کچھ حالات یہ ہیں کہ فرعون نے ملک (مصر) میں بہت سر اُٹھایا تھا اور اُس نے وہاں کے رہنے والوں کے (علیحدہ علیحدہ) گروہ کر دیئے تھے اور اُن میں سے ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو کمزور کر دیا تھا۔ بے شک وہ فسادیوں میں سے تھا۔ یہ فرعون اور فرعون والے بنی اسرائیل کو بڑی تکلیف دیتے تھے۔ اُن کے بیٹوں کو تو قتل کر دیتے تھے اور اُن کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ خدا چاہتا تھا کہ ان (بنی اسرائیل) پر جو ملک میں کمزور ہو گئے تھے مہربانی کرے، اُن کو سردار اور وارث بنائے اور ان کو ملک میں قدرت والا کر دے اور فرعون و ہامان اور اُن کے لشکروں کو وہ دن دکھلا دے جس (دن) کا اُن کو ڈر تھا (چنانچہ جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو) خدا نے اُن کی ماں پر وحی بھیجی کہ وہ دودھ پلاتی رہے۔ جب حضرت موسیٰ کے (مارے جانے کا) خوف ہو تو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے اور نہ کسی بات کا اندیشہ دل میں لائے نہ رنج کرے، ہم اس کو تیرے پاس واپس لے آئیں گے اور اسے رسول بنائیں گے (حضرت موسیٰ کی ماں نے ایسا ہی کیا یہ دودھ پلاتی رہیں۔ جب ان کو خوف ہوا تو اُنھوں نے حضرت موسیٰ کو صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا) اُسے فرعون کے گھر والوں نے اُٹھالیا

(اُن کو کچھ خبر نہ تھی کہ) یہ اُن کا دشمن اور دل جلانے والا ہوگا۔ کوئی شک نہیں کہ فرعون ہامان اور اُن کے لشکر قصور وار تھے (جب حضرت موسیٰ فرعون کے گھر میں پہنچ گئے تو) فرعون کی بیوی نے کہا یہ میری اور تمھاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے مت مارو۔ شاید یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں (آخر یہی صلاح قرار پا گئی) اور ان کو خبر نہ تھی (کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے) صبح کو حضرت موسیٰ کی ماں کا دل بیقرار ہوا اور اگر خدا اس لیے کہ وہ ایمان والوں میں ہوں ان کا دل مضبوط نہ کر دیتا تو قریب تھا کہ وہ سب حال ظاہر کر دیتیں۔ اُنھوں نے حضرت موسیٰ کی بہن سے کہا کہ (موسیٰ کی) تلاش میں جا (وہ گئیں) اور اُنھوں نے دور سے (حضرت موسیٰ کو) دیکھ لیا اور (فرعون کے لوگوں کو) خبر نہ ہوئی (کہ وہ کس کو تلاش کرتی ہیں) خدا نے (اور اناؤں کا) دودھ پہلے ہی حضرت موسیٰ کو پینے سے روک دیا تھا (سوا اپنی ماں کے وہ کسی کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ فرعون کے لوگ ان کو لیے ہوئے انّا کی تلاش کر رہے تھے) ان کی بہن نے کہا میں تم کو ایک گھر والی بتاتی ہوں جو اس (بچے) کو پال لے گی اور اسے اچھی طرح رکھے گی (لوگوں نے منظور کر لیا) اُنھوں نے اپنی ماں ہی کو بتا دیا اور اس طرح خدا نے اپنی قدرت سے) پھر حضرت موسیٰ کو اپنی ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور انھیں رنج نہ ہو اور ان کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوا کرتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(حضرت موسیٰ پرورش پاتے رہے) جب وہ جوان اور ہوشیار ہو گئے تو خدا نے ان کو دانائی اور علم عنایت فرمایا اور خدا اچھی عادت والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتا ہے۔

(ایک روز) حضرت موسیٰ جب شہر والے بے خبر تھے شہر میں گئے وہاں دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں ایک تو اُن کی قوم کا ہے اور ایک اُن کے دشمن قوم کا۔ حضرت

موسیٰ کی قوم والے نے اپنے دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد چاہی ۔حضرت موسیٰ نے ۔ (اس کے دشمن کو) ایک مُکّا مارا (اتفاق کی بات وہ مُکّا ایسا پڑا کہ) اس کا کام تمام ہوگیا ۔ حضرت موسیٰ نے کہا یہ (اس کی) شیطانی حرکت (کی سزا) ہے ۔بے شک وہ (انسان کا) دشمن کُھلا ہوا بہکانے والا ہے (بعد میں حضرت موسیٰ کو معلوم ہوا کہ قصور وار انھیں کی قوم کا آدمی تھا اس لیے) اُنھوں نے دعا کی کہ پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو میرا قصور معاف کردے ۔خدا نے معاف کردیا ۔بے شک وہ غفورالرحیم ہے ۔حضرت موسیٰ نے کہا پروردگار جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا ہے (ویسا ہی) میں (آیندہ کبھی) مجرموں کی مدد نہ کرونگا ۔ پھر حضرت موسیٰ (دوسرے روز) صبح کو ڈرتے ہوئے اور سوچتے ہوئے (کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے) شہر میں گئے ۔ وہاں دیکھا کہ وُہی آدمی جس نے کل حضرت موسیٰ سے مدد چاہی تھی پھر اُن سے فریاد کر رہا ہے حضرت موسیٰ نے اُس سے کہا تو نہایت سرکش ہے اور اُس شخص کو پکڑنا چاہا جو دونوں کا دشمن تھا ۔ وہ کہنے لگا موسیٰ! کیا جس طرح کل تو نے ایک شخص کو مار ڈالا اُسی طرح مجھ کو بھی مارنا چاہتا ہے؟ تیرا یہی ارادہ ہے کہ ملک میں ظلم و زبردستی کرتا رہے اور امن صلح سے رہنا نہیں چاہتا؟ (اتنے میں) شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اُس نے حضرت موسیٰ سے کہا دربار والے تمھارے قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں اِس لیے تم یہاں سے چلے جاؤ میں تمھارا خیرخواہ ہوں (یہ سُن کر) حضرت موسیٰ ڈرتے ہوئے کہ کوئی آفت نہ آئے شہر سے چلے گئے اور خدا سے دعا کی کہ پروردگار مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا دے اور اپنے خادم (یا شاگرد) سے کہا میں دو سمندروں کے ملنے کے مقام تک کہیں نہ ٹھہروں گا چاہے مدت تک سفر کرتا رہوں (چلتے چلتے) جب یہ دونوں دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی بھول

گئے، وہ سمندر میں چلی گئی۔ جب (دونوں) آگے بڑھ گئے تو حضرت موسٰی نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی تکان ہو گئی ہے۔ خادم نے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب ہم چٹان پر ٹکے ہوئے آرام سے بیٹھے تھے اُس وقت مجھے مچھلی کی یاد نہ رہی اور شیطان نے مجھے آپ سے ذکر کرنا بھلا دیا اور اُس (مچھلی) نے عجیب طرح سے دریا کا راستہ لیا (حضرت موسٰی نے) کہا وہی (جگہ) تو ہے جس کی ہم کو تلاش تھی پھر اپنے قدموں کا نشان دیکھتے ہوئے لوٹ آئے (وہاں ان کو) خدا کے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) سے ملے۔ ان کو خدا نے اپنے پاس سے ایک رحمت عنایت فرمائی تھی اور ان کو علم دیا تھا۔ حضرت موسٰی نے ان سے کہا اگر آپ مجھے وہ علم سکھلا دیں جو آپ کو دیا گیا ہے تو میں آپ کے ساتھ رہوں؟ اُنھوں نے کہا میرے ساتھ تم سے ہرگز صبر نہ ہو سکے گا اور جس بات کی تمھیں خبر نہ ہو اُس پر کیسے صبر کر سکتے ہو۔ حضرت موسٰی نے کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنیوالا پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہ کرونگا (خضر نے) کہا اچھا اگر میرے ساتھ رہتے ہو تو جب تک میں خود نہ کہوں تم کوئی بات نہ پوچھنا (حضرت موسٰی نے یہ بات منظور کی) اور دونوں روانہ ہوئے۔ جب کشتی میں سوار ہو گئے تو (خضر) نے کشتی کو توڑ ڈالا۔ حضرت موسٰی نے کہا یہ آپ نے اس لیے توڑ ڈالی کہ کشتی والے ڈوب جائیں؟ یہ تو آپ نے بڑا خطرناک کام کیا (خضر نے) کہا۔ میں نے نہ کہا تھا کہ میرے ساتھ تم سے صبر نہ ہو سکیگا۔ حضرت موسٰی نے کہا۔ جو بات میں بھول گیا اُس پر اعتراض نہ فرمائے اور میرے کام میں مشکل نہ پیدا کیجیے (خضر خاموش ہو گئے) پھر آگے روانہ ہوئے (جب دریا سے اُتر کر خشکی میں آئے تو وہاں) ایک لڑکا ملا اُسے (خضر نے) مار ڈالا۔ حضرت موسٰی نے کہا آپ نے

بغیر جان کے بدلے ایک بے گناہ کو مار ڈالا - یہ تو آپ نے بہت بُرا کام کیا (خضر نے) کہا - دیکھو! میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہوسکے گا - حضرت موسیٰ نے کہا اَب کے اگر میں کوئی بات پوچھوں تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا میرا ساتھ چھوڑنے کو اب آپ کے پاس ایک عذر ہے (خیر) پھر دونوں چلے جب ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو اُن سے کھانا مانگا اُنھوں نے ان کی مہمانداری کرنے سے انکار کردیا - ان دونوں نے اِس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے ہی والی تھی اُسے دُرست کر دیا حضرت موسیٰ نے کہا - اگر آپ چاہتے تو اِس (دیوار کی مرمت) کا معاوضہ لے لیتے " خضر نے) کہا - بس اب میرا تمھارا ساتھ نہیں رہ سکتا - جن باتوں پر تم سے صبر نہ ہوسکا میں اُن کی حقیقت تم سے بیان کیے دیتا ہوں (سنو) وہ کشتی چند غریب آدمیوں کی ہے جو سمندر میں (کرایہ سے) چلایا کرتے ہیں میں نے اُسے اس لیے عیب دار کردیا کہ اُس پار ایک بادشاہ ہے وُہ سب کشتیاں زبردستی چھین لیتا ہے (اس کشتی کو عیب دار دیکھ کر چھوڑ دیگا) اور اُس جوان لڑکے کے ماں باپ ایمان والے ہیں، ہم کو خوف ہوا کہ وہ سرکشی اور کفر کرکے ان کو اذیت دیگا اور ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اُس لڑکے کے بدلے اور (لڑکا) دے جو نیکی اور مہربانی میں اُس سے بہتر ہو - اور وہ دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی ہے اور اُن کے لیے اُس کے نیچے دفینہ ہے اور ان کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا اس لیے تمھارے پروردگار نے چاہا کہ جب وہ دونوں پورے جوان ہوجائیں تو اپنا دفینہ نکال لیں یہ تمھارے پروردگار کی رحمت ہے اور میں نے یہ جو کچھ کیا اپنی خواہش سے کیا - یہ ہے ان باتوں کی حقیقت جن پر تم سے صبر نہ ہوسکا "

(خضر سے رخصت ہوکر) جب حضرت موسیٰ نے مدین کا رُخ کیا تو کہا امید ہے کہ میرا

پروردگار مجھ کو سیدھی راہ لے جائیگا اور جب حضرت موسیٰ مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں (اور اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور دو لڑکیوں کو دیکھا جو الگ (اپنے مواشی) روکے ہوئے کھڑی ہوئی ہیں۔ ان سے حضرت موسیٰ نے کہا تم کیسے کھڑی ہو (مواشی کو پانی کیوں نہیں پلاتیں) وہ کہنے لگیں جب تک سب چرواہے پانی پلا کر نہ چلے جائیں ہم نہیں پلا سکتے اور ہمارے باپ بوڑھے ہیں (یہ سن کر) حضرت موسیٰ نے (ان کے مواشی کو) پانی پلا دیا اور سایے کی طرف چلے گئے اور دعا کی کہ پروردگار جو کچھ بھلائی تو میرے لیے بھیجے میں اس کا محتاج ہوں (اور وہ دونوں لڑکیاں اپنے مواشی گھر لے گئیں تھوڑی دیر کے بعد) ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی آئی اور اُس نے (حضرت موسیٰ سے) کہا تم نے جو (ہمارے جانوروں کو) پانی پلایا ہے اُس کی اُجرت دینے کو میرے باپ تمھیں بلاتے ہیں (حضرت موسیٰ اس کے ساتھ چلے گئے) جب ان لڑکیوں کے باپ (حضرت شعیب کے) پاس پہنچے اور اپنا سب قصہ سنایا تو اُنھوں نے کہا اب مت ڈرو تم ظالم لوگوں سے بچ گئے (ان کی) دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا۔ اے باپ! اس (حضرت موسیٰ) کو نوکر رکھ لیجیے سب سے اچھا نوکر جو آپ رکھنا چاہیں وہ قوی اور امانت دار ہونا چاہیے (یہ ایسا ہی ہے۔ حضرت شعیب نے یہ بات منظور کی اور حضرت موسیٰ سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کی تمھارے ساتھ شادی کر دوں (اس شرط پر کہ) تم آٹھ سال تک میرے یہاں نوکری کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو یہ تمھاری طرف سے ہے اور میں تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔ انشاءاللہ تم مجھے اچھا آدمی پاؤ گے۔ حضرت موسیٰ نے کہا (مجھے منظور ہے) مجھ میں اور آپ میں یہ (اقرار) ہوگیا جو مدت (آٹھ برس یا دس برس کی) چاہوں پوری کر دوں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو اور

جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اُس پر خدا گواہ ہے (اس کے بعد حضرت موسیٰ نوکری کرتے رہے) جب میعاد پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلے تو پہاڑ کی جانب سے اُنھوں نے آگ دیکھی اپنی بیوی سے کہا تم یہیں ٹھہرو (میں پہاڑ پر جاتا ہوں) مجھے (وہاں) آگ نظر آرہی ہے شاید میں وہاں سے تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آؤں یا تمھارے تاپنے کو جلتی ہوئی لکڑی یا انگارہ لے آؤں یا کوئی راہ بتانے والا ملے (تو اُس سے راستہ پوچھ لوں) جب حضرت موسیٰ آگ کے پاس پہنچے تو پہاڑ (کے) دائیں طرف (سے) وادی کے کنارے اُس برکت والی جگہ میں درخت میں سے آواز آئی۔ مبارک ہے وہ جو آگ کی تلاش میں ہے اور جو کچھ اس کے گرد ہے اور سب جہان کے پروردگار اللہ کی ذات پاک ہے اور خدا نے بھید کی بات کہنے ان کو اپنی نزدیکی عطا فرمائی (اور کہا) - اے موسیٰ! میں اللہ ہوں زبردست حکمت والا - میں اللہ تمام جہان کا پروردگار ہوں - میں تمھارا رب ہوں - تم اپنے جوتے اُتار ڈالو کیونکہ (اس وقت) تم طویٰ کے پاک میدان میں ہو اور میں نے تم کو (پیغمبری کے لیے) چنا ہے اس لیے جو کچھ حکم دیا جائے وہ سنو۔ بے شک میں ہی خدا ہوں - میرے سوا اور کوئی خدا نہیں اس لیے میری ہی بندگی کرو اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو (قیامت کی) گھڑی ضرور آنے والی ہے - میں (اُس کا وقت) چھپانا چاہتا ہوں اس لیے کہ ہر شخص کو اپنے کام کا بدلہ ملے اور تم کو (قیامت پر یقین لانے سے) وہ شخص نہ روک دے (جو اس گھڑی پر) ایمان نہیں لاتا اور اپنے نفس کے کہنے پر چلتا ہے ورنہ تم تباہ ہو جاؤ گے (اور خدا نے پوچھا) اے موسیٰ تمھارے دہنے ہاتھ میں یہ کیا چیز ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا - یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اپنی بکریوں کے واسطے پتیاں جھاڑتا ہوں اور یہ میرے اور بھی کئی

کام آتی ہے ۔ خدا نے کہا۔ موسیٰ اِسے (زمین پر) ڈال دو (حضرت موسیٰ نے) لاٹھی ڈال دی تو وہ ان کو سانپ کی طرح ہلتی (اور) دوڑتی ہوئی معلوم ہوئی (یہ دیکھ کر) حضرت موسیٰ پیٹھ پھیر کر چلے اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا خدا نے کہا "اے موسیٰ آگے بڑھ کر اُٹھا لو اور ڈرو مت تم امن میں ہو۔ وہ لاٹھی جیسی پہلے تھی ہم ویسی ہی کر دیں گے (اور) میرے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے نہ وہ (ڈرتے ہیں) جنہوں نے زیادتی کی پھر بُرائی کے بعد اس کے بدلے بھلائی کی بے شک میں غفور الرحیم ہوں۔ اور اپنا ہاتھ بغل کے نیچے اپنے گریباں میں ڈالو وہ (بالکل) سفید (براق) بے عیب ہو کر نکلے گا اور اپنا دل قابو میں کر لو یہ ایک اور نشانی ہے تاکہ ہم تم کو بڑی نشانیاں دکھلائیں اور تمھارے پروردگار کی طرف سے، فرعون، اُس کے درباریوں اور اُس کی قوم کے پاس پہنچنے کے واسطے نو نشانیوں میں سے یہ دو نشانیاں ہیں (لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا سفید نکلنا) بے شک وہ گنہگار لوگ ہیں (اور خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ) تم فرعون کی ظالم قوم کے پاس جاؤ وہ بُرائیاں نہیں چھوڑتے (اور خود) فرعون کی طرف جاؤ وہ بہت سرکشی کر رہا ہے۔

حضرت موسیٰ نے کہا۔ پروردگارا میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میں نے اُن کا ایک آدمی مار ڈالا ہے اور اُن کے نزدیک میں قصوروار ہوں مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے اور میرا جی رُکتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی۔ پروردگار میرا سینہ کھول دے اور میرا کام مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ھارون کو میرا وزیر بنا کر میرے ساتھ مدد کے لیے بھیج دے اُس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے، وہ میری تصدیق کرے گا، اُس سے میرا زور بڑھا دے اور میرے کام میں اُسے شریک

کر دے کہ (ہم دونوں) تیری تعریف کریں گے اور تجھے خوب یاد کریں گے اور بے شک تو ہم کو دیکھ رہا ہے۔

خدا نے کہا۔ ہم تیرا بازو تیرے بھائی سے قوی کر دیں گے اور تم دونوں کو غالب رکھیں گے، وہ تم کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے (اور) اے موسیٰ جو تم درخواست کرتے ہو وہ منظور کی گئی اور ہم (اُس سے پہلے) ایک بار تم پر احسان کر چکے ہیں جبکہ ہم نے تمہاری ماں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ (اس بچہ) کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے۔ دریا اس (صندوق) کو کنارے پر لے آئے گا پھر میرا دشمن اور اس (بچہ) کا دشمن اسے لے لے گا اور ہم نے (لوگوں کے دلوں میں) تمہاری محبت پیدا کر دی تھی کہ تم میری نظر سے پرورش پاؤ اور جب تمہاری بہن (فرعون کے محل میں) گئی اور (وہاں) اُس نے کہا میں تم کو ایسی انا بتاتی ہوں جو اس (بچہ) کو پال لے گی (اس کی یہ بات منظور کر لی گئی) اور ہم نے تم کو پھر تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا کہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور (تمہاری جدائی کا) غم اُسے نہ ستائے۔ اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا پھر ہم نے اس غم سے تمہیں نجات بخشی اور ہم نے تم کو مشکلوں میں مبتلا کیا پھر ہر ایک مشکل سے نجات دی۔ پھر تم کئی سال تک مدین والوں میں رہے اور (ہمارے حضور میں) ٹھہرائے ہوئے وقت پر آ گئے پھر ہم نے اپنے (کام) کے لیے تم کو چن لیا (اب) تم دونوں میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ میری نصیحت میں سستی نہ کرو، فرعون کے پاس جاؤ۔ وہ بہت سرکشی کر رہا ہے اور اُن لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری نشانیاں جھٹلا رکھی ہیں۔ وہ تم کو ہرگز نہ مار سکیں گے میں تمہارے ساتھ ہوں (تمہاری باتیں) سننے والا ہوں، تم نشانیوں کے ساتھ فرعون کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ ہم سب جہان کے پروردگار کے پیغامبر ہیں ہم کو لائق نہیں ہے

کہ خدا پر سوائے سچ کے (اور کچھ) کہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور انھیں مت ستا۔ ہم تیرے پروردگار کی نشانی لے کر آئے ہیں اور اُس سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرو تاکہ وہ نصیحت مان لے یا خوف کرے۔

(حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے) کہا۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا ہم سے سرکشی کریگا۔

خدا نے کہا۔ تم بالکل خوف نہ کرو میں تمہاری بات سنتا اور تمھیں دیکھتا رہونگا۔

(اس طرح) خدا نے حضرت موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ، فرعون، اُس کے درباریوں، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیرے سے اُجالے کی طرف لے آئیں۔ اور ان کو اللہ کے دن یاد دلائیں (یعنی گذشتہ قوموں کی ترقی اور تنزل کے حالات سنائیں) کیوں کہ ان میں صبر اور شکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

(خدا کے حکم کے مطابق دونوں مصر گئے اور) فرعون سے کہا "ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ان کو مت ستا، ہم تیرے پروردگار کی نشانی لے کر آئے ہیں اور تو چاہتا ہے کہ تو پاک ہو؟ اور تجھ کو تیرے پروردگار کی راہ بتاؤں تاکہ بُرائیوں سے ڈرے؟ اور سلامتی اُس کی ہے جو سیدھی راہ پر چلے، خدا نے ہم پر وحی بھیجی ہے کہ جو شخص جھٹلائے اور سرکشی کرے اُسی پر عذاب آئے گا۔

فرعون۔ موسیٰ تمھارا پروردگار کون ہے۔؟

حضرت موسیٰ۔ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو شکل و صورت بخشی، پھر اُسکو راستہ بتلایا۔

فرعون۔ اگلے لوگوں کا کیا حال ہے ؟

حضرت موسیٰ۔ اُن کا علم میرے پروردگار کے پاس لکھا ہوا ہے میرا پروردگار نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے، اسی نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور اُس میں راستے نکالے اور آسمان سے پانی برسایا (اور خدا کہتا ہے کہ) پھر ہم ہی نے ہر قسم کی بوٹیوں کے جوڑے (زمین سے) نکالے تاکہ تم کھاؤ اور اپنے مواشی کو چراؤ۔ بے شک اس میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اِس (زمین) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اُسی میں تم کو پھر لیجائینگے اور اسی سے تم کو دوسری بار نکالیں گے۔

فرعون۔ کیا ہم نے تجھے اپنے یہاں بچہ نہیں پالا تھا ؟ اور تو ہم میں کئی برس رہ چکا ہے اور تو نے (قتل کی) ایک حرکت کی تھی (وہ سب کو معلوم ہے) اور تو ناشکروں میں سے ہے۔

حضرت موسیٰ۔ میں نے وہ حرکت اُس وقت کی تھی جب میں بے راہ تھا۔ جب میں نے تم سے خوف کیا تو میں تمہارے یہاں سے بھاگ گیا۔ پھر میرے پروردگار نے مجھ کو دانائی بخشی اور مجھ کو رسولوں میں کر دیا۔ کیا یہی تیرا احسان ہے جو تو مجھ کو جتلاتا ہے کہ سارے بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا رکھا ہے ؟

فرعون۔ تمام جہان کا رب کون ہے ؟

حضرت موسیٰ۔ وُہی (خدا) جو آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا پروردگار ہے اگر تم سمجھو۔

فرعون۔ (اپنے آس پاس والوں سے) کیا تم سنتے ہو ؟

حضرت موسیٰ۔ تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار (بھی وہی ہے)

فرعون۔ (سب سے) تمہاری طرف جو رسول بھیجا گیا ہے وہ دیوانہ ہے۔

حضرت موسٰی ۔ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار (وہی خدا ہے) اگر تم عقل والے ہو (تو یقین کرو)

فرعون ۔ اگر تو نے سوائے میرے اور کسی کو خدا مانا تو میں تجھے قید کر دونگا۔

حضرت موسٰی ۔ اور اگر میں تجھ کو ایک کھلی ہوئی نشانی بتلاؤں ؟

فرعون ۔ اگر تو سچا ہے تو وہ (نشانی) لا۔

حضرت موسٰی نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی وہ ہو بہو اژدھا بن گئی اور حضرت موسٰی نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کو چمکتا ہوا معلوم ہوا۔

(یہ) نشانیاں خدا نے دکھلائیں لیکن فرعون نے جھٹلایا اور نہ مانا (اور) اُس نے اپنے درباریوں سے کہا جو اُس کے آس پاس تھے کہ۔ یہ تو بڑا جادو جاننے والا ہے۔ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو کے ذریعہ تمہارے مُلک سے نکال دے۔ پھر اب تم کیا صلاح دیتے ہو۔ ؟

اُنھوں نے کہا۔ اس (موسٰی) کو اور اس کے بھائی (ہارون) کو (چند روز کی) مہلت دیجیے اور نقیبوں کو شہروں میں بھیجیے کہ ہر ایک بڑے جادو جاننے والے کو آپ کے پاس لے آئیں۔

(فرعون نے یہ صلاح منظور کی اور حکم دیا کہ) سب جادوگروں کو بلا لاؤ (اور حضرت موسٰی سے) کہا۔ اے موسٰی! کیا تو اپنے جادو کے ذریعہ ہم کو ہمارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے۔ ہم بھی ضرور ایسا ہی جادو تیرے سامنے لائیں گے اور تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک (دن اور) وقت مقرر کر دے نہ ہم اس کے خلاف کریں نہ تو (اور مقابلہ) ایک صاف ہموار میدان (میں) ہو۔

حضرت موسیٰ نے کہا (اچھا) تمھارا (ہمارا) مقابلہ جشن کے دن ہو اور لوگ دن چڑھے جمع ہو جائیں۔

(جب اقرار ہو گیا تو فرعون دربار سے) چلا گیا اور اپنی سب تدبیریں کر کے (مقابلہ کے دن) پھر آیا۔ تمام جادوگر (بھی) جو دن مقرر ہوا تھا اُس دن جمع کیے گئے اور (جو لوگ تماشا دیکھنے آئے اُن) لوگوں سے کہا گیا کہ کیا تم (بھی یہ دیکھنے کو) جمع ہوئے کہ کون جیتتا ہے کون ہارتا ہے) تاکہ ان جادوگروں کی پیروی کریں اگر وہی غالب ہو گئے۔

جب جادوگر آئے تو اُنھوں نے فرعون سے کہا کیا اگر ہم غالب ہو گئے تو ہم کو کچھ انعام بھی ملے گا؟

فرعون نے کہا ہاں (تم کو انعام دیا جائے گا) اور تم مصاحب بھی بنائے جاؤ گے۔

(خیر جب سب میدان میں جمع ہو گئے تو) حضرت موسیٰ نے (جادوگروں سے) کہا۔ تم پر افسوس ہے، تم اللہ پر جھوٹ بہتان نہ باندھو، وہ عذاب بھیج کر تم کو ہلاک کر دیگا اور جس نے بہتان باندھا وہ تباہ ہوا۔

اِن جادوگروں میں آپس میں بحث ہونے لگی اور چپکے چپکے سرگوشی ہوئی۔ کہا یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تم کو اپنے جادو کے زور سے تمھارے ملک سے نکال دیں اور تمھارے اچھے مذہب کو مٹانا چاہتے ہیں تم اپنا (جادو کا) سامان جمع کر لو، پھر صف باندھ کر (مقابلہ میں) آؤ اور جو آج جیت گیا اُس نے مراد پالی۔

(جب یہ تیاری کر کے اور صف باندھ کر آئے تو) حضرت موسیٰ نے اُن سے کہا تم کو جو کچھ ڈالنا ہے وہ ڈال دو۔

جادوگروں نے کہا اے موسیٰ! تم ڈالتے ہو یا پہلے ہم ڈالیں؟

حضرت موسیٰ نے کہا (پہلے) تم ہی ڈالو۔

جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈالدیں اور لوگوں کی نظر بندی کر دی، اُن کو ڈرا دیا اور بڑا جادو بنا کر لے آئے اور کہنے لگے۔ فرعون کی عزت کی قسم ہم ہی غالب ہونگے۔

حضرت موسےٰ نے کہا۔ یہ جو تم لے کر آئے ہو وہ جادو ہے اللہ اس کو مٹا دیگا کیونکہ اللہ شریر لوگوں کا کام نہیں بننے دیتا اور اپنے حکم سے حق کو حق کر دکھاتا ہے چاہے مجرموں کو اچھا نہ معلوم ہو۔

(اور جادوگروں کی) رسیوں اور لاٹھیوں کا اُن کے جادو سے حضرت موسےٰ کو خیال بندھ گیا کہ وہ دوڑ رہی ہیں (اِس سے) حضرت موسیٰ کے دل میں کچھ ڈر پیدا ہوا۔ خدا نے کہا (موسیٰ) بالکل مت ڈرو تمھیں غالب رہوگے (اور) حکم دیا کہ جو تمھارے دہنے ہاتھ میں (لاٹھی) ہے اُسے ڈال دو وہ سب اُن کا کھیل بگاڑ دے گی۔

(یہ حکم پاکر) حضرت موسیٰ نے لاٹھی ڈال دی وہ (اژدھا بن کر) ان کے بنائے ہوئے کھیل (دوڑتی ہوئی رسیوں اور لاٹھیوں) کو نگلنے لگی۔ اُنھوں نے جو کچھ (کھیل) بنایا تھا وہ ایک جادوگر کا فریب تھا اور جادوگر جہاں جائے ہے کامیاب نہیں ہوتا۔ غرض حق تو قائم رہا اور جو کچھ (جادوگروں نے) کیا تھا وہ مٹ گیا۔ اس طرح (فرعون اور اُس کے ساتھی) اسی جگہ ہار گئے اور (فرعون والے) اپنا سا منھ لیکر (گھروں کو) واپس چلے گئے اور جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے۔ ہم سارے جہاں کے پروردگار پر ایمان لے آئے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

فرعون نے کہا تم میرے حکم دینے سے پہلے ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے، بیشک وہ تمہارا سرغنہ ہے، اسی نے تم کو جادو سکھلایا ہے۔ ضرور تم نے شہر میں یہ منصوبہ کیا ہے کہ یہاں والوں کو نکال دیں۔ اس کا نتیجہ تم کو جلد معلوم ہو جائے گا۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ ڈالونگا۔ پھر تم سب کو کھجور کے تنوں پر سولی دونگا اور تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے۔

(ان جادوگروں نے) کہا کچھ پروا نہیں ہم کو (ایک دن) اپنے پروردگار کے پاس جانا ہی ہے (کل نہ گئے آج ہی گئے) اور تو ہم پر بس یہی الزام لگاتا ہے کہ جب ہمارے پاس ہمارے پروردگار کی نشانیاں آئیں تو ہم ایمان لے آئے۔ ہم تجھ کو ان نشانیوں سے جو ہمارے پاس آئیں اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اس سے بڑھکر ہرگز نہیں سمجھیں گے، تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ کرلے، تیرا زور بس دنیا کی زندگی ہی پر چل سکتا ہے اور بے شک ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور تو نے مجبور کر کے ہم سے جادو کرایا اور اللہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے (اور انہوں نے خدا سے دعا مانگی کہ) اے پروردگار ہم تجھ پر ایمان لائے ہیں جب ہم پر (یہ مصیبتیں) آئیں تو ہم کو صبر دینا اور مسلمان دنیا سے اٹھانا۔

(اس واقعہ کے بعد بھی) فرعون حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو جھٹلاتا رہا اور نشانیوں کو نہ مانا۔ اس کے سرداروں نے خدا کی نشانیوں کے ساتھ غرور کیا اور وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔ جب خدا کے پاس سے سچی بات ان کے پاس آئی تو کہنے لگے یہ کھلا ہوا جادو ہے۔

حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ کیا تم سچائی کو جب وہ تمہارے پاس آئی یہ کہتے ہو (کہ جادو ہے) کیا جادو ایسا ہی ہوتا ہے ؟ اور جادوگر تو کبھی مراد کو نہیں پہنچتے ۔

وہ بھی کہتے تھے کہ یہ تو بنایا ہوا جادو ہے اور ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسی باتیں نہیں سنیں ۔

حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ اس کے پاس سے کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کس کا انجام اچھا ہوگا اور ظالم کبھی مراد کو نہیں پہنچے ۔

وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ جس (راستہ) پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا تو ہمیں اس سے پھیر دے اور تم دونوں کو ملک کی سرداری مل جائے اور ہم دونوں پر کبھی ایمان نہ لائیں گے ۔ اور تکبّر کی راہ سے کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے ہی طرح کے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور ان کی قوم تو ہماری غلام ہے ۔ (اسی طرح ان) سرداروں (اور فرعون کی قوم) نے وہی مانا جو فرعون نے حکم دیا ۔ اُس نے پکار کر کہا اے لوگو! کیا مصر کا ملک اور یہ نہریں جو میرے (محلوں کے) نیچے بہہ رہی ہیں میری نہیں ہیں ؟ کیا تم نہیں دیکھتے میں اس شخص سے بہتر ہوں جو ذلیل ہے اور اچھی طرح بات نہیں کر سکتا (اگر یہ خدا کا رسول ہے تو) اس پر آسمان سے) سونے کے کنگن کیوں نہ اُتارے گئے (کم سے کم) فرشتے جمع ہو کر اس کے ساتھ آتے ۔

غرض فرعون نے اپنی قوم کو (ایسی ہی باتوں سے) بہکا دیا ۔ بے شک وہ شریر لوگ تھے ۔ اور فرعون نے جو حکم دیا وہ بالکل درست نہ تھا ۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا اور اُس کو دوزخ تک پہنچا دیگا اور بُرا گھاٹ ہے جس پر وہ پہنچائے گئے اور یہاں بھی اُن کے لیے لعنت ہے اور قیامت کے دن بھی بُرا انعام ہے

جوان کو ملا۔

غرض حضرت موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا سوائے اُن کی قوم کی اولاد کی بوجہ فرعون اور اُس کے سرداروں کے خوف کے کہ وہ اُن کو آفت میں ڈالیں گے۔ اور فرعون ملک (مصر) میں زبردست اور حد سے گذرا ہوا تھا۔ اور حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کو اللہ پر یقین ہے اور تم اُس کے فرمانبردار ہو تو اُسی پر بھروسہ کرو۔ اُنھوں نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے پروردگار ہم کو ظالموں کی ایذا اُٹھانے کے لیے نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات دے۔

اور خدا نے حضرت موسیٰ اور اُن کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم اپنی قوم کے لیے مصر میں رہنے کو گھر لے لو اور اپنے گھروں کو عبادت کی جگہ بنا لو اور نماز پڑھتے رہو اور ایمان والوں کو خوشخبری دو۔

اور حضرت موسیٰ نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں شان شوکت اور مال و دولت دی ہے، اے پروردگار! یہ اِس لیے کہ وہ تیرے راستہ سے بھٹکائیں۔ اے پروردگار ان کا مال و دولت برباد کر دے اور اُن کے دلوں پر سختی کر۔ وہ جب تک سخت عذاب دیکھیں گے ایمان نہیں لانے کے۔

خدا نے کہا تمھاری دعا قبول کی گئی تم (اپنے کام میں) مستقل رہو اور اُن کی راہ نہ اختیار کرو جو نہیں جانتے۔

فرعون کی قوم کے سرداروں نے اُس سے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور اُس کی قوم کو آزاد رہنے دیجیے گا کہ وہ ملک میں فساد کریں اور آپ کو اور آپ کے معبودوں

کو چھوڑ دیں ؟

فرعون نے کہا - ہم ان کے لڑکے قتل کر دیں گے اور ان کی لڑکیاں زندہ رہنے دیں گے[1] - اور ہم ان پر غالب ہیں -

حضرت موسیٰ نے (یہ بات سن کر) اپنی قوم سے کہا تم خدا سے مدد مانگو اور صبر کیے رہو - زمین سب خدا کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اُس کا وارث کرتا ہے اور آخر پرہیزگاروں کے لیے ہے (یعنی آخر میں پرہیزگار ہی مالک ہوں گے)

ان کی قوم نے کہا - ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی مصیبت میں تھے اور اب تمہارے آنے کے بعد بھی مصیبت میں ہیں -

حضرت موسیٰ نے کہا وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا پروردگار دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین پر خلیفہ بنائے اور دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو - (حضرت موسیٰ مصر میں لوگوں کو برابر سمجھاتے اور عذاب سے ڈراتے رہے لیکن) فرعون ہامان اور قارون (وغیرہ) جن کی طرف حضرت موسیٰ نشانیوں اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ بھیجے گئے تھے حضرت موسیٰ کو جھوٹا جادوگر بتلاتے رہے اور جب حضرت موسیٰ خدا کی طرف سے سچا دین لے کر ان کے پاس پہنچے تو کہنے لگے ان کے لڑکے قتل کر دو اور ان کی لڑکیاں زندہ رہنے دو (اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ) کافروں کے منصوبے غلط ہی ہوتے ہیں اور فرعون بولا مجھے موسیٰ کو قتل کر ڈالنے دو اور وہ اپنے پروردگار کو پکارتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین بدل دیگا یا ملک میں فساد پیدا کرے گا حضرت موسیٰ

---

[1] بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل کچھ عرصہ سے ملتوی ہو گیا تھا

نے (یہ سن کر) کہا میں نے ہر غرور والے سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتا اپنے پروردگار کی پناہ لی ہے۔ اور فرعون کے رشتے داروں میں سے ایک ایمان والے آدمی نے کہا جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور اپنے پروردگار کی نشانیاں (بھی) تمھارے پاس لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو کوئی (عذاب) جس کو وہ تم سے کہتا ہے ضرور آئے گا۔ بے شک جو حد سے گزرا ہوا جھوٹا ہے اُسے خدا راہ پر نہیں لاتا۔ اے قوم! آج تمہاری حکومت ہے تم ملک میں غالب ہو لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟

فرعون نے کہا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو (اچھا) سمجھتا ہوں اور میں تم کو اچھے ہی راستے کی ہدایت کرتا ہوں۔

اس **ایمان** والے نے کہا اے بھائیو میں ڈرتا ہوں کہ جو دن اگلی امتوں جیسے نوح کی امت اور عاد وثمود اور ان کے بعد کی (امتوں) کو دیکھنا پڑا وہی دن تم کو نہ دیکھنا پڑے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اور اے بھائیو! میں تم پر (گھبراہٹ میں ایک دوسرے کو پکارنے کے) دن کا خوف کرتا ہوں جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے اس دن تم کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ اور جس کو خدا راہ سے بے راہ کر دے اُسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا اس سے پہلے تمہارے پاس حضرت یوسف نشانیوں کے ساتھ آئے تھے پھر جو کچھ وہ تمھارے پاس لے کر آئے اُس میں تم شک ہی کرتے رہے جب ان کا انتقال ہوگیا تو تم کہتے تھے اب اس کے بعد خدا کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا اسی طرح خدا حد سے گزرنے والے شک کرنے والے کو بے راہ کر دیتا ہے جو بغیر دلیل کے آئے ہوئے

خدا کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں (ان جھگڑوں سے) خدا اور ایمان والے سخت بیزار ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا ظالم کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

فرعون نے کہا۔ اے درباریوں! میں تو نہیں جانتا کہ سوائے میرے تمہارا کوئی خدا ہو۔ اے ہامان! اینٹیں تیار کرا اور میرے لیے ایک اونچا مکان بنوا تاکہ میں آسمان کے راستوں تک پہنچ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور میں تو اس کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

اسی طرح فرعون کو اس کے کاموں کی بُرائی اچھا کرکے دکھائی گئی۔ اور فرعون کی تدبیریں بیکار ہی ہونے والی تھیں۔

اس ایمان والے آدمی نے کہا۔ اے لوگو! میرا کہنا مانو میں تم کو صحیح راستہ بتلاتا ہوں اے بھائیو! یہ دنیا کی زندگی گذر جانے والی ہے اور ہمیشہ رہنے کا گھر آخرت ہی ہے جو بُرا کام کریگا اُس کو ویسا ہی بدلہ ملے گا اور جو اچھا کام کرے گا چاہے عورت ہو یا مرد اور وہ ایمان والا ہوگا تو وہی جنت میں جائے گا اور ان کو وہاں بے حساب نعمت نصیب ہوگی اے بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تو تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بُلاتے ہو۔ تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ شریک بناؤں جو میرا عقیدہ نہیں ہے اور میں تم کو زبردست بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔ تم مجھے کیوں اس کی طرف بلاتے ہو جس کا دنیا اور آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بے شک ہم کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور حد سے بڑھ جانے والے ہی دوزخی ہیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں تم اُسے یاد کروگے اور میں اپنا معاملہ خدا کے سُپرد کرتا ہوں۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس ایمان والے آدمی کو اللہ نے ان کی تدبیروں کی بُرائیوں سے بچا دیا۔

خدانے فرعون کے لوگوں کو قحطوں اور کمی پیداوار کی سزا دی کہ وہ نصیحت حاصل کریں لیکن جب ان پر کوئی آفت آتی تو حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے یاد رکھو کہ ان کی نحوست (ان کے بُرے کاموں کی وجہ سے) اللہ کی طرف سے تھی لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

فرعون کے لوگ کہتے کہ تم ہم پر جادو کرنے کو کوئی بھی نشانی لاؤ ہم تم پر ایمان نہیں لانے کے۔

پھر خدا نے ان پر وبا، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، اور خون کی ایک کے بعد دوسری نشانیاں بھیجیں تو اس پر بھی یہ رُکے ہوئے رہے اور یہ شریر لوگ تھے اور جب ان پر عذاب آتا تو کہتے اے موسیٰ اپنے پروردگار سے دعا کرو جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے اگر تم ہم سے یہ عذاب دور کردو گے تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیجدیں گے۔ جب خدا ایک میعاد تک وہ عذاب ٹال دیتا جہاں تک وہ ٹلنے والا تھا تو وہ اپنے اقرار سے پھر جاتے تھے۔ آخر خدا نے ان سے بدلا لیا۔ (جس کا بیان آگے آتا ہے)

(فرعون ان کھلی ہوئی نشانیوں کے بعد بھی اپنی سرکشی سے باز نہ آیا) اور کہنے لگا اے موسیٰ میں تو سمجھتا ہوں تجھ پر کسی نے جادو کردیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے جواب دیا یہ نشانیاں آسمان و زمین کے پروردگار ہی نے غور کرنے کے لیے نازل کی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ تو ہلاک ہونے والا ہے (اور حضرت موسیٰ نے اس کو پھر سمجھا دیا کہ) اللہ کے بندوں کو میرے ساتھ کردو میں تمہارا امانت دار رسول ہوں اور خدا سے سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس وحی لے کر آیا ہوں اور اس بات سے کہ تم مجھے مار ڈالو اپنے اور تمہارے

پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ پھر حضرت موسٰی نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ یہ بیہرے نافرمان لوگ ہیں (تو ان سے سمجھ لے) (فرعون کی تو شامت آ ہی تھی) اس نے یہ ارادہ کیا کہ (بنی اسرائیل کو دنیا سے نیست نابود کر دے (اور) اس نے شہروں میں (فوجیں اکٹھی کرنے کو) نقیب بھیجے اور (کہلوایا کہ) یہ بنی اسرائیل) تھوڑے ہیں اور انہوں نے ہم کو غصہ دلایا ہے اور ہم سب (سامان کے ساتھ) مستعد ہیں۔

خدا نے حضرت موسٰی کو وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ اور سمندر میں ان کے لیے خشک راستہ اختیار کرو نہ پکڑ لیے جانے کا خوف کرو نہ (اور کسی بات سے) ڈرو چونکہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا (اس لیے) سمندر سے (اس کی) خشک حالت میں پار ہو جاؤ کیوں کہ (فرعون کے) لشکر غرق ہونے والے ہیں۔

حضرت موسٰی اس حکم کے مطابق بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے (فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور) خدا نے ان کو باغوں، چشموں، خزانوں اور شاندار محلوں سے نکالا۔ اسی طرح (خدا شریروں سے بدلا لیا کرتا ہے) (اور بعد میں) بنی اسرائیل کو ان چیزوں کا (دوسری جگہ) مالک کر دیا۔

(غرض) فرعون اور اس کے لشکروں نے شرارت اور زیادتی کے لیے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا (اور) صبح ہوتے جا لیا جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو حضرت موسٰی کے ساتھیوں نے کہا، اب ہم پکڑ لیے گئے۔

حضرت موسٰی نے کہا ہرگز نہیں، میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ راستہ بتلا دے گا۔

اُسی وقت خدا نے حضرت موسٰی کو وحی بھیجی کہ اپنی جماعت کے ساتھ (سمندر کے خشک راستے) سے چلے جاؤ۔ خدا نے بنی اسرائیل کے لیے دریا کو جدا کر دیا تھا اور ہر جماعت بڑے تودے کی طرح تھی اور وہاں خدا دوسروں (یعنی فرعون اور اُس کے لشکر) کو بھی قریب لے آیا۔ خدا نے بنی اسرائیل کو تو سمندر کے پار اُتار دیا۔ پھر فرعون اور اُس کے لشکروں نے شرارت اور زیادتی کے لیے اُن کا پیچھا کیا تو سمندر کے ایک ریلے نے ان کو گھیر لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ پر نہیں لایا (آخر) بنی اسرائیل کے دیکھتے دیکھتے ہی خدا نے اُس کے لشکر کو غرق کر دیا۔ اس واقعہ میں نشانی ہے اور (فرعون کے لوگ) اکثر ایمان والے نہ تھے۔

جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہا میں اُس خدا پر ایمان لایا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں بھی (خدا کے) فرمانبرداروں میں ہوں۔

(خدا نے کہا) اب (فرمانبرداروں میں ہوتا ہے) اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور فسادیوں میں سے تھا۔ آج ہم تیری لاش بچائے دیتے ہیں کہ تیرے پچھلوں کے لیے نشانی ہو۔ بے شک بہت آدمی ہماری نشانیوں سے بے پروا ہیں۔

(یہ وُہی) فوجوں اور لشکروں والا فرعون (تھا) جس کو حضرت موسٰی نے بڑی نشانی دکھلائی لیکن اُس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی اور برگشتہ ہو کر لگا اُن کے خلاف کوشش کرنے اور لوگوں کو جمع کر کے اعلان کیا کہ میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔ آخر خدا نے آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں گرفتار کر لیا بے شک ڈرنے والے کے لیے اس (واقعہ) میں عبرت ہے۔

(اسی طرح) فرعون کے ساتھی خدا کی آیتوں کو جھٹلانے اور اُن کی پروا نہ کرنے کی

سزا میں غرق کر دیے گئے۔ خدا ان پر کیوں ظلم کرتا؟ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھ
جب خدا کی صاف صاف نشانیاں اُن کے پاس آئیں تو کہنے لگے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے
اور اُن کے دلوں نے ان (نشانیوں) کا یقین کر لیا لیکن شیخی اور غرور کے مارے انکار
کرتے رہے۔ پھر دیکھو کہ ان ظالموں کا کیا انجام ہوا۔ اُنہوں نے ناحق ملک میں غرور کیا اور
یہ سمجھے کہ ہم کو خدا کے پاس لوٹ کر نہیں جانا ہے۔ اور خدا نے (تو) ان کو ملک میں سردار
بنایا (لیکن یہ لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے تھے، اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد
نہ کرے گا۔ خدا نے دنیا میں ان کو لعنت کی سزا دی ہے اور قیامت کے دن ان کی بہت
بُری صورت ہوگی (اور اب بھی) صبح شام ان کو آگ دکھلائی جاتی ہے اور جب ایک
خاص گھڑی آئے گی تو (ان کے لیے حکم ہوگا کہ) انہیں سخت عذاب میں لے جاؤ۔
(یہاں) یہ کتنے باغ، چشمے، کھیت، عالی شان محل اور نعمتیں جن میں یہ عیش کیا کرتے
تھے چھوڑ گئے۔ اسی طرح (خدا مجرموں کو سزا دیا کرتا ہے۔) اس کے بعد خدا نے ان
چیزوں کا دوسروں کو وارث کر دیا اور اُن (ظالموں) پر نہ آسمان رویا نہ زمین روئی اور
نہ اُن کو مہلت دی گئی۔

(غرض کہ) خدا نے (بعد میں) ان لوگوں (بنی اسرائیل) کو اس ملک کے مشرق
اور مغرب کا مالک بنا دیا جو کمزور خیال کیے جاتے تھے اور ان (بنی اسرائیل) نے
جو صبر کیا تو خدا کا اچھا وعدہ ان پر پورا ہو گیا اور فرعون اور اُس کی قوم جو (محل وغیرہ)
بناتے اور (انگوروں کی بیلیں ٹٹیوں پر) چڑھاتے تھے سب غارت کر دیں۔
جب خدا نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اُتار دیا تو وہ ایسی قوم کے پاس پہنچے
جو اپنے بتوں کو پوجا کرتی تھی اُنہوں نے کہا۔ اے موسیٰ جیسے ان کے معبود ہیں ایسا ہی

ایک معبود ہمارے لیے بنا دو۔

حضرت موسیٰ نے کہا کوئی شک نہیں کہ تم جاہل لوگ ہو یہ لوگ جس دین پر ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو لوگ یہ کر رہے ہیں وہ بیہودہ کام ہے۔ اور کہا خدا نے تم کو تمام مخلوقات پر بزرگی دی ہے تو کیا میں اُس کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لیے تلاش کر دوں؟

(یعنی جہان کی سب چیزیں تم سے کم درجہ کی ہیں اس لیے وہ معبود نہیں بنائی جا سکتیں بس خدا تم سے بڑا ہے وُہی عبادت کے لایق ہے) اور تم خدا کا یہ احسان یاد کرو کہ) اُس نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی جو تم کو بڑی تکلیف دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری لڑکیاں ہی زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

(بیابان کے سفر میں ایک مرتبہ بنی اسرائیل کو دھوپ کی تکلیف ہوئی تو) خدا نے ان پر ابر کا سایہ کر دیا اور خدا نے ان پر من وسلویٰ (ترنجبین اور بٹیر) اُتارا (اور حکم دیا کہ) جو کچھ تم کو روزی کی گئی ہیں وہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اس میں حد سے مت بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ (یعنی اور ذلت میں) گرا۔ ہاں جو بُرائیوں سے باز رہا، ایمان لایا، اچھے کام کرتا رہا اور سیدھی راہ چلتا رہا تو میں اس کو بخشنے والا ہوں۔

اور خدا نے (حضرت موسیٰ کی قوم) بنی اسرائیل کو مثل بڑی قوموں کے بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا اور جب اُنھوں نے حضرت موسیٰ سے پانی مانگا تو خدا نے حکم دیا کہ اپنی جماعت کے ساتھ پہاڑ توڑ دو (اس حکم کی تعمیل کی گئی تو) اس (پہاڑ) میں سے بارہ

چشمے پھوٹ نکلے (اور) سب لوگوں نے اپنا اپنا پانی لینے کا مقام معلوم کر لیا۔ (اور اُن سے کہہ دیا گیا کہ) خدا کی دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ پیو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔

(پھر) بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا اے موسیٰ ہم سے ایک ہی کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا۔ تم اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ہمارے لیے وہ چیزیں پیدا کر دے جو زمین سے اوگتی ہیں۔ گیہوں۔ ساگ، ککڑیاں، لہسن، مسور اور پیاز

حضرت موسیٰ نے کہا تم اچھی چیز کے بدلے ادنیٰ چیزیں لینا چاہتے ہو تو کسی شہر میں چلے جاؤ وہاں جو تم مانگتے ہو وہ تم کو مل جائے گا۔

خدا نے حضرت موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا (کہ طور پر آ کر خدا کی عبادت کریں۔ جب توریت دی جائیگی) اور خدا نے اس کو دس راتوں میں پورا کیا تو حضرت موسیٰ کے پروردگار کا وعدہ چالیس راتوں کا پورا ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ (پہاڑ پر جانے وقت) اپنے بھائی حضرت ہارون سے کہہ گئے (تھے) کہ "میری قوم میں میری جگہ کام کرو اور امن و صلح رکھنا اور فساد کرنے والوں کی راہ نہ چلنا۔

جب حضرت موسیٰ خدا کی مقرر کی ہوئی میعاد (عبادت کی) پوری کر کے آ گئے اور اُن کے پروردگار نے اُن سے باتیں کیں حضرت موسیٰ نے کہا۔ اے پروردگار تو مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھ لوں

خدا نے کہا۔ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو پھر تم مجھے دیکھ لوگے۔

جب اُن کے پروردگار نے پہاڑ پر اپنا جلال ظاہر کیا تو اُسے چکنا چور کر دیا اور

حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے، جب ہوش میں آئے تو کہا۔ تیری بڑی شان ہے میں تیری درگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

خدا نے فرمایا۔ اے موسیٰ میں نے تم کو اپنی پیغمبری اور اپنے کلام سے لوگوں پر بزرگی دی ہے تو جو میں تم کو دوں وہ لے لو اور شکر کرتے رہو (یعنی اپنا فرض ادا کرتے رہو) اور خدا

اور خدا نے تختیوں پر حضرت موسیٰ کے لیے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی (اور حکم دیا تھا) کہ ان تختیوں (کے احکام) پر مضبوطی سے قائم رہو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کی اچھی نصیحتوں پر عمل کریں (اگر عمل نہ کریں گے تو) میں ان کو گنہگاروں کا گھر دکھلاؤں گا۔

یہاں حضرت موسیٰ کی قوم نے اُن کے جانے کے بعد زیوروں[۱۵] سے ایک بچھڑے کا پتلا بنالیا جس میں گائے کی طرح آواز تھی۔ ان لوگوں نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے نہ اُن کو سیدھا راستہ بتاتا ہے، نہ اُن کے نفع نقصان کا اختیار رکھتا ہے۔

حضرت ہارون نے اُن سے پہلے ہی کہا۔ اے لوگو! تم اس بچھڑے کی وجہ سے بلا میں پڑے ہو اور تمھارا پروردگار تو رحمان ہے، تم میری راہ چلو اور میری بات مانو۔

اُنہوں نے جواب دیا کہ۔ جب تک موسیٰ واپس نہ آئیں گے ہم اس (بچھڑے کو) پوجتے رہیں گے

(وہاں طور پر) خدا نے کہا۔ اے موسیٰ تم اپنی قوم کو چھوڑ کر کیوں جلد چلے آئے؟

حضرت موسیٰ نے کہا کہ۔ وہ میرے ہی طریقہ پر چل رہے ہیں اور میں نے اس لیے

---

۱۵ بنی اسرائیل جو زیورات مصر سے لائے تھے وہ سب گلا ڈالے اور انہیں سے بچھڑا بنایا

جلدی کی تو خوش ہو۔

خدا نے کہا کہ ہم نے تیری قوم کو ایک بلا میں گرفتار کر دیا ہے۔ اور انھیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔

(یہ معلوم کر کے) حضرت موسیٰ غصہ میں بھرے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئے اور کہا اے میری قوم! کیا تمھارے پروردگار نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا (اس کے انتظار میں) زیادہ مدت ہو گئی؟ یا تم نے یہ چاہا کہ تمھارے پروردگار کا عذاب تم پر نازل ہو تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا اُس کے خلاف کیا۔

بولے ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہیں کیا بلکہ ہم لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے تھے اُسے ہم نے (آگ میں) ڈال دیا۔ اسی طرح سامری نے ڈال دیا پھر (سامری نے) ایک بچھڑے کا پُتلا بنایا جس میں گائے کی طرح آواز نکلتی ہے اور (سامری نے لوگوں سے) کہا یہ تمھارا اور موسیٰ کا خدا ہے (موسیٰ بھول گیا ہے)

حضرت موسیٰ نے کہا۔ تم نے میرے بعد بہت بُرا کیا کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم میں جلدی کی اور حضرت موسیٰ نے تختیاں پھینک دیں اور پھر کہا تم نے اس بچھڑے کے بنانے میں اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ سے توبہ کرو اور اپنی جانوں کو مار ڈالو اور یہی تمھارے خدا کے نزدیک تمھارے حق میں بہتر ہے۔ اور حضرت ھارون کی ڈاڑھی اور سر پکڑ کر کھینچا اور کہا۔ اے ہارون! جب کہ تو نے دیکھ لیا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے تو کس بات نے تجھے (میری ہدایت پر) عمل کرنے سے روکا۔ تو نے میرے حکم کے خلاف کیا۔

حضرت ہارون نے کہا۔ اے میرے ماں جائے بھائی! میری ڈاڑھی اور سر نہ پکڑ ان لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ یہ مجھ کو مار ڈالیں اور میں اس بات سے

ڈراکہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل میں نا اتفاقی پیدا کر دی اور میری بات کا لحاظ نہ کیا۔ پھر تم میرے دشمنوں کو خوش نہ کرو اور مجھے ان ظالموں کے ساتھ شریک نہ کرو۔

حضرت موسیٰ نے سامری سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا؟

اُس نے کہا۔ مجھے وہ بات سوجھی جو اور کسی کو نہیں سوجھی۔ میں نے (پہلے) رسول (یعنی آپ) کے طریقہ کی کچھ پابندی کی (بعد کو) میں نے اسے چھوڑ دیا۔ میرے دل نے مجھے یہی صلاح دی۔

حضرت موسیٰ نے کہا دُور ہو، زندگی میں تیری (یہ سزا) ہے کہ تو یہ کہتا رہیگا۔ مجھ سے کوئی ملنے والا نہیں ہے۔ اور ایک اور وعدہ ہے جو کبھی ٹلے گا نہیں اور اب اپنے معبود کو دیکھ جس کو تو پوجتا رہا ہم اس کو جلا ڈالیں گے اور (اس کی خاک) اُڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے، تمھارا معبود اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ ہر چیز اُس کے علم میں ہے۔

اور حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ پروردگار مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں جگہ دے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور کہا جن لوگوں نے بچھڑے کو (معبود) بنایا، اُن پر اُن کے پروردگار کا غضب نازل ہوگا اور دُنیا کی زندگی میں ذلت (نصیب ہوگی)

جب حضرت موسیٰ کا غصہ جاتا رہا تو اُنہوں نے تختیاں اُٹھالیں۔

(بنی اسرائیل بعد میں بچھڑا بنانے سے) پچھتائے اور انھیں معلوم ہوگیا کہ وہ گمراہ ہوگئے تو کہنے لگے اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ کرے گا اور نہ بخشے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے اور وہ بڑے گنہگار تھے۔

(بنی اسرائیل نے اور ایک بڑی بات منھ سے نکالی وہ یہ کہ) اُنہوں نے حضرت موسٰی سے ایک بڑی نشانی مانگی کہ جب تک ہم خدا کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں گے اُس وقت تک تم پر ایمان نہیں لانے کے۔

حضرت موسٰی نے خدا کی مقرر کی ہوئی جگہ پر لے جانے کو اپنی قوم کے ستّر آدمی انتخاب کئے (جب یہ سب وہاں پہنچے تو) ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کڑک (اور زلزلے) میں گرفتار ہو گئے پھر بے ہوش ہو جانے کے بعد خدا نے ان کو اُٹھایا تاکہ یہ شکر کریں اور جب یہ زلزلہ میں گرفتار ہوئے تو حضرت موسٰی نے کہا۔ پروردگارا اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو بھی اس سے پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا ہم میں سے چند بیوقوفوں نے جو حرکت کی ہے اُس کی سزا میں ہم کو ہلاک کر دے گا؟ یہ تو تیری آزمائش ہے تو جس کو چاہتا ہے اس آزمائش سے بے راہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے۔ تو ہی ہمارے کام بنانے والا ہے، تو ہمارے قصور معاف کر اور ہم پر رحم کر، تو سب بخشنے والوں سے بہتر بخشنے والا ہے اور اس دُنیا اور آخرت میں ہمارے لیے بھلائی لکھ دے، ہم نے تیرے ہی طرف اپنا دل لگایا ہے

خدا نے کہا۔ جو میرا عذاب ہے وہ جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور (دنیا و آخرت کی بھلائی) میں اُن کے لیے لکھ دوں گا جو بُرائیوں سے بچتے، زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اور جبکہ خدا نے طور کو ہلا دیا اور ان (بنی اسرائیل) پر اونچا کر دیا گویا کہ وہ سائبان ہے اور اُنہوں نے گمان کیا کہ ہم پر گر پڑے گا یہ اقرار لیا کہ جو (کتاب) تم کو دی گئی ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہو اور جو کچھ اس میں ہے اُسے یاد رکھو تاکہ تم بُرائیوں سے بچتے رہو

(انھیں واقعات کے زمانہ میں ایک مرتبہ) جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ - خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک بیل ذبح کرو - (تو اس کا انہوں نے یہ جواب دیا)

بنی اسرائیل - کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو ؟

حضرت موسیٰ - میں جاہلوں میں ہونے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں -

بنی اسرائیل - تم اپنے پروردگار سے پوچھ کر یہ بتادو کہ وہ بیل کیسا ہے ؟

حضرت موسیٰ - خدا فرماتا ہے کہ وہ بیل نہ بوڑھا ہے نہ بچھڑا ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے - جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کرو -

بنی اسرائیل - اپنے پروردگار سے پوچھو کہ ہم کو یہ بتادے کہ اُس کا رنگ کیسا ہے ؟

حضرت موسیٰ - خدا فرماتا ہے کہ اُس کا رنگ گہرا زرد ہے جو دیکھنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے -

بنی اسرائیل - (اب کے پھر) اپنے پروردگار سے پوچھ لو کہ وہ کس طرح کا ہے کیونکہ بہت سے بیل ہمیں ایک سال معلوم ہوتے ہیں - پھر خدا نے چاہا تو ہم صحیح طور سے معلوم کرلیں گے -

حضرت موسیٰ - خدا فرماتا ہے کہ اُس سے نہ کام لیا جاتا ہے نہ وہ زمین جوتتا ہے نہ کھیتی کے لیے پانی کھینچتا ہے - صحیح، تندرست ہے اُس پر داغ نہیں ہے -

بنی اسرائیل - اب تم نے ٹھیک بات بتلا دی -

پھر اُنہوں نے بیل ذبح کیا اور امید نہ تھی کہ وہ ذبح کریں گے[1] - (دیکھو صفحہ آئندہ پر)

(انھیں دنوں میں) بنی اسرائیل نے ایک شخص کو مار ڈالا اور ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے اور اللہ نے وہ بات ظاہر کرنا چاہی جسے یہ چھپانا چاہتے تھے پھر خدا نے کہا

اس مقتول کو اسی کے ٹکڑے (یعنی اعضا) سے مارو (ایسا ہی کیا گیا اور مقتول کو مارنے میں اصلی قاتل سے ایسی حرکتیں سرزد ہوئیں جس سے وہ پہچان لیا گیا) اسی طرح اللہ مرے ہوئے (یعنی نامعلوم قاتل) کو زندہ (یعنی ظاہر) کر دیتا ہے اور اپنی نشانیاں تم کو دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو ستایا تو انھوں نے کہا اے بھائیو تم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ پھر جب یہ بنی اسرائیل ٹیڑھی چال چلے تو خدا نے بھی ان کا دل ٹیڑھا کر دیا اور اللہ بدکاروں کو سیدھی راہ پر نہیں لگاتا۔

حضرت موسیٰ کے سامنے انہوں نے شرارتیں کیں تو خدا نے ان پر ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا اور گاؤ اور بکری کی چربی بھی ان پر حرام کر دی گئی لیکن جو پیٹھ پر لگی ہو یا آنتوں یا ہڈی سے مل گئی ہو (وہ حلال تھی) یہ خدا نے ان کو شرارت کی سزا دی تھی (اور یہ صحیح نہیں ہے کہ خود اسرائیل نے یہ چیزیں پہلے اپنے اوپر یہ چیزیں حرام کر لی تھیں اور بنی اسرائیل کہتے ہیں اور ان چیزوں کے حرام کرتے ہیں) خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

(حضرت موسیٰ نے جمعہ کا دن ان کی تعطیل کا مقرر کیا تھا لیکن بنی اسرائیل نے نہیں مانا) تو ہفتے کا دن انہیں لوگوں کے لیے مقرر ہوا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا خدا قیامت کے دن جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں فیصلہ کر دے گا۔

---

[۱] یہ سانڈ تھا جس کی بنی اسرائیل عظمت کرتے تھے حضرت موسیٰ نے اس لیے اس کے ذبح کا حکم دیا کہ سانڈ کے ساتھ اس کی عظمت بھی ذبح ہو جائے

حضرت موسیٰ نے ان کو نصیحت کی کہ خدا نے جو تم پر احسان کیا ہے اُسے یاد کرو
کہ فرعون والوں سے تم کو نجات دی وہ تم کو سخت عذاب دیا کرتے تھے تمہارے بیٹے
قتل کر دیتے تھے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار
کی طرف سے بڑی آزمائش تھی اور جب تمہارے پروردگار نے جتلا دیا کہ اگر تم شکر کرو گے
تو میں تم کو زیادہ دوں گا اور اگر نافرمانی کرو گے میرا عذاب سخت ہے اور حضرت موسیٰ
نے (یہ بھی) کہا کہ اگر تم اور جو زمین پر ہیں سب نافرمانی کریں اللہ بے پروا تعریف کے
لایق ہے۔

(یہ بنی اسرائیل بھی عجیب قوم تھی) جب حضرت موسیٰ نے ان سے کہا اے بھائیو!
خدا نے جو تم پر احسان کیا ہے وہ یاد کرو، اُس نے تم میں نبی پیدا کئے اور تم کو آزاد کر دیا
اور تم کو وہ چیز دی جو دنیا میں کسی کو نہیں دی۔ تو اے بھائیو! (شام کی) پاک زمین میں
داخل ہو جاؤ جو خدا نے تمہارے لیے لکھدی ہے اور بزدلی مت کرو کہ پھر نقصان اُٹھاؤ۔
تو کیا کہتے ہیں کہ۔ اے موسیٰ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ ہیں جب تک وہ وہاں
سے نہ نکل جائیں ہم ہرگز نہیں جائیں گے اور جب وہ وہاں سے نکل جائیں گے تو پھر ہم چلے
جائیں گے

اُن (بنی اسرائیل) میں سے دو آدمیوں نے کہا جو خدا سے ڈرتے تھے اور جن پر
خدا نے احسان کیا تھا کہ اس قوم کے دروازہ میں داخل ہو جاؤ۔ جب تم داخل ہو جاؤ گے
تو تم ہی غالب ہو گے اور اگر تم ایمان والے ہو تو خدا پر بھروسہ کرو۔
کہنے لگے اے موسیٰ! جب تک وہ (زبردست لوگ) ہیں ہم ہرگز نہیں جائیں گے۔
تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

حضرت موسیٰ نے کہا۔ پروردگارا! مجھ کو بس اپنی جان اور اپنے بھائی پر اختیار ہے تو ہم میں اور اس نافرمان قوم میں فرق کر دے۔

خدا نے کہا۔ وہ (زمین) ان پر چالیس برس تک حرام کر دی گئی یہ جنگل میں ٹکراتے پھریں گے تو ایسی نافرمان قوم پر رنج مت کر۔

(خدا کہتا ہے کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا اور ان کو اور ان کی قوم کو (مصر کی) بڑی مصیبت سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب ہو گئے اور ہم نے ان کو روشن بیان والی کتاب دی اور ہم نے ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت کی اور پچھلے لوگوں میں ان کا نیک نام باقی رکھا۔ موسیٰ اور ہارون پر سلامتی ہو اچھے لوگوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندے تھے۔

نتائج

قرآن شریف میں سب سے بڑا، سب سے زیادہ دلچسپ اور سب سے زیادہ نتیجہ خیز یہی قصہ ہے۔ اگر تم غور کرو گے تو بہت سی نصیحتیں حاصل ہوں گی جو خدا نے اس قصہ میں ہمیں کی ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے مظلوم کی حمایت ہے۔ جس طرح حضرت یوسف عفت و پارسائی اور دشمنوں کے ساتھ اچھے سلوک کی مثال ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ مظلوم کی حمایت کی بہت اچھی اخلاقی مثال (کیرکٹر) ہیں۔ نبوت سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک شخص کو اس کے دشمن فرعون کی قوم والے سے دو مرتبہ بچایا، خضر پر کشتی توڑ ڈالنے اور ایک نوجوان کو مار ڈالنے سے سختی کے ساتھ اعتراض، مدین میں دو عورتوں کو مجبور

دیکھ کر اُن کے مواشی کو پانی پلا دینا اور نبوت کے بعد بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم کے ظلموں سے نجات دلانا جو بہت کمزور کر دیئے گئے تھے ان کو تکلیفیں دی جاتی تھیں اور اُن کے لڑکے قتل کر دیئے جاتے تھے۔ یہ سب (واقعات) ہم کو مظلوم کی حمایت کا سبق دیتے ہیں۔

۲۔ اگر حضرت موسٰی کی اُنھیں کوششوں پر نظر کی جائے جو بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لانے میں کی گئیں تو ہم کو قومی ہمدردی اور قوم کو ذلت اور غلامی کی دلدل سے نکال کر ترقی کے میدان میں لا کر کھڑا کر دینے کی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ اسی کے ساتھ اس قصہ میں ہم کو وہ اصول بھی بتلائے گئے ہیں کہ ایک نامنصف اور جابر حکومت کے تحت میں ہم کو اپنا مقصد کس طرح حاصل کرنا چاہیے۔

(الف) حضرت موسٰی کا فرعون سے یہ مطالبہ تھا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیجدو لیکن وہ منظور نہیں کرتا تھا اور جو مظالم بنی اسرائیل پر ہو رہے تھے اُن میں کچھ کمی نہیں ہوتی تھی حضرت موسٰی اپنی قوم کو یہ تعلیم دیتے رہے کہ ہر قسم کی تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرتے رہے چنانچہ جب فرعون نے اپنے سرداروں کی شکایت پر کہ بنی اسرائیل نے تجھ کو اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیا ہے یہ اعلان کیا کہ اب ہم اُن کے بیٹوں کو مار ڈالیں گے اور اُن کی لڑکیاں زندہ رہنے دینگے۔ تو حضرت موسٰی نے اپنی قوم کو یہی ہدایت کی کہ "اللہ سے مدد مانگو اور صبر کیے رہو" اور حضرت موسٰی کی یہ کوشش رہی کہ بنی اسرائیل میں جوش نہ پیدا ہونے پائے۔ اُنہوں نے شکایت کی تو حضرت موسٰی نے آیندہ کامیابی کا اطمینان دلا کر اُن کا جوش ٹھنڈا کر دیا۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے کہا کہ "آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم تکلیف میں تھے اور آپ کے آنے کے بعد بھی تکلیف میں ہیں" تو حضرت موسٰی نے یہی

جواب دیا کہ "قریب ہے کہ تمھارا پروردگار تمھارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمھیں زمین پر خلافت دے۔

اور خدا نے بنی اسرائیل کی کامیابی کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ اُنھوں نے صبر کیا جیسا فرمایا ہے اور تیرے پروردگار کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا اس وجہ سے کہ اُنہوں نے صبر کیا۔ یعنی جوش سے کام نہیں لیا۔

(ب) حضرت موسیٰ نے دوسرا سیاسی اصول یہ اختیار کیا کہ فرعون اور اُس کی قوم سے علحدہ ہو گئے چنانچہ اُنھوں نے صاف طور پر اپنے دشمنوں سے کہدیا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو میں تمھارا امانت دار رسول ہوں اور اللہ سے غرورمت کرو۔ میں تمھارے پاس ایک روشن دلیل لے کر آیا ہوں اور اس بات سے میں اپنے اور تمھارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھ کو مار ڈالو اور اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ سے الگ رہو۔ اور خدا سے دُعا مانگی کہ یہ شریر لوگ ہیں (تو ان کو سمجھ لے)

اِس کے بعد جب فرعون نے یہ ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کو دنیا سے نیست و نابود کر دے تو اُس وقت حضرت موسیٰ نے فرعون کے حکم و اجازت کی کچھ ضرورت نہیں سمجھی اور اُس کی منشاء و مرضی کے خلاف بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے۔

غرض مقصد تک پہنچنے کی تین منزلیں ہیں۔ اول حکومت کے مظالم پر صبر اور استقلال سے مصیبتیں برداشت کرنا اور جوش سے کام نہ لینا کیونکہ جوش دیرپا نہیں ہوتا جو سیاسی رہنما اپنی قوم کو جوش دلاتے ہیں وہ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔ کامیابی اُن کو ہوتی ہے جو بجائے جوش کے اپنی قوم کی قوت سے کام لیتے ہیں۔

دوسری منزل ہے بے تعلقی یا دوسرے لفظوں میں کہنا چاہیے اپنی آزادی کا

اعلان۔ اس کے بعد تیسری منزل یہ ہے کہ جس طرح مناسب و ممکن ہو اپنا مقصد حاصل کریں۔ جب تک کہ ہم حکومت کو تسلیم کر رہے ہیں اُس وقت تک اس کا مقابلہ یا بغاوت کسی طرح بھی جائز نہیں۔

مثیل موسیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پر غور کیا جائے تو یہی بات معلوم ہوگی کہ آپ نے بھی مکّے کی جمہوری حکومت کے مقابلہ میں یہی اصول اختیار فرمائے لیکن یہاں تفصیل سے بحث کرنے کا موقع نہیں۔

(ج) ایک خیال پر اتفاق لازمی چیز ہے۔ بنی اسرائیل اُس وقت تک حضرت موسیٰؑ پر پوری طرح ایمان نہیں لائے تھے لیکن اس خیال پر سب متفق تھے کہ غلامی کی ذلّت سے آزاد ہونا چاہیئے۔ یہ صورت نہ تھی کہ بہت زیادہ حصہ تو غلامی کی حالت پسند کرتا ہو اور تھوڑا سا حصہ آزاد ہونا چاہتا ہو۔ اگر یہ صورت ہوتی تو بنی اسرائیل کو آزادی نصیب نہ ہوتی۔

(د) اسی کے ساتھ اپنے رہنما کے حکم کی تعمیل بھی لازمی ہے۔ تمام بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے حکم پر چلنے کو تیار ہو گئے اور دنیا کی تاریخ میں یہ رازداری بھی حیرت کے قابل ہے کہ دشمن کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور ایک رات میں پوری قوم جس کی بہت بڑی تعداد تھی نکل کر چلی گئی اور فرعون کو اُس وقت خبر ہوئی جب وہ دریا پار پہنچ چکے تھے۔ اگر اپنے رہنما کی اس قسم کی اطاعت نہ ہوتی تو پھر غلامی کا طوق گردنوں سے اُترنا محال تھا۔

(۴) فرعون کے واقعات اور جس برائی کے ساتھ وہ اُس کے درباری اور اُس کی قوم قرآن شریف میں یاد کی گئی ہے اور ان سب کی تباہی کے حالات

سُنا کر ہم کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ جو کوئی دوسری قوم ہماری رعایا ہو اُس کو تکلیف نہ دینا اور اُس پر ظلم نہ کرنا چاہیئے۔

حضرت موسیٰؑ اِسی لئے مصر بھیجے گئے کہ فرعون اور اُس کی قوم والے بنی اسرائیل پر سخت سے سخت ظلم کر رہے تھے اور جن جرموں کی سزا میں وہ تباہ کئے گئے اُن میں سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ اُنہوں نے اپنی رعایا بنی اسرائیل کو کمزور کر دیا تھا اور اُن پر بے حد ظلم کرتے تھے۔

(۵) فرعون والوں کے حالات میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب اُن پر عذاب آتا تو کہتے

"اے موسیٰ! تم اپنے پروردگار سے ... دعا کرو، اگر تم یہ عذاب ہم سے دُور کردو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمھارے ساتھ بھیجدیں گے۔"

پھر جب خدا ایک میعاد تک عذاب ٹال دیتا .. .. تو اپنے اقرار سے پھر جاتے آخر خدا نے ان سے بدلہ لیا۔

کیا اِن آیات میں حکومت کو تنبیہ نہیں ہے کہ وہ جھوٹے وعدے نہ کرے؟ اور ہم کو یہ ہدایت نہیں ہے کہ ہم ظالم اور خود غرض حکومت کے وعدوں پر ہرگز اعتبار نہ کریں اور اپنی کوششیں برابر جاری رکھیں؟

(۶) اس قصّے میں خدا نے رہنما کے چار فرائض بتائے ہیں۔ اول جو نصیحت کرنا ہو اُس میں تساہل نہ کرے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ "میری نصیحت میں سُستی نہ کرو۔" دوسرے حاکم سے تہذیب و متانت کے ساتھ گفتگو

کی جائے۔ چنانچہ خدا نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو حکم دیا تھا کہ :۔
" (فرعون) سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرو تاکہ وہ نصیحت مان لے یا خوف کرے"
تیسرے یہ کہ کام میں مستقل رہے اور چوتھے یہ کہ عوام کی پیروی نہ کرے جیسا اس آیت میں حکم ہے۔" تمھاری دعا قبول کی گئی تم اپنے (کام میں) مستقل رہو اور اُن کی راہ نہ اختیار کرو جو نہیں جانتے"۔

اس قصہ میں اور جس قدر نصیحتیں کی گئی ہیں ہم اُن میں سے خاص خاص جس ترتیب سے قصہ میں آئی ہیں اُسی ترتیب سے لکھتے ہیں۔

(۷) مجرم کی مدد نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے ایک آدمی کی حمایت میں ایک مصری کے مکّا مار دیا جس سے اُس کا دم نکل گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ قصوروار انھیں کی قوم کا آدمی تھا اس لئے حضرت موسیٰؑ نے خدا سے معافی چاہی کہ پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو میرا قصور معاف کردے۔ پھر عہد کیا کہ " آئندہ میں کبھی مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔

(۸) خضر کے واقعے سے ہم کو کئی نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس واقعہ میں دو شخص ہیں ایک خضر کہ ہر کام جو بظاہر ایک بہت بڑا جرم ہوتا ہے بے دھڑک کر گزرتے ہیں۔ دوسرے حضرت موسیٰؑ جو خضر کے ہر کام پر سختی سے اعتراض کرتے ہیں۔ ان دونوں کے طرز عمل سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔

خضر کے طرز عمل سے یہ کہ :۔

(الف) ہر کام جو ظاہر میں کیسا ہی بُرا ہو لیکن جب یہ یقین ہو کہ اُس کا انجام اور نتیجہ نیک ہوگا تو اُس کام میں کوئی خوف نہ کرنا چاہیئے۔ اور حضرت موسیٰ کے

طرزِ عمل سے یہ کہ :-

(ب) کسی کے جرم سے چشم پوشی نہ کرنا چاہیئے حضرت موسیٰ کی یہ خصوصیت ان واقعات سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنے بھائی حضرت ہارونؑ پر بچھڑا بنانے سے نہ روکنے پر سخت غصّہ کرنا اور اُن کے سر کے بال اور ڈاڑھی پکڑ کر کھینچنا اور سامری کو بچھڑا بنانے کے جُرم میں یہ سزا دینا کہ اُس سے کوئی شخص زندگی بھر نہ ملے۔ ان واقعات سے ہم کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ مجرم کو بلا مواخذہ نہ چھوڑنا چاہیئے

(ج) خضر کے تمام کاموں سے ہمیں دوسروں کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کا سبق حاصل ہوتا ہے اور مخصوص دیوار بنانے کے واقعہ سے جس کے نیچے دو یتیموں کا دفینہ تھا ہم کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ہمدردی بلا معاوضہ ہونا چاہیئے۔

(د) بہ حیثیت مجموعی پورے واقعہ کا یہ نتیجہ ہے کہ قبل از وقت کوئی رائے قائم نہ کرنا چاہیئے۔ ہم ایک شخص کو بظاہر کوئی بُرا کام کرتے دیکھتے ہیں اُس پر ہم فوراً بُرائی کا حکم لگا دیتے ہیں اس میں ہم کو احتیاط چاہیئے اور جب تک تحقیق کر کے اصلیت نہ معلوم کرلیں اُس وقت تک اچھا بُرا حکم نہ لگائیں۔

(۹) معاہدہ کی پوری پابندی کرنا چاہیئے۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت شعیب نے اپنی ایک بیٹی کی اس شرط سے شادی کی تھی کہ آٹھ برس تک میرے یہاں نوکری کرو۔ حضرت موسیٰ نے اس معاہدہ کی پوری پابندی کی اور آٹھ برس کی طولانی مدّت تک نوکری کرتے رہے۔

(۱۰) حضرت موسیٰؑ پر فرعون کے جس قدر جادوگر ایمان لے آئے تھے اُن کے واقعہ سے ہم کو اپنے عقیدہ اور خیال پر مضبوطی سے قائم رہنے اور اخلاقی جرأت کی

تعلیم دی گئی ہے کہ چاہے جان ہی کا اندیشہ کیوں نہ ہو ہم اپنا خیال نہ چھوڑیں اور زبان کو دل کا مخالف نہ بنائیں۔ غور کرو کہ فرعون جیسا زبردست اور ظالم بادشاہ اُن کو سخت دھمکی دیتا ہے لیکن اُن کی ہمت اور استقلال دیکھو کہ اُن پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہوتا اور کیسی بیباکی سے جواب دیتے ہیں کہ کچھ پروا نہیں ہم کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہی ہے

(۱۱) اگر قوم کی نااتفاقی کا اندیشہ ہو تو اُس کی عارضی گمراہی جائز رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے چنانچہ جب حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون سے کہا کہ "تم نے ان کو بچھڑا پوجنے سے زبردستی کیوں نہ روک دیا" تو اُنھوں نے یہ جواب دیا کہ "میں اِس بات سے ڈرا کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی"

(۱۲) اس قصہ کے سب سے آخری واقعہ میں خدا نے ہم کو سمجھایا ہے کہ کم ہمتی اور بزدلی کیسی بری چیز ہے اور اُس کا کتنا خراب نتیجہ ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل نے بزدلی اور پست ہمتی کی اور حضرت موسیٰ کے حکم کے مطابق پاک زمین (شام) میں داخل نہ ہوئے اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ چالیس برس تک جنگلوں میں مارے مارے پھرتے رہے۔

ڈکشنری آف دی بائبل مصنفہ ڈاکٹر ولیم اسمتھ تذکرہ حضرت موسیٰ میں لکھا ہے کہ اُنھوں نے ہیلیوپولیس (مدینۃ الشمس) کی یونیورسٹی میں تعلیم پائی تھی۔ ان کو تمام یونانی، خالدی اور شامی علوم و فنون پڑھائے گئے تھے اور مصریوں سے انھوں نے فن ریاضی حاصل کیا تھا اور کشتیاں تعمیر کے اوزار اور آلاتِ حرب، پانی کی کلیں اور ہیروغلیفی (تصویری خط) اور زمین کی قسمیں اُنھوں نے ایجاد کیں۔ اُنھوں نے ارفیوس کو تعلیم دی اس وجہ سے یونانی ان کو "موسیس" اور مصری "ہرمیز"

کہنے لگے۔ انھوں نے یہودیوں کو علم صرف و نحو سکھایا اور وہاں سے یہ علم فنیقیہ اور یونان پہنچا۔

خدا نے ان کے عالم فاضل ہونے کی ان لفظوں میں خبر دی ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا	جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچے تو ہم نے اُن کو علم و حکمت عطا فرمائی

حضرت عیسیٰ نے بھی اچھی تعلیم پائی تھی اسی لئے وہ "ربی" کہہ کر خطاب کئے جاتے تھے جو یہودیوں میں بڑے عالم فاضل کا لقب ہوا کرتا تھا۔ قرآن میں ان کے متعلق بھی یہ آیت ہے۔

وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	جب کہ ہم نے تم کو لکھنا اور حکمت سکھائی

اسی طرح جن جن پیغمبروں نے علم حاصل کیا تھا خدا نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا ہے۔

وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا	اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا

حضرت "لوطؑ" کے متعلق فرمایا ہے۔

وَآتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا	اور ہم نے ان کو علم و حکمت بخشی

اور حضرت یوسفؑ کے متعلق یہ ارشاد ہوا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا	اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے اُن کو حکمت و علم عطا فرمایا

اور حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا ہے۔

وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا	اور ہم نے لڑکپن ہی میں اُن کو حکمت عنایت فرمائی تھی

ان سب آیتوں میں خدا نے علم و حکمت کو اپنا ایک انعام ظاہر فرمایا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تعلیم کی کس درجہ فضیلت ہے۔

حضرت الیاس علیہ السّلام

حضرت الیاس خدا کے ایمان والے بندے اور اس کے رسول تھے انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ تم بُرے بُرے کام نہیں چھوڑتے اور کیا تم بَعل کو پوجتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے (خدا) کو چھوڑ دیا ہے جو تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے۔ اُن کی قوم نے اُن کو جھٹلایا اس کی سزا میں وہ ایک روز عذاب کے لئے حاضر کئے جائیں گے لیکن ان میں جو اللہ کے خالص بندے تھے وہ بچا دئے جائیں گے۔

خدا نے حضرت الیاس کا نیک نام پچھلی اُمتوں میں باقی رکھا۔ حضرت الیاس پر سلام ہو۔ خدا نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتا ہے۔

نتیجہ

گناہوں کی سزا سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ بہت سی قومیں اپنے گناہوں کے بدلے دنیا ہی میں تباہ ہوگئیں۔ جن قوموں پر دنیا میں عذاب نہیں آیا وہ قیامت میں گرفتار ہوں گی اور اپنے کئے کی سزا پائیں گی۔

حضرت ایوّب علیہ السّلام

حضرت ایوّب خدا کے نیک بندے بڑے صابر اور برائیوں سے بچنے والے تھے انہوں نے خدا سے دعا کی کہ تکلیف میں مبتلا ہوں اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے ان کی دعا قبول کی اور حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو (یا اپنی سواری تیز کرو) یہ نہانے کی جگہہ ٹھنڈی ہے اور پینے کا پانی ہے اور ان کی تکلیف دور کردی اُن کے گھر والے ان کو دئے اور انہیں کے برابر اور (یا ان کے گھر والے اور اُن کے ساتھ والوں میں واپس لے آیا) یہ خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی اور سمجھ والوں کے لئے ایک نصیحت خدا نے ان کو یہ حکم بھی دیا کہ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لیکر مار دو اور اپنی قسم جھوٹی نہ کرو (یا اپنے ہاتھ میں کچھ دنیا کا مال لے کر اسی مال میں خوش رہو اور باطل کی طرف نہ جھکو)

نتائج

صبر کا پھل میٹھا حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر مشہور ہے۔ ان کا مال اسباب اور گھر والے وغیرہ سب جاتے رہے لیکن انہوں نے ہمیشہ صبر سے کام لیا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ خدا نے اُن کے صبر کے صلے میں اُن کا تمام مال و اسباب اور گھر والے واپس دئے اور خدا کے حکم سے ایک چشمے میں نہانے اور اس کا پانی پینے سے اُن کی بیماری بھی دور ہوگئی۔

۲ - جو قسم کھالے وہ پوری کرے حضرت ایوب نے اپنی بیوی کو کسی قصور پر مارنے کی قسم کھائی تھی خدا نے حکم دیا کہ اپنی قسم جھوٹی نہ کرو قصور جو بیان کیا جاتا ہے وہ بہت بڑا تھا یعنی حضرت ایوب کی بیماری میں بیوی نے بُت کے آگے جھکنے کی صلاح دی تھی عہدنامہ قدیم کے سفر ایوب میں ہے کہ بیوی نے یہ کہا تھا کہ خدا کی ملامت کرو۔

یہ بات جو مشہور ہے کہ حضرت ایوّب نے اپنی بیوی کو ایک بُری صلاح دینے پر سو جھاڑوں سے مارنے کی قسم کھائی تھی بعد میں یہ سزا دیتے اُن کو ترس آیا تو خدا نے اُن کو یہ حیلہ بتلا دیا کہ سونٹکوں کا ایک مٹھا لے کر ایک بار مار دو‘ قرآن سے ثابت نہیں ہے نہ یہ ثابت ہے کہ سو جھاڑوں سے مارنے کی قسم کھائی تھی نہ سونٹکوں کا ذکر ہے قرآن سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ اُن کی بیوی نے ان کو کوئی بُری صلاح دی اور انھیں کو مارنے کی قسم کھائی تھی مارنے کا جو حکم ہے اس میں بیوی کا نام نہیں ہے ممکن ہے کہ کسی خدمت گار یا اپنے بیٹے کو مارنے کی قسم کھائی ہو۔ قوسین میں جو ترجمہ لکھا ہے اگر دہی قایم رکھا جائے تو واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے گھر والے اور ساتھی کسی دور دراز کے سفر میں جدا ہو گئے تھے۔ لیکن انہوں نے صبر و استقلال سے کام لیا۔

حضرت یونس علیہ السّلام

حضرت یونس بھی خدا کے رسول تھے خدا نے اُن کو صاحب الحوت اور ذوالنون بھی کہا ہے ان دونوں کے معنی ہیں مچھلی والے۔ ان کی قوم میں ایک لاکھ بلکہ اس سے زائد آدمی تھے انھوں نے جب اپنی قوم کو نصیحت کی تو پہلے کوئی ایمان نہیں لایا اس لئے یہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہ بات بھول بیٹھے کہ خدا ان پر ہر طرح قدرت رکھتا ہے۔ جب وہ بھری ہوئی کشتی کے پاس پہونچے تو (کشتی والوں نے) قرعہ ڈالا وہ انھیں کے نام نکلا اس لئے وہ ڈھکیل دئے گئے اور مچھلی نے انھیں لقمہ بنا لیا اس وقت وہ اپنے اوپر ملامت کرنے لگے (میں ناحق اپنی قوم کی ہدایت کا کام چھوڑ کر چلا آیا) اگر وہ خدا کی عبادت کرنے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ آخر مچھلی نے اُن کو ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار پڑ گئے اور خدا نے اُن پر ایک بیلدار درخت اگا دیا اگر خدا کا فضل اُن کو نہ سنبھالتا تو چٹیل میدان میں بُرے حالوں پھینک دئے جاتے حضرت یونس نے اپنے قصور سے قائل ہو کر اندھیری میں دعا کی (اے خدا تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو پاک ہے بیشک میں خطاوار ہوں۔ خدا نے اُن کی دعا قبول کی اور غم سے نجات دی اور خدا ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیتا ہے۔

(بعد میں) حضرت یونس کی قوم بھی ایمان لے آئی تو خدا نے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب اُن سے دور کر دیا اور ایک وقت تک (زندگی کے) مزے اُٹھانے دئے۔

نتیجہ

واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت یونس کشتی میں جاکر بیٹھے تو دریا
میں طوفان آگیا کشتی والوں نے قرعہ ڈالا کہ طوفان کس کی وجہ سے آیا ہے
اتفاق سے وہ قرعہ حضرت یونس کے نام نکلا اس لئے یہ دریا میں گرا دئے
گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہدایت کا کام استقلال کے ساتھ جاری رکھنا چاہئے اگر لوگ
اپنے عقیدے اور حالت درست نہ کریں تو گھبرانا اور بگڑنا نہ چاہئے۔ کوشش
جاری رکھی جائے گی تو ضرور کامیابی ہوگی یا اگر قوم کو تباہ ہی ہونا ہے تو
تباہ ہو جائے گی۔ حضرت یونس نے ہدایت کا کام چھوڑ دیا تو یہ خدا تعالیٰ
کی ناراضی کا سبب ہوا آخر یہ اپنے قصور سے قائل ہوئے اور اُن کا قصور
معاف کر دیا گیا۔ تو یہ پھر اپنی قوم میں گئے اور اس کو سیدھی راہ پر لگا دیا۔

حضرت داؤد علیہ السّلام

(طالوت اور جالوت کے قصّے میں آچکا ہے کہ حضرت داؤد نے جالوت کو مار ڈالا اور خدا نے اُن کو ملک اور حکمت عنایت فرمائی اور جو چاہا وہ سکھایا) یہ بڑی قوت والے اور (خدا سے) لو لگانے والے تھے۔ خدا نے ان کو زبور دی اور اپنے پاس سے بزرگی بخشی اور خدا نے پہاڑوں (یا پہاڑی لوگوں) کو ان کا تابع کر دیا۔ وہ اُن کے ساتھ صبح و شام تسبیح کیا کرتے تھے اور لشکر (جو) اکھٹے رہتے تھے سب اُن کے فرماں بردار تھے اُن کی سلطنت خدا نے مضبوط کر دی تھی ان کو علم و دانش عطا کیا تھا اور مقدموں کا فیصلہ کرنے کی قابلیت عنایت کی تھی اور خدا نے اُن کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا (اور یہ حکم دیا تھا کہ) پورے بدن کی زرہیں بناؤ اور انداز سے کڑیاں جوڑ دو اور اچھے اچھے کام کرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو میں دیکھتا ہوں اور خدا نے حضرت سلیمان (جیسا) بیٹا ان کو دیا۔

ایک روز (حضرت داؤد کے دو) دشمن دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں آ گئے جب حضرت داؤد کے پاس پہونچے تو وہ ان کو دیکھکر گھبرا گئے انھوں نے کہا تم ڈرو مت ہم دونوں میں ایک جھگڑا ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ تم انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ کر دو۔ بے انصافی نہ کرنا اور ہم کو سیدھا راستہ بتا دو۔ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے یہ کہتا ہے کہ یہ بھی مجھے دیدے اور بحث میں مجھ پر غالب

ہوگیا ہے حضرت داؤد نے کہا کہ یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے جو تیری دنبی مانگ کر اپنی دنبیوں میں ملانا چاہتا ہے اور اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں۔ ہاں جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں (وہ زیادتی نہیں کرتے لیکن) ایسے لوگ بہت کم ہیں (ان دونوں کے جانے کے بعد) حضرت داؤد نے خیال کیا کہ خدا نے مجھ کو آزمایا[1] تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے پروردگار سے پناہ کی درخواست کی۔ سجدے میں گر پڑے اور خدا کی طرف متوجہ ہو گئے خدا نے ان کو پناہ دی۔ بے شک حضرت داؤد کو خدا سے نزدیکی اور اس کے پاس اچھی جگہ حاصل ہے (خدا نے حضرت داؤد سے کہا کہ) ہم نے تم کو زمین پر (اپنا) نائب مقرر کیا ہے اس لئے تم لوگوں کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو اور اپنی خواہش کو بالکل دخل نہ دینا ورنہ وہ خدا کی راہ سے تم کو بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کو سخت عذاب ہو گا کیونکہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا (ایک روز) حضرت داؤد اور حضرت سلیمان ایک کھیت کا فیصلہ کرنے لگے جس میں رات کو لوگوں کی بکریاں چر گئیں تھیں اور خدا ان کا فیصلہ دیکھ رہا تھا۔ پھر خدا نے حضرت سلیمان کو فیصلہ سمجھا دیا[2]۔ خدا نے دونوں کو فیصلہ کرنے کی قابلیت

---

[1] آزمایش یہ تھی کہ دشمنوں کو دیکھ کر ہمت نہ کھودیں۔ حضرت داؤد اگرچہ پہلے گھبرا گئے لیکن پھر فوراً ہی مستعد ہو گئے اور دشمنوں کو جرأت نہ ہوئی کہ ان پر حملہ کریں وہ آئے اس ارادے سے تھے کہ حضرت داؤد کو غافل پاکر ہلاک کر دینگے

[2] سلیمان علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ کھیت بکری والے کے اور بکریاں کھیت والے کے حوالے کردی جائیں اور دونوں ایک دوسرے کا مال اپنے پاس رکھیں۔ بکری والا کھیت میں محنت کرے اور کھیت والا بکریوں کے دودھ، بالوں اور ان کی نسل سے فائدہ اٹھاتا رہے جب کھیت ویسا ہی ہو جائے جیسا پہلے تھا تو بکریاں ان کے مالک کو اور کھیت اس کے مالک کو واپس دیدیا جائے

اور علم دیا تھا دونوں خدا کا شکر کرتے تھے کہ اس لئے ہم نے ان کو بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی ۔

نتائج

خدا نے اس قصہ میں ہم کو انصاف کے ساتھ مقدموں کا فیصلہ کرنے کی نصیحت کی ہے جس کو خدا یہ موقع دے کہ وہ لوگوں کے جھگڑوں کا تصفیہ کرے اس کا فرض ہی کہ جو فیصلہ کرے وہ پورے حق و انصاف سے ۔

۲ ۔ فیصلوں میں جو بعض وقت انصاف کا خون کیا جاتا ہے وہ عموماً تین وجہوں سے ہوتا ہے اول فیصلہ کرنے والے کو لالچ ہوتا ہے ۔ دوسرے دوستی یا رشتہ داری ، یا کسی کی سفارش یا کسی مصلحت کی وجہ سے ایک شخص کی طرف سے رعایت دل میں پیدا ہو جاتی ہے تیسرے کسی شخص سے کینہ ہوتا ہے یہ دوسرے شخص کا دوست بنا دیتا ہے اور پہلے کے خلاف فیصلہ کرنے پر آمادہ کرتا ہے خدا نے ایک جامع لفظ سے ان تینوں باتوں پر ہم کو تنبیہ کی ہی جیسا فرمایا ہی کہ " تم لوگوں کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو اور اپنی خواہش کو (بالکل) دخل نہ دینا " قرآن کے اصل الفاظ ہیں لا تتبع الھویٰ یعنی ہویٰ کی پیروی نہ کرو۔ ہویٰ کے معنی ہیں آرزو ، دوستی ، اور خواہش نفس اس لفظ کا ترجمہ عام طور پہ صرف خواہش کیا جاتا ہے یہ بھی لالچ رعایت اور کینہ تینوں پر حاوی ہے ۔

قرآن شریف کی آیتوں پر غور کرو کہ کیسی خوبی اور لطافت کے ساتھ انصاف کی ضرورت اور وجہ ، بے انصافی سے روکنے کی تدبیر ، نا انصافی کا نتیجہ اور اس

کی سزا کا بیان کیا گیا ہے یعنی :-

"ہم نے تم کو زمین پر (اپنا) نائب مقرر کیا ہے (چونکہ خدا منصف ہے)
اس لئے تم (بھی) لوگوں کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو اور اپنی
خواہش کو (بالکل) دخل نہ دینا ورنہ وہ خدا کی راہ سے تم کو بھٹکا دیگی
جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا کیونکہ
انھوں نے حساب کا دن بھلا دیا ہے"

۳ - دنیا میں جو ناانصافیاں ہوا کرتی ہیں اُن کی ایک بڑی صورت یہ ہے
کہ کئی شخص ملکر ساجھے میں کوئی کام کرتے ہیں یا کسی معاملہ میں پہلے سے شرکت
ہوتی ہے - پھر وہ ساجھی آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں، خود زیادہ
لیتے ہیں دوسروں کو کم دیتے ہیں یا بالکل نہیں دیتے خدا نے ان لفظوں میں
اس کی ممانعت اور تنبیہ کی ہے " اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں
ہاں جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں (وہ زیادتی نہیں کرتے) لیکن
ایسے لوگ بہت کم ہیں"

حضرت سلیمان علیہ السّلام

حضرت داؤد کے حضرت سلیمان وارث ہوئے۔ یہ خدا کے بہت اچھے بندے اور اُسی کی طرف لَو لگانے والے تھے خدا نے اُن کو ہدایت دی اور اُن پر وحی بھیجی۔

ایک روز شام کے وقت جب اصیل گھوڑے اُن کے سامنے پیش کئے گئے تو انہوں نے کہا میں اپنے پروردگار کی یاد کی وجہ سے اچھی چیزیں پسند کرتا ہوں (وہ گھوڑے دوڑائے گئے) یہاں تک کہ آنکھ سے اوجھل ہو گئے (تو حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ) میرے پاس واپس لاؤ (جب آ گئے تو) انہوں نے اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرا۔

(ایک دفعہ) خدا نے حضرت سلیمان کو آزمایا اور ایک جسم اُن کی کرسی پر ڈال دیا، پھر وہ خدا کی طرف متوجہ ہوئے (اور) کہا " اے پروردگار مجھ کو پناہ دے اور مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو (وراثت میں) حاصل نہ ہو۔ بے شک تو بہت بخشش کرنے والا ہے۔ خدا نے تیز ہوا حضرت سلیمان کے تابع کر دی۔ وہ اُن کے حکم سے اس ملک (شام) کی طرف چلتی تھی جہاں خدا نے برکت رکھی تھی۔ وہ صبح کو ایک مہینے کی راہ اور شام کو ایک مہینے کی راہ لے جاتی تھی اور جہاں وہ پہنچنا چاہتے تھے وہ ان کے حکم سے ویسی رفتار سے چلتی تھی لہ اور شیطان (یعنی تنومند اور ہوشیار لوگ) اُن کے

لہ یہ حضرت سلیمان کے بادی جہازوں کے بیڑے کا بیان ہے

تابع تھے۔ یہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ خور تھے اور خدا ان کا نگہبان تھا اور دوسرے (ان ہی شیطانوں میں سے سرکش لوگ) زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے اور خدا نے حضرت سلیمان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جنوں میں سے کئی جن (یہی شیطان) حضرت سلیمان کے سامنے اپنے مالک کے حکم سے کام کرتے تھے (ان کو ہدایت تھی کہ) جو کوئی ہمارے حکم سے پھر جائیگا اُسے ہم دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ یہ حضرت سلیمان کے لئے قلعے، مورتیں اور حوض کی طرح بڑے بڑے کڑھاؤ اور دیگیں بناتے تھے جو ایک جگہہ جمی رہتی تھیں ۔ خدا نے حضرت سلیمان سے کہا "یہ ہماری بخشش ہے جس کو چاہے دے اور جس کے لئے چاہے رکھ لے، کوئی حساب نہیں"۔ اور حضرت سلیمانؑ کو خدا سے نزدیکی اور اس کے پاس اچھی جگہہ حاصل تھی۔

حضرت سلیمان نے کہا ہم کو پرندوں کا علم سکھلایا گیا ہے اور ہم کو ہر طرح کا سامان دیا گیا ہے، بے شک یہ خدا کا کھلا ہوا فضل ہے۔

(ایک دفعہ) حضرت سلیمان کے لشکر، جنوں، انسانوں (یعنی پہاڑی، صحرائی وغیرہ اور شہری لوگوں) کے جاسوس جمع کئے گئے اور اُن کی صفیں باندھی گئیں (پھر حضرت سلیمان اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے) جب وادی النمل میں پہنچے تو ایک نملہ نے کہا "اے نمل اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، تم کو سلیمان اور اُن کے لشکر نہ روند ڈالیں اور اُنہیں خبر بھی نہ ہو۔ حضرت سلیمان اس (نملہ) کی بات پر تعجب سے مسکرانے لگے اور کہا "پروردگار مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ

کو بخشی ہیں اور اچھے اچھے کام کرتا رہوں، جس سے تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے۔

پھر حضرت سلیمان نے جاسوسوں کی حاضری لی اور کہا "کیا وجہ ہے کہ ہُدہُد نظر نہیں آتا ؟ کیا وہ غیر حاضر ہے ؟ میں اُس کو سخت سزا دوں گا یا قتل کردوں گا یا وہ کوئی معقول وجہ میرے سامنے پیش کرے۔" بہت دیر نہیں ہوئی تھی کہ ہُدہُد آگیا اور عرض کی کہ "میں نے وہ بات معلوم کی ہے جو آپ کو معلوم نہیں ہے اور میں شہر سَبا سے ایک بالکل صحیح خبر لیکر آیا ہوں میں نے ایک عورت کو دیکھا، وہ ان (سَبا والوں) پر حکومت کرتی ہے اور ہر طرح کا سامان اس کے پاس موجود ہے اور اس کے لئے ایک بہت بڑا تخت ہے اور میں نے اُس کو اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ سوائے اللہ کے سورج کو سجدہ کرتی ہے اور شیطان نے اُن کے کام اُن کو آراستہ کرکے دکھائے ہیں اور اُن کو راستہ سے باز رکھا ہے۔ وہ سیدھی راہ پر نہیں آتی کہ کیوں خدا کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں ظاہر کردیتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو وہ سب جانتا ہے، سوا خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہی سب سے بڑی سلطنت کا مالک ہے۔"

حضرت سلیمان نے کہا "میں دیکھوں گا کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹا ہے تو میرا یہ خط لے کر جا اور اُن کو دے کر واپس آجا اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں" (اس حکم کے مطابق ہُدہُد خط لے کر گیا اور ملکہ بلقیس کو جاکر

دے دیا ملکہ نے درباریوں کو بلاکر) کہا "اے سردارو میرے پاس ایک عزت کے قابل خط آیا ہی، وہ حضرت سلیمان کی طرف سے ہی (مضمون اُسکا یہ ہی) :-

شروع بڑے مہربان نہایت رحم والے اللہ کے نام سے
سرکشی نہ کرو اور فرماں بردار ہوکر میرے پاس حاضر ہو۔"

(یہ خط پڑھ کر بلقیس نے) کہا "اے سردارو تم میرے (اس) معاملہ میں مجھ کو رائے دو اور میں بغیر تمھاری موجودگی کے کسی معاملہ میں اخیر فیصلہ نہیں کرتی" اُنھوں نے کہا "ہم لوگ زور والے اور بڑے لڑنے مارنے والے ہیں اور (معاملہ) آپ کے اختیار میں ہی جو چاہئے سمجھ کر حکم دیجئے" (بلقیس نے) کہا "جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے خراب کردیتے ہیں اور اُس کے عزت داروں کو ذلیل کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے۔ میں تو ان کے پاس ایلچی کے ہاتھ تحفہ بھیجتی ہوں، پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لے کر آتے ہیں" (چنانچہ تحفہ لیکر ایلچی بھیجے گئے) جب حضرت سلیمان کے پاس ایلچی پہنچے تو حضرت سلیمان نے کہا تم مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتے ہو اللہ نے جو کچھ مجھ کو دیا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو تم کو دیا ہے، تمھارا تحفہ تمھیں کو مبارک رہے، تم اُن کے پاس واپس جاؤ، ہم ضرور ان (سرکش لوگوں) پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے جن کا مقابلہ اُن سے نہ ہوسکیگا اور ہم رسوائی کے ساتھ اُن کو وہاں سے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے۔

بلقیس کے پاس جب یہ جواب پہنچا تو اُس نے اطاعت قبول کر لی اور حضرت سلیمان کے پاس روانہ ہوئی۔ حضرت سلیمان کو اس کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو انھوں نے اپنے درباریوں سے کہا "سردارو! تم میں کون ایسا ہے کہ ان لوگوں کی تابعدار بنکر آنے سے پہلے (ملکہ بلقیس) کے واسطے ایک تخت میرے پاس لے آئے؟ جنوں میں سے ایک عفریت نے کہا "میں آپ کے اپنے مقام سے روانہ ہونے سے پہلے آپ کے پاس تخت لے آؤنگا میں قوی اور امانت دار ہوں۔ وہ شخص جس کو خط کا علم تھا بولا" میں آپ کے تشریف (ایلچی) کے آپ کے پاس واپس آنے سے پہلے (تخت) لے آؤنگا (جب تخت آگیا) اور حضرت سلیمان نے اُسے اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا "یہ میرے پروردگار کا فضل ہے اس لئے کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا وہ اپنے ہی لئے شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو میرا پروردگار رب پروا بزرگی والا ہے (پھر) کہا "اس کے لئے اُس کے تخت کی صورت بدل دو (یعنی جیسا اس کے یہاں ہے ویسا ہی کردو) دیکھیں وہ راہ پر آتی ہے یا اُن لوگوں میں شامل ہوتی ہے جو راہ پر نہیں آتے (غرض جب بلقیس) آگئی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تمھارا تخت ایسا ہی ہے؟ (بلقیس نے) کہا "یہ ویسا ہی ہے اور ہم کو پہلے علم ہو گیا تھا اور ہم نے اطاعت قبول کر لی تھی اور سوائے خدا کے دوسری چیزوں کی عبادت نے اُسے روک رکھا تھا اور وہ کافروں کی قوم سے تھی (پھر) اس سے محل کے اندر چلنے کو کہا گیا اور اس نے محل دیکھا تو اُسے گہرا پانی سمجھکر گھبرا گئی۔

(اس نے) کہا "یہ محل ہے جس میں شیشے جڑے ہیں" کہنے لگی "پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور (اب) میں حضرت سلیمان کی طرح سب جہان کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں۔

جب خدا نے (حضرت سلیمان پر) موت کا حکم جاری کر دیا تو (جنوں) کو ان کی موت

کا پتہ ایک زمین کے کیڑہ کے ذریعہ سے لگا جو (حضرت سلیمان) کی لکڑی کھاتا رہا پھر جب وہ گر گئے تو جنوں نے معلوم کیا کہ اگر وہ غیب جانتے تو ذلت کی محنت میں نہ گرفتار رہتے۔

نتائج

(۱) اس قصّے میں بادشاہ کے فرائض بتائے گئے ہیں وہ یہ کہ جو کچھ خدا نے اُس کو مال و دولت اور اختیارات دئے ہیں وہ جائز طور پر کام میں لائے' بیجا استعمال نہ کرے یعنی مال و دولت میں فضول خرچی نہ کرے زور اور قوت کسی پر ظلم و زیادتی کے کام میں نہ لائے عیش و آرام میں نہ پڑے۔ اپنے فرض میں غفلت نہ کرے یہی خدا کی ناشکری ہے۔ اچھے اچھے کام کرے جس سے خدا راضی ہو۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کی اس دعا سے ظاہر ہوتا ہے کہ "پروردگار مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر کروں ...... اچھے اچھے کام کرتا رہوں جس سے تو راضی ہو"

(۲) جس جگہ جائے وہاں یہ احتیاط رکھے کہ غریب رعایا پر ظلم نہ ہونے پائے وادی النمل میں جو ایک نملہ نے کہا تھا کہ "اے نمل اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ تم کو سلیمان اور اُن کے لشکر نہ روند ڈالیں اور اُن کو خبر بھی نہ ہو" یہی سن کر حضرت سلیمان مسکرائے تھے اور وہ دعا مانگی تھی جس کا یہی مطلب ہے کہ ہم اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جو ایسی بے احتیاطی کریں

(۳) بادشاہوں کا ایک فرض یہ بھی ہے کہ جہاں گمراہی پھیلی ہوئی ہو اور وہاں کے لوگوں کے بُرے کام شیطان اچھے کرکے دکھاوے وہاں والوں کو اپنا تابع کرکے ہدایت کی روشنی پھیلانی چاہیئے حضرت سلیمان نے ہُدہُد سے شہر سبا کے حالات سن کر کہ وہاں لوگ خدا کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے کام آراستہ کرکے دکھائے ہیں ملکہ سبا کو خط لکھا اور اپنا تابع کر لیا۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ نیت اصلی یہی ہونی چاہیے کہ ہدایت یا تہذیب پھیلائی

جائے۔ یہ نہو کہ ظاہر تو کیا جائے کہ ہمارا مقصد تہذیب پھیلانا ہے اور اصل مقصد اپنا دنیا کا نفع ہو۔ حضرت سلیمان کے قصّہ سے یہی بات نکلتی ہے جیسا کہ اُنھوں نے بلقیس کے تحفے واپس کردئے اور ایلچیوں سے کہا کہ "تم مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتے ہو ......

(۴) بعض وقت ضرورت ہوتی ہے کہ جو قوم تابع کی جائے اُس سے کسی بات میں گھٹے ہوئے نہ رہیں جس سے اس قوم کے دلوں میں حقارت پیدا ہو اور وہ اپنے کو برتر سمجھیں۔ بلقیس کو اپنے تخت پر ناز تھا اسی لئے حضرت سلیمان نے اسی طرح کا تخت بنوایا تاکہ اُس کا غرور ٹوٹ جائے۔ چنانچہ اس کا یہی نتیجہ ہوا۔ بلقیس نے تخت دیکھکر کہا " ہم کو پہلے ہی علم ہوگیا تھا اور ہم نے اطاعت قبول کر لی تھی۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ ہم کو معلوم ہوگیا تھا کہ آپ کو ہر طرح کی بڑائی حاصل ہے اور ہم آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے

(۵) مختلف لوگوں کے لئے ہدایت کے مختلف طریقے ہوتے ہیں کم عقلوں کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے بڑی کوشش کرنا پڑتی ہے اور سمجھ والوں کو ذرا سا اشارہ کافی ہوتا ہے بلقیس نہایت عقلمند عورت تھی اس لئے حضرت سلیمان نے اُس کی غلطی سمجھانے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ اُس مکان میں لے گئے جہاں فرش پر شیشے جڑے ہوئے تھے۔ بلقیس پانی خیال کرکے گھبرا گئی۔ جب کہا گیا کہ یہ شیشے ہیں تو اتنے ہی اشارہ میں وہ بات کی تہ کو پہنچ گئی کہ جس طرح مجھ کو شیشہ پر پانی کا دھوکہ ہوا اسی طرح میں سورج کو خدا سمجھے ہوئے ہوں اور بول اُٹھی کہ پروردگار! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور (اب) میں حضرت سلیمان کی طرح سب جہان کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں۔

حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ حضرت یحییٰؑ حضرت عیسیٰ علیہم السّلام

(خاندان) عمران کی ایک عورت نے خدا سے عرض کی کہ اے پروردگار جو بچہ میرے پیٹ میں ہے۔ میں نے اُسے آزاد کرکے تیرے نذر کر دیا تو یہ میری (نذر) قبول کر تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ جب اس کے بچہ پیدا ہوا تو کہا اے پروردگار میرے تو لڑکی پیدا ہوئی ؟ اور خدا جانتا تھا جو اس کے پیدا ہوا تھا۔ اور لڑکا اس لڑکی کے برابر نہ تھا۔ کہا میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور اس کو اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کے پروردگار نے حضرت مریم کو خوشی کے ساتھ قبول کیا اور اچھی طرح انھیں بڑھایا (حضرت مریم کی پرورش کے لئے بحث ہوئی کہ کون پالے اس لئے قلموں سے قرعہ ڈالا گیا وہ حضرت زکریا کے نام نکلا اس لئے) وہ حضرت زکریا کے سپرد کی گئیں جب حضرت زکریا حجرے میں جاتے تو حضرت مریم کے پاس کوئی کھانے کی چیز دیکھتے (ایک روز انھوں نے) کہا اے مریم یہ کھانے کی چیز تمھارے پاس کہاں سے آتی ہے ؟ حضرت مریم نے کہا خدا کے یہاں سے اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ وہیں حضرت زکریا نے اپنے رب سے آہستہ آواز میں دعا کی اے پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور بڑھاپے سے سر سفید ہو گیا اور میں تجھ سے دُعا کر کے کبھی نامُراد نہیں رہا اور میرے بعد اپنے

بھائی بندوں سے مجھے اندیشہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تو مجھے اپنے پاس سے نیک وارث عنایت کر جو میرا اور یعقوب کی اولاد کا (بھی) وارث ہو اور پروردگار اسے ہر دل عزیز کرنا تو مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے بے شک تو دعا سننے والا ہے اس کے (کئی برس) بعد فرشتوں نے ان کو آواز دی اس وقت وہ حجرے میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اللہ تم کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے اس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے خدا نے اس کی برابری کا کوئی نہیں پیدا کیا وہ (لڑکا) خدا کے حکم (یا کتاب) کی تصدیق کرے گا۔ پیشوا، پاکدامن اور نیک بخت نبی ہوگا (حضرت زکریا نے) کہا پروردگار! میرے لڑکا کیسے ہوگا میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ضعیف ہوگیا ہوں۔ فرشتوں نے کہا اسی طرح (خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے) تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ میرے لئے آسان ہے میں نے اس سے پہلے تم کو پیدا کیا جب تم کچھ نہ تھے (حضرت زکریا نے خدا سے) کہا پروردگار مجھے کوئی حکم دے۔ خدا نے کہا تمہارے لئے یہ حکم ہے کہ تین دن تک بجز اشاروں کے لوگوں سے بات نہ کرو اور خدا کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح کیا کرو۔ پھر (حضرت زکریا) حجرے سے اپنے لوگوں کی طرف آئے اور ان سے اشارہ کیا کہ صبح شام خدا کی تسبیح کیا کرو خدا نے ان کی بیوی کو اچھا کر دیا (اور حضرت یحییٰ پیدا ہوئے جب یہ بڑے ہوگئے تو خدا نے ان سے کہا) اے یحییٰ کتاب پر مضبوطی سے قائم رہو۔ اور خدا نے ان کو بچپن ہی سے حکمت عنایت فرمائی تھی۔ اور اپنے پاس سے شفقت مہربانی اور پاکیزگی عطا کی تھی اور وہ پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی

کرنے والے تھے۔ اور سرکش و نافرمان نہ تھے اور جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن انتقال کیا اور جس دن جی کر اُٹھیں گے ان پر خدا کی امان ہی (اور دونوں باپ بیٹے حضرت زکریا و حضرت یحییٰ) نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور اُمید اور ڈر سے خدا کو پکارا کرتے تھے اور اُس کے آگے عاجزی کیا کرتے تھے (اس عرصے میں حضرت مریم بڑی ہو گئیں تھیں) انھوں نے اپنی پاک دامنی قایم رکھی۔ خدا نے اپنی روح ان میں پھونکی اور خدا نے ان کو اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ) کو سارے جہان کے لئے نشانی بنایا اور خدا نے حضرت عیسیٰ کی روح القدس (یا پاک وحی) سے مدد کی ان کو انجیل دی اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے ان کے دلوں میں نرمی و مہربانی پیدا کی (ان کے حالات یہ ہیں کہ) فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا اللہ تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا اور پاک کیا اور دُنیا کی عورتوں میں تم کو بزرگی دی ہی۔ اے مریم پروردگار کی اطاعت کرتی رہو اور (خدا کو) سجدہ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو (پھر ایک روز) جب حضرت مریم اپنی لوگوں سے الگ ہو کر پورب کی طرف ایک جگہ چلی گئیں اور پھر انھوں نے آڑ کر لی خدا نے ان کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا وہ ان کے سامنے آدمی کی شکل بن گیا حضرت مریم نے کہا اگرچہ تو پرہیزگار ہو میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں (فرشتے نے کہا) میں تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں اور فرشتوں نے کہا اے مریم خدا تم کو اپنی طرف سے "ایک وعدہ" کی خوشخبری دیتا ہی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہو گا۔ دنیا و آخرت میں بڑے مرتبے والا اور خدا کے خاص لوگوں میں سے ہو گا اور لوگوں سے پالنے میں اور بڑی عمر کا ہو کر گفتگو کرے گا اور

نیک بختوں میں سے ہوگا۔ حضرت مریم نے کہا پروردگار میرے کیسے لڑکا ہوگا
مجھکو تو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میرا چال چلن خراب ہی۔ کہا اسی طرح
(خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے) تمہارا پروردگار کہتا ہی کہ یہ مجھ پر آسان ہی اللہ
جو چاہتا ہی پیدا کرتا ہی جب وہ کسی بات کا ارادہ کرتا ہی تو اس سے کہتا ہی ہو وہ ہو جاتی ہے
(اور خدا کہتا ہی کہ) ہم اس (لڑکے کو) لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی رحمت بنائیں گے اور
یہ بات ٹھیرائی ہوئی ہی اور خدا اسے لکھنا (پڑھنا) اور حکمت و توراۃ و انجیل
سکھلائے گا اور بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (بنا کر بھیجا جائے گا) اس کے بعد حضرت
مریم دو جی سے ہو گئیں اور اسی حال میں ایک اور مکان میں چلی گئیں (پھر جب دن
پورے ہو گئے تو) درد ان کو ایک کھجور کے درخت کے نیچے لے گیا۔ کہنے لگیں
اے کاش میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام نشان بھی نہ رہتا اور اس کے
نیچے سے (ایک شخص نے) آواز دی تو رنج نہ کر۔ تیرے پروردگار نے تیری پاس
ایک چشمہ جاری کیا ہی اور اس کھجور کا تنہ اپنی طرف ہلا اس میں سے تر و تازہ کھجوریں
تجھ پر گر پڑیں گی بس (یہ کھجوریں) کھا اور (چشمہ کا پانی) پی اور (بچے سے)
اپنی آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو کسی کو دیکھے تو اس سے کہدینا کہ میں نے خدا کی منت کا
روزہ رکھا ہی اس لئے میں آج کسی سے بات نہیں کروں گی۔

(اس کے بعد جب حضرت عیسیٰ بڑے ہو گئے تو) حضرت مریم ان کو سوار کرا کر
اپنے لوگوں کے پاس آئیں (اور حضرت عیسیٰ نے ان کی برائیوں پر ملامت اور
نصیحت کی تو) وہ کہنے لگے اے مریم تو عجیب چیز لائی ہی اے ہارون کی بہن تیرا
باپ کوئی برا آدمی نہ تھا۔ اور نہ تیری ماں برے چلن کی تھی۔ حضرت مریم نے

(حضرت عیسیٰ) کی طرف اشارہ کیا۔ کہنے لگے ہم اس سے کیا بات کریں جو (کل) پالنے میں (بچہ پڑا) رہتا تھا (حضرت عیسیٰ نے) کہا میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہی اور پیغمبر بنایا ہے اور میں جہاں رہوں مجھکو برکت والا کیا ہی اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی ہدایت کی ہی اور اپنی ماں کے ساتھ بھلائی کرنے والا بنایا ہی اور مجھکو سرکش بدبخت نہیں پیدا کیا ہی اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن جلا کر اُٹھایا جاؤں گا مجھ پر امان ہی۔

حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم کو اور جو نصیحتیں اور ہدایتیں کیں وہ یہ تھیں کہ میں تمہارے واسطے چڑیا کی طرح مٹّی کی (مورت) بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تاکہ وہ اللہ کے حکم سے پرند ہو جائے اور اللہ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو وہ تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم ایمان والے ہو تو یہ تمہارے لئے ایک نشانی ہی اور توراۃ کی جو مجھ سے پہلے اُتری ہی تصدیق کرتا ہوں۔ اور جو تم پر حرام کر دیا گیا ہی اسے تمہارے لئے حلال کرتا ہوں۔ اور میں تمہارے پروردگار کی نشانی اور حکمت کے ساتھ آیا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو تم کو سمجھا دوں تو اللہ سے ڈرو میرا کہنا مانو اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہی اسی کی بندگی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہی (بنی اسرائیل نے یہ نصیحت نہ مانی اور) ان میں کئی ٹکڑیاں ہو گئیں۔

(حضرت عیسیٰ نے یہ بھی کہا کہ) میں تم کو ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمدؐ ہو گا۔

اور پھر جب (حضرت عیسیٰ) ان کے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

جب خدا نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انھوں نے کہا ہم ایمان لے آئے اور گواہ رہو کہ ہم فرماں بردار ہیں جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کے پروردگار سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے لئے آسمان سے خوان اُتارے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈرو۔ بولے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس (خوان) سے کھائیں اور ہمارے دل تسلّی پائیں اور ہم کو یقین ہو جائے کہ جو کچھ آپ نے کہا وہ سچ ہے اور اس پر ہم گواہ رہیں حضرت عیسیٰ نے کہا اے اللہ ہمارے پروردگار تو آسمان سے ہمارے لئے ایک خوان اُتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری ایک نشانی ہو اور ہم کو روزی دے تو سب سے اچھا روزی دینے والا ہے۔ خدا نے کہا میں تم پر (خوان) اتار دوں لیکن پھر جو کوئی تم سے ناشکری کرے گا تو اس کو ایسا عذاب دوں گا جو دُنیا میں کسی کو نہیں دیا۔

(حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کو نصیحت کرتے رہے) جب انھوں نے دیکھا کہ وہ کسی طرح نہیں مانتے تو انھوں نے کہا خدا کی راہ میں کون مددگار ہوتا ہے۔ حواریوں نے کہا اللہ کی راہ میں ہم مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیئے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے اُتارا ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور رسول کے حکم ماننے والے ہیں تو ہم کو (خدا کی کتاب اور رسول کی) گواہی دینے والوں میں لکھ لے اور بنی اسرائیل نے (حضرت عیسیٰ کے

لئے) تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے خدا نے (حضرت عیسیٰ سے) کہا میں تجھکو وفات دینے والا اور اپنی طرف اُٹھانے والا (یعنی درجہ بلند کرنے والا) اور کافروں سے تجھکو پاک کرنے والا ہوں اور جنھوں نے تیری تابعداری کی ان کو نافرمانی کرنے والوں پر قیامت کے دن تک برتر رکھوں گا پھر تم سب میرے پاس واپس آؤگے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے ان کا فیصلہ کر دوں گا۔ جن لوگوں نے نافرمانی کی ان کو دُنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے ان کو پورا اجر ملے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

بنی اسرائیل پر خدا نے ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے مہر کر دی اور اس وجہ سے بھی کہ انھوں نے حضرت مریم پر بڑا بہتان لگایا۔ اور کہا ہم نے خدا کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالاں کہ نہ ان کو قتل کیا نہ صلیب پر جان لی لیکن وہ شبہ میں پڑ گئے اور جو لوگ اِس میں اختلاف کر رہے تھے وہ خود شک میں تھے ان کو سوائے گمان پر چلنے کے علم کچھ نہ تھا اور ان کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور ہر اہل کتاب کو مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ (حضرت عیسیٰ کا) مار ڈالنا غلط ہے۔ اور حضرت عیسیٰ قیامت کے دن اس کے گواہ ہوں گے۔

خدا نے (حضرت عیسیٰ ابن مریم اور ان کی ماں کو ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کو (وفات سے پہلے دشمنوں کے شر سے بچا کر) ایک بلند جگہ پر پناہ دی جو رہنے

کے قابل اور شاداب تھی۔

نتائج

۱۔حضرت زکریا اور حضرت یحیٰ کے قصہ میں ہم کو یہ نصیحتیں کی گئی ہیں کہ خدا کی کتاب پر مضبوطی سے قایم رہو۔مخلوق پر شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کرو پرہیز گاری اختیار کرو۔ماں باپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا چاہیئے۔ان کی نافرمانی اور سرکشی گناہ کی بات ہے اور نیک کاموں میں جلدی کرنا چاہیئے خدا سے جو دعا مانگی جائے وہ اُمید رکھکر اور ڈرتے ہوئے یعنی خدا کے ثواب کی اُمید رکھکر اور عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کے سامنے عاجزی کرتے رہنا چاہیئے۔

۲۔حضرت مریم کے قصہ میں عفت اور پاک دامنی کا سبق ہے خدا نے ان کی ان لفظوں میں تعریف کی ہے کہ" وہ جس نے اپنی پاک دامنی محفوظ رکھی" جب ان کو فرشتہ آدمی کی شکل میں نظر آیا تو انھوں نے کہا "اگرچہ تو پرہیز گار ہو میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں" یہ ہر عورت کے لئے ہدایت ہے کہ وہ غیر مرد کو اپنے پاس نہ آنے دے اور ہم کو پارسا عورتوں پر تہمت لگانے کی تنبیہ کی گئی ہے یہودیوں پر جو خدا نی مہر لگائی یعنی ان کو مردود اور لعنتی کیا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انھوں نے حضرت مریم پر بہتان لگایا۔

۳۔حضرت عیسیٰ کے قصے میں علاوہ ماں کی اطاعت و فرماں برداری وغیرہ کے ہم کو اختلافات سے بچنے کے بھی نصیحت ہے کیوں کہ حضرت عیسیٰ کی پیغمبری کا مقصد اختلافوں کا دور کرنا بھی تھا جیسا کہ ان کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ "میں اس لئے

دیکھی آیا ہوں کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو تم کو سمجھا دوں اس وقت بنی اسرائیل میں کئی فرقے تھے جن میں بڑے اختلاف تھے مثلاً صدوقی اور فریسی ان میں ایک فرشتوں اور قیامت وغیرہ کا قائل تھا اور ایک کو بالکل انکار تھا ایسی ہی اصولوں کے اختلاف کہلاتے ہیں۔ رایوں کا اختلاف ایک علحدہ چیز ہے یہ نہ دنیا سے مٹ سکتا ہے نہ مضر ہے بلکہ مفید ہے۔ مضر وہی اختلاف ہے جو اصولوں میں ہو اس سے قوم میں فرقے پیدا ہو کر قوم کی قوت کو نقصان پہنچاتے ہیں مسلمانوں میں اسلام کے خاص اور اہم اصولوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن تعجب ہے کہ محض فروعی اختلافات کی وجہ سے الگ الگ ٹکڑیاں قایم کر لی ہیں اور آپس میں تعصب رکھا جاتا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ہر جماعت کے روشن خیال علما کی ایک مجلس قایم ہو کر اختلافات پر غور کیا جائے اور آپس میں سمجھوتہ ہو جائے؟

اصحاب القریہ

(قریہ والے)

ایک قصبہ والے تھے - خدا نے ان کے پاس دو پیغمبر بھیجے - انھوں نے دونوں کو جھٹلایا تو خدا نے ایک تیسرا پیغمبر مدد کے لیے بھیجا ان سب نے (قصبہ والوں سے) کہا ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں (قصبہ والے) کہنے لگے - تم تو ہماری ہی طرح آدمی ہو - اور خدا نے کچھ نہیں اُتارا ہی تم جھوٹ بولتے ہو - رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہی کہ ہم تمہارے پاس (پیغام دے کر) بھیجے گئے ہیں - اور ہمارا کام بس یہی ہی کہ پیغام پہونچا دیں (قصبہ والے) بولے ہم تم میں نحوست دیکھتے ہیں - اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور ہمارے ہاتھ سے تم سخت عذاب اُٹھاؤگے پیغمبر خدا نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی تم کو نصیحت کی گئی تو (ایسی باتیں کرنے لگے ؟) ہاں تم لوگ حد سے بڑھ گئے ہو - اور ایک شخص بستی کے کنارہ سے دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے بھائیو! ان رسولوں کی بات مان لو اور اُس کی پیروی کرو جو تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور یہ (رسول) سیدھے راستے پر ہیں اور مجھے کیا ہوا ہی کہ میں اُس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ؟ اور تم سب اُسی کی طرف واپس جاؤگے کیا میں اس کے سوا دوسرے خدا بنا لوں جن کا یہ حال ہی کہ اگر خدا کی طرف سے کوئی دکھ آئے

تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہیں آسکتی اور نہ وہ خود میرا (دکھ) دور کر سکیں اگر یہی کروں تو کھلی ہوئی گمراہی میں ہوں گا تم سن لو کہ میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں۔ اس شخص کو حکم دیا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا اس نے کہا کاش میری قوم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے پروردگار نے مجھکو بخشدیا اور مجھے عزت داروں میں شامل کر دیا۔ اس شخص کے بعد خدا نے اس قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اُتارا نہ وہ (لشکر) اُتارا کرتا ہی بس ایک ہولناک آواز کی دیر تھی اس سے وہ سب ڈھیر ہو کر رہ گئے۔

نتائج

۱- دوسرے پیغمبروں کے حالات میں جو تم پڑھ چکے ہو وہی اس قصہ کا بھی نتیجہ ہی کہ جو قوم سیدھے راستہ پر نہ آئی وہ تباہ ہوئی۔ ہر سیدھی راہ منزل تک پہونچانے والی اور غلط راہ تباہی کی طرف لے جانے والی ہی۔

۲- ہر شخص یا قوم کی نحوست اسی کے ساتھ ہوتی ہی یعنی اس قوم میں جو برائیاں ہوئی ہیں ایک روز تباہ کر دیتی ہیں۔ اگر وہ قوم برائیاں چھوڑ دے اور اپنی حالت درست کر لے تو وہ زندہ رہے گی اگر زمین و آسمانی بلائیں بھی نازل ہونگی تو وہ ان کا مقابلہ کر سکتی اور سہار سکتی ہے۔

حضرت لقمان علیہ السّلام

خدا نے حضرت لقمان کو حکمت عطا فرمائی تھی (اور نصیحت کی تھی کہ) خدا کا شکر کرو اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے شکر کرتا ہے اور جس نے کفر کیا تو خدا بے پروا خوبیوں والا ہے۔ اور حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے فرزند خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا (کیوں کہ) شرک بہت بڑا گناہ ہے اور خدا نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق وصیت کی ہے کہ جہاں ہمارا شکر کرتا ہے اسی کے ساتھ اپنے ماں باپ کا بھی شکر کرے خاص کر ماں کا جس نے اس کو تکلیف پر تکلیف اُٹھا کر رکھا اور دو سال تک دُودھ پلاتی رہی (کیوں کہ تم سب کو) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر (ماں باپ) یہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ ماننا لیکن دُنیا میں ان کا اچھا ساتھی رہنا اور انہیں کا راستہ اختیار کرنا جو میری طرف لو لگائے رہتے ہیں پھر تم کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور میں تم کو وہ سب کام بتلا دوں گا جو تم کرتے رہتے ہو۔ اے فرزند! اگر کوئی (عمل) رائی کے دانے کے برابر ہو اور چٹان میں چھپا ہوا یا آسمان و زمین میں (پوشیدہ) ہو خدا اسے بھی روشنی میں لے آئے گا کیوں کہ خدا باریک بیں خبردار ہے اے فرزند! نماز کی پابندی رکھنا اور اچھے کاموں کی ہدایت اور بُرے کاموں کی ممانعت کرتے رہنا اور (اس کام میں) جو مُصیبت پیش آئے اسے برداشت کرنا یہ بڑی ہمّت کے کام ہیں۔

کسی کی حقارت نہ کرنا اور نہ زمین پر اترا کر چلنا خدا کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔ میانہ روی کی چال چلنا اور اپنی آواز نیچی رکھنا سب آوازوں سے بُری آواز گدھے کی ہے (یعنی گدھے کی طرح نہ چلایا کرو)۔

نتائج | "خدا بے پروا خوبیوں والا ہے" اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر تم خدا کا شکر یعنی اس کی فرماں برداری یا فرض ادا کرو یا کفر یعنی نافرمانی فرض سے غفلت کرو تو سب اپنے ہی لئے ہے فرماں برداری کروگے تو خدا تم کو اس کا اچھا صلہ دیگا نافرمانی کروگے تو سزا پاؤگے تمہاری نافرماں برداری کرنے سے خدا کی ذات کو کوئی نفع نہیں پہونچتا وہ اپنی ذات سے غنی ہے نافرمانی کرو تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا وہ جیسی خوبیوں والا ہے ویسا ہی رہیگا۔

"اللہ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے" تمہاری زندگی یہیں ختم نہ ہو جائے گی جو تم بے فکر ہو جاؤ کہ ہم جو چاہیں وہ کریں کوئی پوچھنے والا نہیں بلکہ تم سب خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤگے اور وہ تمہارے سب کاموں کا حساب لے گا اور اچھے کاموں کا صلہ اور بُرے کاموں کی سزا دے گا۔

قارون

قاروں حضرت موسیٰ کی قوم میں ایک شخص تھا (لیکن) اس نے (حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون سے) بغاوت کی اور خدا نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اس کے ذخیرے بڑی طاقت والے جوانوں کا گروہ مشکل سے اُٹھاتا۔ ایک بار اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا تو اترایا نہ کر خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو خدا نے تجھکو دیا ہی اس سے آخرۃ کے گھر کا سامان کر اور دنیا میں جو تیرا حصّہ ہی وہ نہ بھول اور جیسی اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہی تو بھی (لوگوں کے ساتھ) بھلائی کر اور ملک میں فساد نہ کر کیوں کہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ قارون کہنے لگا یہ میرے ایک ہنر سے مجھکو ملا ہی۔ اور وہ یہ بات بھول گیا تھا کہ اللہ نے اس سے پہلے ایسی قومیں تباہ کر دیں جو اس سے زیادہ قوت اور ذخیرے والی تھیں اور گناہگاروں سے ان کے گناہ نہیں پوچھے جائیں گے (ان کی صورت پر ان کے گناہ لکھے ہوں گے۔ گرفتار کر کے دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے) آخر (ایک روز) قارون اپنی قوم کے سامنے جلوس کے ساتھ نکلا جو لوگ دُنیا کی زندگی چاہتے تھے وہ کہنے لگے کاش جیسا مال قارون کو ملا ہی ویسا ہمارے پاس بھی ہوتا ان سے علم والوں نے کہا تم پر افسوس ہی ایمان والوں کے لئے جو اچھے اچھے کام کریں اللہ کا ثواب اس سے بہتر ہے اور یہ صبر کرنے والوں کو ہی ملے گا۔

اس کے بعد خدا نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا (یعنی وہ اور اس کا گھر تباہ ہوگیا) اور کوئی گروہ ایسا نہ تھا جو خدا کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور نہ وہ آپ اپنی مدد کرسکا۔ جو قاروں کی طرح مالدار ہونا چاہتے تھے صبح کو کہنے لگے افسوس (ہم بھی کیا آرزو کرتے تھے) اللہ ہی جس بندے کو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہی اور (جس کو چاہتا ہے) تنگی دیتا ہی اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہم کو بھی تباہ کردیتا افسوس کافر کبھی مُراد کو نہیں پہونچتا۔

نتائج

دولت کا بیجا استعمال اور اس پر غرور کرنا خدا کی ناراضی کا سبب ہی دولت کا صحیح استعمال یہ ہی کہ اس سے آخرۃ کا سامان کیا جائے یعنی نیک اور اچھے کاموں میں صرف کی جائے۔ جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہونچے اسی سے بخل کی بُرائی ثابت ہوتی ہی کیوں کہ اگر روپیہ پیسہ جوڑ جوڑ کر رکھا جائے اور خرچ نہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ آخرۃ کا کوئی سامان نہیں ہوسکتا جو سامان ہوسکتا ہی وہ یہی کہ روپے پیسے وہاں سانپ بچھو ہو جائیں گے۔

۲۔ خرچ کرنے میں اپنے آپ کو نہ بھولنا چاہیئے "اور دُنیا میں جو تیرا حصّہ ہی وُہ نہ بھُول" کا یہی مطلب ہی کہ ضرورت کے لائق تو اپنے لئے بھی رہنے دے جس سے تو اور تیرے گھر والے اطمینان سے زندگی بسر کریں۔ حاصل یہ ہی کہ خدا ہم کو جو مال دولت دے وہ نہ فضول خرچی میں لٹانا چاہیئے نہ بیکار جمع رکھنا چاہیئے بلکہ نیک کاموں میں صرف کی جائے اور اسی کے ساتھ اپنا اور اپنے گھر کا خیال رکھا جائے۔

اِس قصّے میں دولت مند آدمی کا فرض زندگی بتایا گیا ہے جس سے زیادہ صحیح اور بہتر کوئی نہیں ہو سکتا اور جس میں دین و دُنیا دونوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

طالوت اور جالوت

حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل نے اپنے نبی (سموئیل) سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم خدا کی راہ میں (اپنے دشمن جالوت) سے لڑیں ان کے (نبی نے) کہا اگر تم پر لڑائی فرض کی جائے تو کچھ دُور نہیں ہے کہ تم نہ لڑو۔ بولے کون سی وجہ ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں کیوں کہ ہم اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور اپنے بیٹوں سے (جدا کر دیئے گئے ہیں) پھر جب ان پر لڑائی فرض کی گئی تو سوائے تھوڑے لوگوں کے سب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے اور ان کے نبی نے ان سے کہا اللہ نے طالوت کو تم پر بادشاہ مقرر کیا ہے (بنی اسرائیل) کہنے لگے۔ وہ ہم پر کیسے بادشاہ ہوگا ہم اس سے زیادہ بادشاہی کا حق رکھتے ہیں اور (طالوت کے پاس) زیادہ دولت بھی نہیں ہے (نبی نے) کہا اللہ نے اسی کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور اس کو خدا نے علم بھی زیادہ دیا ہے اور جسم کا قوی بنایا ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے اور اللہ وسعت دینے والا جاننے والا ہے اور ان کے نبی نے ان سے کہا اس کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ وہ صندوق تمہارے پاس آجائے گا جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک تسکین ہے اور اِس میں جو کچھ آل موسیٰ اور آل ہارون نے چھوڑا ہے

اُس کا بقیہ[1] ہے اس کو فرشتے اُٹھا لائیں گے۔ بیشک اگر تم ایمان والے ہو تو اُس میں
تمہارے لئے ایک نشانی ہے (غرض طالوت بادشاہ مقرر کردیا گیا اس نے جالوت سے
لڑائی کی تیاری کر کے روانہ ہوا) پھر جب طالوت لشکر کے ساتھ آگے بڑھ گیا تو اس نے
کہا اللہ تم کو اس نہر پر آزمائیگا پھر جو اس میں سے پانی پی لے گا وہ مجھ سے نہیں ہے
اور جو پیئے گا وہ مجھ سے ہی ہاں جس نے صرف ایک چلو اپنے ہاتھ سے بھر لیا (وہ
اس حکم میں داخل نہیں ہے (نہر پر جب پہنچے تو) سوا رتھوڑے لوگوں کے سب نے
پانی پی لیا اس کے بعد جب وہ اور جو لوگ اس پر ایمان لائے تھے اس (نہر) کے پار ہو
تو کہنے لگے آج (ہم کو) جالوت اور اس کے لشکروں سے (مقابلہ کی) طاقت نہیں
ہے۔ ان لوگوں نے جو یہ جانتے تھے کہ ہم کو ایک خدا کے سامنے جانا ہے کہا اکثر ایسا ہوتا
ہے کہ چھوٹا گروہ خدا کی مرضی سے بڑے گروہ پر غالب ہوا ہے اور اللہ استقلال
والوں کے ساتھ ہے۔

جب جالوت اور اس کا لشکر سامنے ہوا تو انھیں لوگوں نے کہا اے ہمارے پروردگار
ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے پاؤں قایم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری
مدد کر پھر انھوں نے اللہ کے حکم سے (دشمنوں کو شکست دی اور داؤد نے
جالوت کو مار ڈالا اور خدا نے داؤد کو بادشاہی اور حکمت عنایت فرمائی اور
جو کچھ وہ چاہتا تھا وہ اس کو سکھلایا اور اگر اللہ آدمیوں کو ایک دوسرے
سے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین کا انتظام خراب ہو جاتا لیکن اللہ دنیا پر فضل
کرنے والا ہے۔

---

[1] اس صندوق میں دو لوحیں جس پر حضرت موسیٰ نے توریت لکھی تھی اور حضرت ہارون کا عصا تھا

نتائج

۱۔ افسری کے لئے دولت مندی کوئی چیز نہیں ہے اصل چیز علم و دانائی اور جسمانی قوۃ ہے بنی اسرائیل نے طالوت کے بادشاہ مقرر کرنے پر اعتراض کیا تھا کہ اس کے پاس دولت نہیں ہے لیکن سموئیل نبی نے کہا طالوت کو خدا نے علم بھی زیادہ دیا ہے اور اس کا جسم قوی بنایا ہے حاصل یہ ہے کہ قابل کو عہدہ دینا چاہیئے اگر کوئی غریب قابلیت رکھتا ہے تو یہ بہت بُری بات ہے کہ وہ محض غریبی کی وجہ سے عہدہ سے محروم کر دیا جائے۔

۲۔ بعض وقت فوج کے افسروں نے اپنے سپاہیوں کو کسی بات سے آزمایا ہے اور انہیں سے کام لیا ہے جو آزمایش میں پورے اُترے ہیں اور اسی آزمائش سے معلوم ہوتا ہے کہ کون سپاہی کام کے ہیں اور کون ناکارہ ہیں یہی طالوت نے بھی کیا اور نہر کا پانی پینے نہ پینے سے آزمائش کی اس میں پورے نہ اُترے۔

۳۔ لڑائی میں فتح پانے کے لئے ایمان اور استقلال کی بڑی ضرورت ہے جس کے سپاہی ایمان والے اور مستقل مزاج ہوں گے وہ چاہے تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں دشمن کی زیادہ فوج پر فتح پائیں گے۔ طالوت کی فوج کے بعض لوگوں نے جب کہا ہم کو جالوت کے لشکروں سے مقابلہ کی تاب نہیں ہے تو ایمان والوں نے کہا کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر خدا کی مرضی سے غالب ہوا ہے اور اللہ مستقل رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

۴۔ شریروں اور ظالموں کا ضرور مقابلہ کرنا اور ان سے لڑنا چاہیئے نہیں تو دنیا کا نظام درہم و برہم ہو جائے گا اور ظلم ہی ظلم کی حکومت ہو جائے گی۔

ہابیل وقابیل

آدم کی اولاد میں (ہابیل اور قابیل) دو بھائی تھے دونوں نے خدا کے نام نذر کی (ہابیل) پرہیزگار تھا اس لیے اُس کی نذر تو قبول ہو گئی اور (قابیل) گنہگار تھا اس لیے اُس کی نذر قبول نہیں ہوئی اس بات سے وہ (ہابیل) سے جل گیا اور اُس سے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا (ہابیل نے) کہا میں نے کیا کیا اللہ تو پرہیزگاروں کی نذر قبول کرتا ہے اور اگر تو مجھے مارے گا تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہیں اُٹھاؤں گا۔ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو نے جو پہلے گناہ کیا ہے وہ اور میرے مارنے کا گناہ اپنی گردن پر لے جائے اور اُس کی سزا پائے (قابیل) پہلے تو کچھ ہچکچایا لیکن پھر اُس نے (ہابیل کے) مار ڈالنے کی دل میں ٹھان لی اور اُسے مار ڈالا اور خود دونوں جہان سے گیا اس کے بعد خدا نے ایک کوا بھیجا وہ زمین کھودنے لگا کہ (قابیل کو) معلوم ہو جائے کہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے (قابیل) یہ دیکھ کر کہنے لگا افسوس میں کوّے کے برابر بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپاتا اور اپنے کیے پر پچھتانے لگا۔ اس لئے خدا نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بغیر جان کے بدلے یا بغیر ملک میں فساد کیے مار ڈالے تو ایسا ہے کہ گویا اُس نے سب آدمیوں کو مار ڈالا۔ اور جس نے ایک کو جلایا تو گویا اُس نے سب کو جلایا۔

نتائج

خدا ایسے ہی کام کو قبول کرتا ہے جو اچھی نیت اور پرہیزگاری سے کیے جاتے ہیں

اور کوئی کام قبول نہیں کرتا۔ دیکھو ہابیل نے پرہیزگاری سے نذر کی تو خدا نے منظور فرمائی اور قابیل کی نذر قبول نہیں ہوئی۔

۲۔ کسی پر جلنا اور حسد نہ کرنا چاہیئے اوّل تو یہ خود بری بات ہی دوسری حسد آدمی کو بڑے بڑے گناہوں پر آمادہ کر دیتا ہی۔ دیکھو قابیل کے دل میں حسد پیدا ہوا تو اُس سے کتنا بڑا گناہ ہو گیا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالا۔

۳۔ کام کی بات کسی سے بھی معلوم ہو چاہی وہ جانور ہی کیوں نہ ہو اختیار کر لینا چاہیئے۔

۴۔ دنیا میں جو کوئی نیا ظلم کرتا ہے وہ اُسی وقت ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اُس کا رواج ہمیشہ کے لیئے ہو جاتا ہی۔ جس کا اثر تمام خدا کے بندوں پر پڑتا ہی اس لیئے جس نے ایک شخص پر کوئی ظلم کیا اُس نے گویا تمام دُنیا پر ظلم کیا۔ اس بات سے سمجھ لو کہ کسی پر ظلم کرنے کا عذاب کتنا بھاری ہوگا۔

برخلاف اس کے جس نے کسی کے ساتھ بھلائی اور احسان کیا تو گویا اُس نے سب کے ساتھ احسان کیا۔ فقط

بنی اسرائیل

جب حضرت ابراہیمؑ کو ان کی قوم نے آگ میں جلا دینا چاہا تو وہ اپنا وطن چھوڑ کر چلے گئے اور خدا نے ان کو اُس ملک (شام) میں پہنچا دیا۔ جہاں سارے جہاں کی برکت تھی۔ ان کے پوتے حضرت یعقوبؑ نے یہیں (کنعان میں) سکونت اختیار کر لی یہی اسرائیل کہلاتے ہیں اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہے انہیں کو یہودی بھی کہتے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کے (بارہ) بیٹے تھے ان میں حضرت یوسفؑ سب سے زیادہ پیارے تھے اس وجہ سے ان کے بھائی حسد کرنے لگے اور ان کو ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیا خدا کی قدرت ایک قافلہ آیا اس نے نکال لیا اور اپنے ساتھ لیجا کر مصر میں ایک عہدہ دار کے ہاتھ بیچ دیا۔ وہیں خدا نے ان کو عزیز مصر کے عہدہ پر پہنچا دیا اس کے بعد حضرت یعقوبؑ اور ان کے سب بیٹے مصر چلے گئے اور وہیں رہنے بسنے لگے یہاں (چار سو برس کے عرصہ میں) بنی اسرائیل ایک بہت بڑی قوم ہو گئی۔ اس زمانہ میں فرعون مصر اور اس کی قوم ان پر بہت ظلم کرتی تھی اور بنی اسرائیل بہت ذلیل ہو گئے تھے۔ ظلم کی یہ انتہا تھی کہ ان کی بیٹیاں تو زندہ رہنے دیجاتی تھیں اور بیٹے مار ڈالے جاتے تھے۔ ان میں خدا نے حضرت موسیٰؑ کو پیدا کیا جنہوں نے خدا کے حکم سے بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم کے ظلم سے نجات دلائی اور ان کو وہاں سے نکال کر لے آئے۔

حضرت موسیٰ کے ساتھ جو کچھ واقعات گذرے وہ پہلے بیان کیے جا چکے ہیں اور یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ بنی اسرائیل نے کم ہمتی اور بزدلی کی تو چالیس برس تک جنگلوں میں

مارے مارے پھرتے رہے۔

(جب جنگل کی آوارہ گردی سے بنی اسرائیل نے نجات پائی تو خدا نے ان کو حکومت عنایت فرمائی۔ اور حضرت موسیٰ کے بعد ان میں کئی نبی اور بادشاہ ہوئے حضرت موسیٰ کی معرفت) خدا نے ان کو کتاب کا وارث کیا تھا جو عقلمندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی اور جب انہوں نے صبر (و استقلال) سے کام لیا تو خدا نے ان کو پیشوا بنایا یہ خدا کے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور خدا کی آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

(ایک عرصے کے بعد یونانیوں نے انہیں بڑی شکست دی) تو ہزاروں موت کے ڈر سے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے خدا نے ان سے کہا کہ "مر جاؤ" پھر ان کو جلا دیا۔ (یعنی دلوں میں ہمت پیدا کر دی) بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔

ان میں ایک نبی (سموئیل) پیدا ہوئے ان کے مشورے سے طالوت بادشاہ بنایا گیا یہ بنی اسرائیل کے دشمن جالوت سے لڑا اور فتح پائی طالوت کے بعد حضرت داؤد اور ان کے بعد حضرت سلیمان بادشاہ ہوئے (یہ بنی اسرائیل کی بڑی ترقی کا زمانہ تھا لیکن اس کے بعد ہی یہ طرح طرح کی گمراہیوں اور بدکاریوں میں گرفتار ہوئے) اور ان کے ایک گروہ نے خدا کی کتاب پیٹھ کے پیچھے ڈال دی گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں ہیں اور حضرت سلیمان کی حکومت میں شیطان جو کچھ پڑھا کرتے تھے اس کی پیروی کرنے لگے اور (یہ لوگ خیال کرتے تھے کہ حضرت سلیمان نے کفر کیا) حالانکہ حضرت سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اور (یہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگے جس کی نسبت خیال کرتے تھے کہ) بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور

ماروت پر اُتارا گیا ہے اور یہ دونوں (شخص) کسی کو نہیں سکھلاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم لوگوں کو آزماتے ہیں تم کافر نہ ہو۔ یہ (بنی اسرائیل) ان سے وہ باتیں سیکھ لیتے جن سے میاں بیوی میں جدائی کرا دیں۔ حالانکہ وہ بغیر حکم خدا ان (باتوں) سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ایسی باتیں سیکھتے جو نقصان دیں نفع نہ دیں اور بے شک ان کو علم تھا کہ جو کوئی (جادو) خریدے اُس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بُری چیز ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں۔ کاش وہ یہ بات جانتے ہوتے۔ اور اگر وہ ایمان لاتے اور برائیوں سے بچتے تو اللہ کے پاس سے اچھا ثواب ملتا۔ کاش وہ یہ بات جانتے ہوتے۔

(ایسے ہی) بنی اسرائیل میں سے لوگوں نے سبت کے دن زیادتی کی تھی[1] تو خدا نے ان سے کہا پھٹکارے ہوئے بندر ہو جاؤ۔ پھر خدا نے ان کو اس زمانے والوں اور ان کے بعد آنے والوں کے لیے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنایا۔ (پورا قصہ یہ ہے کہ) سمندر کے کنارے ایک بستی تھی یہ (بنی اسرائیل) ہفتے کے دن نافرمانی کرنے لگے جب ان کا ہفتے کا دن ہوتا تو مچھلیاں پانی پر آجاتیں اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا نہ آتیں خدا نے ان کے گناہوں کے سبب ان کو آزمائش میں ڈالا دیا ہفتے کے دن شکار کرنے لگے ایک گروہ نے ان کو سمجھایا) تو بعض لوگوں نے کہا جن لوگوں کو اللہ ہلاک کرنے والا

---

[1] سبت یعنی ہفتے کے دن شکار کی ممانعت تھی تو یہ لوگ دریا کے کنارے گڑھے کھودتے ان میں ہفتے کے دن مچھلیاں بے ڈر ہو کر آجاتیں۔ یہ اتوار کو جا کر سب مچھلیاں لے آتے اور کہتے کہ ہم نے ہفتے کے دن شکار نہیں کیا۔ اس کی سزا میں سب نے ان کو اپنے پاس سے نکال دیا تھا تو جنگل میں رہا کرتے تھے اسی وجہ سے ان کی خصلتیں بندروں کی طرح ہو گئیں تھیں اور بہت ذلیل و خوار ہو گئے تھے

یا عذاب دینے والا ہے ان کو تم کیوں سمجھاتے ہو انہوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے ؟ پر الزام نہ رہے کہ (سمجھایا کیوں نہیں دیا تھا) اور شاید وہ لوگ (سمجھانے سے) باز آجائیں (لیکن یہ باز نہ آئے) اور جو ان کو نصیحت کی گئی تھی وہ بھول گئے تو خدا نے برائی سے منع کرنے والوں کو تو بچالیا اور جن لوگوں نے نا فرمانی کی تھی ان کو عذاب میں گرفتار کرلیا پھر جب وہ منع کیے ہوئے کام میں حد سے بڑھ گئے تو خدا نے کہا پھٹکارے ہوئے بندر ہو جاؤ۔

خدا نے حضرت موسیٰ کو کتاب دی اور بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا (اور کہہ دیا گیا) کہ سوائے ہمارے کسی کو کارساز نہ بناؤ تم اُن لوگوں کی نسل ہو جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کرلیا تھا۔ بے شک (حضرت نوح) فرض ادا کرنے والے بندے تھے اور خدا نے بنی اسرائیل کو کتاب میں خبر دی تھی کہ تم دو بار ملک میں فساد مچاؤ گے اور بہت سرکشی کرو گے۔ پھر جب (پہلے فساد کے بعد) وقت آگیا تو خدا نے بڑے لڑنے والے بندے (بابلی) بنی اسرائیل پر بھیج دیئے وہ ان کے شہروں میں پھیل گئے (خوب قتل کا بازار گرم کیا۔ بابلیوں کا بادشاہ بخت نصر ہزار ہا بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لے گیا۔ اور بیت المقدس ڈھا دیا گیا) اور یہ وعدہ ضرور پورا ہونے والا تھا (اس کے بعد بنی اسرائیل میں ایک نبی پیدا ہوئے اُنہوں نے دیکھا کہ) گویا وہ ایک بستی پر گذرے ہیں جس کی چھتیں گری پڑی تھیں انھوں نے کہا ویراں ہونے کے بعد اللہ اس کو کیسے آباد کرے گا۔ پھر خدا نے ان کو سو برس تک مرا ہوا رکھا پھر اُٹھایا (اور) کہا تم کتنی دیر رہے کہا ایک دن یا کچھ کم ایک دن کہا نہیں تم سو برس پڑے رہے ہے تم اپنی کھانے پینے کی چیزیں دیکھو (بالکل) نہیں بگڑیں اور اپنے گدھے کو دیکھو (کیا وہ سڑ گل نہیں گیا ؟) اور

میں چاہتا ہوں کہ تم کو آدمیوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اور ہڈیوں کو دیکھو ہم کس طرح ان کا ڈھانچ بناتے اور ان پر گوشت چڑھاتے ہیں جب ان (نبی) پر یہ بات کھل گئی تو کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(جیسا انھوں نے دیکھا تھا ویسا ہی ہوا کہ بنی اسرائیل کی مردہ قوم پھر زندہ ہو گئی اور سو برس کے بعد بیت المقدس پھر آباد ہو گیا) اور خدا نے بنی اسرائیل کو ان (کے دشمنوں) پر غلبہ دیا اور مال اور اولاد سے ان کی مدد کی اور ان کا جتھا زیادہ کر دیا (اور ہدایت کر دی کہ) اگر تم بھلائی کرو گے تو اپنے ہی لیے اور اگر بدی کرو گے تو اپنے لیے (ایک عرصہ دراز کے بعد پھر ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں) اور اختلاف کرنے لگے۔

(پھر ان کی اصلاح کے لیے کئی نبی پیدا ہوئے) ان کو انھوں نے قتل کر دیا حضرت عیسیٰ ان کے اختلاف دور کرنے آئے (لیکن انھوں نے ان کی بات بھی نہ مانی اور ان کے بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا اور جان لینے میں کوئی بات باقی نہ رکھی تھی وہ تو خدا نے ان کو بچا لیا غرض انھوں نے پھر فساد کیا تو) دوسرے وعدے کا وقت آ گیا اور خدا نے دوسرے بندے (رومی) ان پر بھیج دیئے کہ (مار مار کر) ان کی صورتیں بگاڑ دیں اور پہلی بار کی طرح پھر مسجد میں گھس جائیں اور جس چیز پر قابو پائیں اسے برباد کر دیں (اس کے بعد) خدا نے بنی اسرائیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین میں منتشر کر دیا۔ بہت سے عرب کے مختلف مقامات مدینہ خیبر وغیرہ میں آباد ہو گئے تھے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا خلعت ملا اور آپ نے وعظ و نصیحت شروع کی اور ایک مرتبہ مکہ معظمہ کے پاس ایک مقام پر جہاں یہودی آباد تھے آپ تشریف لے گئے تو ان میں سے) چند قرآن سننے کے واسطے حاضر ہوئے اور خاموشی کے ساتھ سنتے رہے جب پورا ہو چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر

گئے اور کہا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے (اور) ایک کتاب سنی ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی (اور) وہ سچائی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ کریں گے اور وہ ہمارا پروردگار (بلند بزرگی والا ہے - اس نے نہ کوئی بیوی بنائی نہ بیٹا۔ ہمارے بیوقوف لوگ اللہ پر بے جا باتیں منسوب کیا کرتے ہیں اور ہم نے خیال کیا ہے کہ جن اور انس اللہ پر جھوٹ ہرگز نہ کہیں گے اور انس میں سے بعض مرد جن سے پناہ مانگا کرتے تھے تو انھوں نے ان کا غرور بڑھا دیا اور انھوں نے وہی گمان کیا جیسا تمہارا گمان ہے کہ اللہ کسی کو (دوبارہ) نہ اٹھائے گا اور ہم نے آسمان کو تلاش کیا تو اس نے زبردست نگہبانوں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا اور ہم تو پہلے سننے کے واسطے خاص خاص مقامات پر بیٹھا کرتے تھے لیکن اب جو کوئی سننا چاہے تو یہ دیکھتا ہے کہ شہاب (اس کی) تاک میں ہے - اور ہم نہیں جانتے کہ اس میں زمین والوں کے واسطے ان کے پروردگار نے بھلائی چاہی یا برائی اور ہم میں سے بعض نیک ہیں اور بعض اس کے خلاف اور ہمارے مختلف حالات ہیں اور ہم نے گمان کیا ہے کہ اگر اللہ ہم کو گرفتار کرنا چاہے تو ہم چھوٹ نہیں سکتے اور جب ہم نے ہدایت سنی تو اس پر ایمان لے آئے پس جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے اس کو نہ کسی نقصان کا خوف ہے نہ ظلم کا اور ہم میں سے بعض فرمانبردار ہیں اور بعض سرکش - پھر جو فرمانبردار ہو گیا وہی نیکی کا طالب ہے اور جو سرکش ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہیں - اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو اور اللہ پر ایمان لے آؤ وہ تمھارے گناہ بخش دے گا اور دردناک عذاب سے تمہیں بچا دے گا اور جو اللہ کی طرف پکارنے والے کی بات قبول نہیں کرتا وہ اللہ

کے عذاب سے بچ نہیں سکتا اور سوا راللہ کے اُس کا کوئی مددگار نہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

(یہ نصیحت ان کی قوم والوں نے نہ مانی اور راہ پر نہ آئے) اگر راستے پر قائم ہو جاتے تو خدا ان کو دنیا میں بہت مال و دولت عطا فرماتا اور اس سے اُن کو آزما لیتا۔

(مدینے کے یہودی) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں[1] کو پہچانتے ہیں (لیکن ان میں سے) جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان پہنچایا وہ ایمان نہ لائے اور ان لوگوں نے جب یہ کہا کہ خدا نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اُتارا تو خدا کی قدر جیسی جاننا چاہیے تھی نہ جانی (خدا نے آنحضرت صلعم سے فرمایا) کہدو کہ وہ کتاب کس نے اُتاری تھی جس کے ذریعہ موسیٰ لوگوں کے لیے روشنی اور ہدایت لیکر آئے جس کو تم متفرق کاغذوں پر لکھتے ہو اس میں جو چاہتے ہو وہ ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو اور تم کو وہ باتیں سکھائی گئیں جو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا (اے محمدؐ) کہدو کہ اللہ ہی نے وہ کتاب اُتاری تھی (اور) ان کو واہی تباہی باتوں میں غلطاں پیچاں رہنے دو۔ (اور خدا نے ان سے کہا کہ) ہم نے تم سے اقرار لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرنا اور ماں باپ رشتے دار، یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور درستی سے نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔ پھر سوا تھوڑے لوگوں کے تم سب اقرار سے پھر گئے اور تم بے پروا ہو اور جب ہم نے تم سے اقرار لیا کہ آپس میں خون نہ کرنا اور اپنے شہروں سے لپنے لوگوں کو مت نکالنا اور تم نے یہ اقرار کیا اور تم خود اس کے گواہ ہو پھر تم وہی ہو

---

[1] اپنے بیٹوں سے مراد وہ انبیا ہیں جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے

کر اپنے لوگوں کا خون کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک فریق کو نکال دیتے ہو اور ان کے خلاف گناہ اور زیادتی سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو پھر وہ قید ہو کر تمہارے پاس آئیں تو تم فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو حالانکہ ان کا نکالنا تم پر حرام تھا کیا کتاب میں سے کچھ (حصے کو) مانتے ہو اور کچھ (حصے کا) انکار کرتے ہو پھر جو لوگ تم میں سے اس قسم (کے جرم) کریں تو اُس کا (نتیجہ) یہی ہے کہ دنیا میں رسوا ہوں اور قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوں اور اللہ تعالے تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی نہ ان کا عذاب کم ہوگا اور نہ ان کو مدد دیجائے گی۔

(خدا نے ان سے کہا) اے بنی اسرائیل میرا وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور اپنا وہ اقرار پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا ہے۔ میں بھی اپنا اقرار جو تم سے کیا ہے پورا کروں گا۔ اور میرا ہی خوف رکھو (پھر کہا) اے بنی اسرائیل میرا احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور میں نے تمام جہان پر تم کو فضیلت[۱] دی تھی اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئیگا نہ اُس کی طرف سے سفارش قبول کیجائے گی نہ معاوضہ لیا جائے گا اور نہ اُن کو مدد ملیگی اور خدا نے ان کو اپنے احسانات یاد دلائے کہ فرعون سے نجات دی۔ بچھڑا بنانے کا قصور معاف کیا۔ خدا کو دیکھنے کے مطالبے پر بے ہوش کر کے پھر ہوش میں لایا ابر کا سایہ کیا۔ اور من وسلوی اتارا اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ انھوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ یہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور جب ہم نے کہا

---

[۱] یعنی اس وقت سب سے زیادہ یہی ترقی یافتہ تھے

کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو خوب کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو کہ ہمارے بھاری بوجھ ہم سے اُتار دے ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور بھلائی کرنے والوں کو زیادہ دینگے (لیکن) ظالموں نے اس کے سوا جو ان سے کہی گئی تھی وہ بات بدل دی[1] پھر ہم نے ان پر جنہوں نے ظلم کیا تھا آسمان سے عذاب نازل کیا اس لیے کہ وہ بُرے کام کرتے تھے۔

خدا نے بارہ چشموں کا جاری ہو جانا اور ایک کھانے پر صبر نہ ہونے کی وجہ سے لہسن پیاز وغیرہ کی درخواست کرنا اور ان کو شہر میں داخل ہونے کا حکم ہونا یاد دلایا اور طور کا ان پر بلند کرنا اور ہفتے کے دن زیادتی کرنے کی وجہ سے پھٹکارے ہوئے بندروں (کی طرح) ہو جانا اور حضرت موسیٰ کے بیل ذبح کرنے پر طرح طرح کے حیلے و عذر کرنا اور ایک شخص کا خون کرنا اور ایک دوسرے پر الزام لگانا پھر قاتل کا ظاہر ہو جانا بھی یاد دلایا اور فرمایا (کہ ان نشانیوں کے دیکھنے کے بعد تمہارے دل نرم ہو جانا چاہیے تھے لیکن) پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر کی طرح سخت ہو گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بعضا پتھر پھٹ جاتا ہے اور اس میں سے پانی بہنے لگتا ہے اور بعضا اللہ کے خوف سے گر پڑتا ہے۔

(مسلمانوں کو توقع تھی کہ یہ بنی اسرائیل ایمان لے آئیں گے خدا نے مسلمانوں سے فرمایا کہ) کیا تم کو امید ہے کہ یہ (بنی اسرائیل) تمہاری بات مان لیں گے؟ اور ایک فرقہ ان میں ایسا ہوا ہے کہ اللہ کا کلام سنتا تھا اور سمجھ جانے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا اور جب یہ (بنی اسرائیل) مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم

---

[1] بات بدل دینے سے مراد ہے شریعت یا وحی الٰہی کے خلاف کیا

ایمان لے آئے اور جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جو بات خدا نے تم پر ظاہر فرمائی وہ تم ان (مسلمانوں) سے کیوں بیان کرتے ہو کیا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے نزدیک (یعنی توریت کی روسے) تم سے بحث کریں؟ تم کو عقل نہیں۔ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ ان کی چھپی اور کھلی دونوں باتیں جانتا ہے اور ان (بنی اسرائیل) میں سے بعض بے لکھے پڑھے ہیں جو (اللہ کی) کتاب نہیں جانتے بس خیالی آرزوئیں ہیں (یعنی فرضی بے بنیاد باتیں) اور بس قیاس بازیاں کیا کرتے ہیں اور ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں۔ یہ اللہ کے پاس سے (اتری) ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت لیلیں پس افسوس ہے ان پر کہ کیا ان کے ہاتھوں نے لکھا۔ ہے اور افسوس ہے اُن پر کہ کیا وہ کماتے ہیں اور (یہ بنی اسرائیل) کہتے ہیں کہ ہم کو بجز گنتی کے چند روز کے آگ چھوے گی نہیں (اے پیغمبر) کہو کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی اقرار لے لیا ہے کہ وہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا یا تم اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہو جو نہیں جانتے۔

خدا نے حضرت موسیٰ کے بعد یکے بعد دیگرے کئی پیغمبر بھیجے (لیکن) ہر بار جب کوئی رسول ایسا حکم لے کر آیا جو ان کی طبیعت کے خلاف تھا تو انہوں نے سرکشی کی بعضوں کو جھٹلایا اور بعضوں کو قتل کیا۔ (اب یہ حالت ہے کہ) کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہوا ہے (یعنی ہم سب کچھ جانتے ہیں اور دوسرے کی بات ہمارے دلوں پر اثر نہیں کرتی) نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان کو ملعون کردیا ہے اور بہت کم ان میں سے ایمان لاتے ہیں۔ جب خدا کے پاس سے ان کے پاس (قرآن) ایک کتاب آئی جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس سے

پہلے کافروں کے مقابلے میں اس کی مدد مانگا کرتے تھے جب وہ چیز آگئی جسے وہ پہچان چکے تھے تو انکار کرنے لگے اور انکار کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے انہوں نے محض ضد کی وجہ سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر جو چاہتا ہے وہ اپنی مہربانی سے نازل کرتا ہے۔ انکار کر کے اپنی جانوں کو بُری چیز کے بدلے بیچ ڈالا اسی لیئے ان پر غضب پر غضب آگیا اور انکار کرنے والوں کو ذلت کا عذاب ہو گا اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں۔ ہم تو اُسی پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اترا ہے اس کے سوا اور کسی کو نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ (قرآن) برحق ہے اور ان کی کتاب کی تصدیق کرتا ہے (اے محمدؐ) تم (ان سے) کہو کہ اگر تم (توریت پر) ایمان لائے ہو تو پھر کیوں تم نے اللہ کے پیغمبروں کو قتل کیا۔ بے شک موسیٰ تمہارے پاس نشانیاں لے کر آئے پھر تم اس کی غیبت میں بچھڑا پوجنے لگے یہ تمہارا ظلم تھا اور جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور طور تم پر بلند کر دیا۔ (اور کہا کہ) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہو اور (جو حکم دیا جائے وہ) سنو (تم نے) کہا ہم نے سنا (لیکن) ہم مانتے نہیں اور ان کے کفر کی وجہ سے تو بچھڑا ان کے دلوں میں بسا ہوا تھا (اے محمدؐ) کہدو کہ اگر تم ایمان والے ہو تو یہ ایمان تم کو برائی کی طرف لیے جا رہا ہے۔

یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ جنت میں سوا ہمارے اور کوئی نہ جائے گا خدا نے (آنحضرت صلعم سے فرمایا) کہو کہ اگر آخرت کا گھر خاص تمہارے ہی لیے ہے اور لوگوں کے لیے نہیں ہے تو اگر تم (اس قول میں) سچے ہو تو موت کی آرزو کرو لیکن پہلے وہ جو کچھ کر چکے ہیں اس کی وجہ سے کبھی آرزو نہیں کرینگے۔ اور اللہ ظالموں کو

خوب جانتا ہے اور (اے محمدؐ) تم مشرکوں سے بھی زیادہ زندگی پر انھیں کو حریص پاؤگے۔ ان میں کا ایک ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر ہزار برس کی ہو حالانکہ اتنی عمر کا ہونا بھی اس کو عذاب سے نہیں بچا سکتا اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے۔

(یہودی حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل سے جلتے تھے اس پر خدا نے کہا کہ اے محمدؐ) جو جبرئیل کا دشمن ہے اُس سے کہدو کہ اسی نے خدا کے حکم سے تمھارے دل پر (قرآن) نازل کیا ہے جو پہلی (کتابوں کی) تصدیق کرتا ہے ایمان والوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے جو اللہ اس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں اور جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ ان کافروں کا دشمن ہے اور ہم نے تم پر کھلی ہوئی نشانیاں نازل کی ہیں ان کا وہی انکار کرتے ہیں جو فاسق ہیں (خدا نے مسلمانوں سے فرمایا کہ) اہل کتاب جو منکر ہیں اور مشرکوں کا دل نہیں چاہتا کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے خاص کرتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

یہودی ہر بار جب کوئی اقرار کرتے تو ایک گروہ ان کا اس قول و قرار کو رد کر دیتا بلکہ اکثر نہیں مانتے۔ جبکہ اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک رسول آیا اُس کتاب کی تصدیق کرتا ہوا جو ان کے پاس ہے تو اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب (توریت) پیٹھ کے پیچھے ڈال دی جیسے ان کو خبر ہی نہ تھی (یعنی توریت میں آنحضرت کی پیشین گوئیاں تھیں بنی اسرائیل خوب پہچان گئے کہ یہی وہ نبی ہیں لیکن انھوں نے توریت ہی کو قابل لحاظ نہ سمجھا)

(خدا نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ) کیا تم بھی اپنے رسول سے ایسی خواہشیں کرنا

چاہتے ہو جیسی پہلے حضرت موسیٰ سے کی گئی تھیں اور جو کفر کو ایمان سے بدلے تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ اہل کتاب میں سے بہت سے دل حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد تمہیں پھر کافر بنا دیں حالانکہ حق بات ان پر ظاہر ہو چکی ہے تو اس وقت تک معاف کرو اور درگذر کرو جب تک خدا اپنا حکم بھیجے۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(یہودی) کہتے ہیں (کہ ہمارے سوا) اور نصاریٰ (کہتے ہیں کہ ہمارے سوا) کوئی جنت میں نہ جائے گا یہ ان کی فرضی باتیں ہیں (اے پیغمبر) ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی سند لاؤ۔

یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا دین کوئی چیز نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا دین کوئی چیز نہیں حالانکہ دونوں کتاب پڑھتے رہتے ہیں اسی طرح ان کے قول کی طرح وہ لوگ کہتے ہیں جو بے علم ہیں (یعنی عرب کے مشرکین و کفّار) تو اللہ قیامت کے دن ان کے اختلاف کا فیصلہ کر دے گا۔

(اے محمدؐ) یہود اور نصاریٰ جب تک تم ان کا دین اختیار نہ کرو گے کبھی راضی نہ ہوں گے تم کہدو کہ جو اللہ نے راہ بتلائی ہے وہی سیدھی راہ ہے اور اگر علم کے بعد تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ سے تمہارا حمایتی اور بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جیسے پڑھنے کا حق ہے وہی (قرآن پر) ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہیں وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

(حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیل۔ حضرت اسحٰق۔ حضرت یعقوب اور ان کی اولاد) ایک امت تھی جو گذر گئی انہوں نے جو کچھ کیا وہ ان کے لیے تھا اور تم نے جو کچھ کیا وہ

تمہارے لیے ہے اور اُن کے کئے کا تم سے کچھ نہ پوچھا جائے گا (یہ مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ یہودی یا نصاریٰ ہو جاؤ (اے محمدؐ) کہدو کہ نہیں ہم ابراہیم کے دین پر ہیں جو سیدھی راہ پر تھے اور مشرک نہ تھے۔

(اے مسلمانو) تم کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہم پر نازل ہوا اور جو کچھ ابراہیم۔ اسمٰعیل۔ اسحٰق یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ اور کل نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا۔ اس پر ایمان لائے اور ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ پھر اگر وہ (یہود اور نصاریٰ) تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو راہ پا گئے اور اگر وہ پھر گئے تو وہی ضد پر ہیں (محض عداوت اور ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے) اور خدا تم کو کافی ہے اور سننے والا اور جاننے والا ہے رنگ تو اللہ کا رنگ ہے اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے ہیں (اے محمدؐ) کہدو کہ کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا تمھارا (دونوں کا) پروردگار ہے اور ہمارے لیے ہمارے اعمال (کام آئیں گے) اور تمھارے لیے تمھارے اعمال (کام آئینگے) ہم اُسی کے خالص (بندے) ہیں (اے بنی اسرائیل) کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم۔ اسمٰعیل اسحٰق۔ یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصاریٰ تھی (اے محمدؐ) کہدو کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک شہادت ہے وہ اُسے چھپائے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے بے خبر نہیں ہے یہ ایک امت تھی (حضرت ابراہیم وغیرہ) جو گذر گئی اس نے جو کیا وہ اُسی کے لیے اور جو تم نے کیا وہ تمھارے لیے اور جو وہ کرتے تھے وہ تم سے نہیں پوچھا جائیگا۔

(یہ مدینے کے یہودی توریت کی پیشین گوئیوں وغیرہ سے اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ آنحضرتؐ سچے پیغمبر ہیں لیکن جان بوجھ کر حق بات چھپاتے تھے اس لیے (خدا نے کسی مسلمان کے سوال کرنے پر ارشاد فرمایا) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو (یعنی حضرت کو) ایسا ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو اور ایک گروہ ان میں کا جان بوجھ کر حق بات چھپاتا ہے۔ حق بات وہی ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پھر تم بحث نہ کرو (یا شک نہ کرو)

ہم نے جو صاف کھلے احکام اور ہدایت کی باتیں نازل کیں اور لوگوں کے واسطے کتاب میں صاف صاف بیان کر دیں اس کے بعد جو ان کو چھپاتے ہیں ان پہ اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں لیکن جنھوں نے توبہ کی اور حالت درست کر لی اور (جو چھپاتے تھے وہ) بیان کر دیا تو میں ان کے قصور معاف کرتا ہوں اور میں ہی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہوں۔ خدا نے کتاب میں جو کچھ نازل کیا اس کو جو لوگ چھپاتے ہیں اور اس کے عوض تھوڑے دام لیتے وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھرتے اور قیامت کے دن اللہ نہ ان سے بات کرے گا نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کو سخت عذاب ہوگا۔

یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی اور بخشش کے عوض عذاب (مول لیا) یہ دوزخ کی کیسی برداشت کرنے والے ہیں یہ (عذاب اس لیے ہوگا کہ) اللہ نے سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی اور جن لوگوں نے اس سے اختلاف کیا وہ ضد میں (سچائی سے) دور پڑ گئے ہیں۔

(اے محمدؐ) بنی اسرائیل سے دریافت کرو کہ ہم نے ان کو کتنی کھلی نشانیاں دیں

اور جو کوئی اللہ کی نعمت پہنچ جانے کے بعد اس کو بدل ڈالے تو اللہ کا عذاب سخت ہے۔
(یہودی اور ان کے ساتھ نصاریٰ بھی یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کے چہیتے اور اس کے
بیٹے ہم ہی ہیں اس خدا نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ تم) کہدو کہ اے یہودیو جیسا سمجھتے
ہو کہ اور سب آدمیوں میں ہم ہی اللہ کے چہیتے ہیں تو اگر تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو
اور یہ جو کچھ کر چکے ہیں اس کی وجہ سے کبھی موت کی آرزو نہیں کرینگے اور اللہ ظالموں کو
خوب جانتا ہے اور (اے محمدؐ) کہدو کہ پھر (خدا) تمھارے گناہوں کے عوض تم کو
عذاب کیوں کرتا ہے (تم نہ بیٹے ہو نہ چہیتے) بلکہ جو آدمی اس نے پیدا کئے ہیں انھیں
میں سے تم بھی ہو۔ وہ جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔
خدا کو دین اسلام پسند ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا تو (حق بات) معلوم
ہو جانے کے بعد آپس کی ضد سے اور جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتا ہے تو اللہ جلد
حساب لینے والا ہے۔ پھر اگر یہ بحث کریں تو (اے محمدؐ) تم کہدینا کہ میں نے اور
میرے ساتھ والوں نے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دیا .... جو لوگ اللہ کی
آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے ہیں اور انصاف کا حکم دینے
والوں کو مار ڈالتے ہیں تو ان کو سخت عذاب کی خوشخبری سُنا دو یہی وہ لوگ
ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے اور ان کے کوئی مددگار نہیں۔
(اے محمدؐ) تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا کچھ علم دیا گیا ہے ان کو اللہ کی
کتاب کے مطابق فیصلہ کرنے کو بلایا جاتا ہے تو ایک گروہ ان کا منہ پھیر کر چل دیتا ہے
اور بے پروائی کرتا ہے یہ (حرکتیں) اس لیے ہیں کہ وہ کہتے ہیں ہم کو گنتی کے چند روز
کے سوا آگ چھوئے ہی گی نہیں اور جو کچھ وہ افترا کرتے ہیں اس نے دین میں ان کو

دہوکہ دے رکھا ہے۔ پھر اس دن جس میں کوئی شک نہیں ہم ان کو جمع کرینگے تو ان کا کیا حال ہوگا اور ہر شخص کو اس کے کام کا پورا بدلا ملے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

(خدا ان اہل کتاب بنی اسرائیل اور نصاریٰ سے جو چاہتا تھا جس کا اس نے آنحضرت صلعم کو اہل کتاب سے کہنے کا حکم دیا وہ یہ تھا کہ) اے اہل کتاب تم وہ بات اختیار کرلو جو ہمارے اور تمہارے نزدیک یکساں ہے (وہ یہ کہ) سوا خدا کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو خدا نہ سمجھے پھر اگر یہ اہل کتاب اس بات سے) روگردانی کریں تو (مسلمانو) تم ان سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (اسی حکم کے) ماننے والے ہیں۔

(حضرت ابراہیم کے متعلق بنی اسرائیل کہتے تھے کہ وہ یہودی تھے اور عیسائی کہتے تھے کہ وہ نصرانی تھے اس قول کی تردید میں خدا نے فرمایا کہ) اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں حجت کرتے ہو اور توریت و انجیل تو ان کے بعد ہی نازل کی گئی ہیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں (حضرت ابراہیم سے پہلے یہ کتابیں نازل ہو چکی تھیں تو اس وقت یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی تھے)

دیکھو! تم ایسی بات میں کیوں حجت کرتے ہو جس کا تم کو کچھ علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے۔ پورے فرمانبردار ایک خدا کے تھے اور نہ وہ مشرکوں میں سے تھے (تم یہ بھی دعویٰ نہیں کر سکتے کہ تم حضرت ابراہیم سے زیادہ قریب ہیں بلکہ) لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ قریب تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر (محمد صلعم) ہیں جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور خدا ایمان والوں کا دوست ہے۔

(مسلمانو) اہل کتاب کا ایک گروہ تم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔ اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ تم خبردار ہو۔ اے اہل کتاب تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور جان بوجھ کر حق بات چھپاتے ہو۔ باوجودیکہ تم جانتے ہو۔

اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس پر صبح کو ایمان لے آؤ اور شام کو اس سے انکار کر دو تاکہ (مسلمان دین سے) پھر جائیں اور سوائے اپنے دین والے کے دوسرے کی بات نہ مانو (اے محمدؐ) کہدو کہ ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے (بغیر اس کی توفیق کے کوئی ہدایت نہیں پا سکتا) (یہودی اپنے لوگوں کو یہ بھی سمجھاتے تھے کہ تم یہ خیال کرنا کہ) جو بات تم کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہ ہوگی کہ وہ تمہارے پروردگار کے نزدیک تم سے مقابلہ کر سکے۔ (یعنی تم سے بڑھ کر ہدایت اور علم و فضل کسی کو حاصل نہیں ہے تم اپنے آپ سے بڑھ کر کسی کو نہ سمجھو، خدا نے ان کے اس خیال کی تردید کی اور فرمایا کہ اے محمدؐ) کہدو کہ فضل اللہ کے اختیار میں ہے جس پر چاہتا ہے مہربانی کرتا ہے اور اللہ وسیع نعمت والا جاننے والا ہے، اور اپنی رحمت کے لیے جس کو چاہتا ہے اُسے خاص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اہل کتاب میں کوئی ایسا ہے کہ اگر (چاندی سونے کے) ڈھیر اس کے پاس امانت رکھواؤ تو وہ (مانگتے ہی) ادا کر دے اور کوئی ان میں ایسا ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار ہی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ ہو کبھی نہیں دینے کا یہ (بے ایمانی) اس لیے کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ جاہلوں کا مال مار لیں تو ہم پر کوئی گناہ

نہ ہوگا اور جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (ان پر ضرور گناہ ہوگا) ہاں جو شخص اپنا اقرار پورا کرے اور (بد معاملگی سے) پرہیز کرے تو اللہ تعالیٰ برائیوں سے پرہیز کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو لوگ خدا، اقرار اور اپنی قسموں کو بیچ کر تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو سخت عذاب ہوگا۔

خدا نے بنی اسرائیل کے مفت کے مال پر حرص کرنے کی عادت کا تذکرہ ایک جگہ اور اس طرح کیا ہے کہ بعض ان میں کے نیک ہیں اور بعض اس کے خلاف اور ہم نے ان کو اچھائیوں اور برائیوں سے آزمایا کہ وہ (ہماری طرف) متوجہ ہوں پھر ان کے بعد نالایق اولاد کتاب کی وارث ہوئی یہ ذلیل دنیا کا سامان لینے لگے اور کہتے ہیں کہ ہماری بخشش ہو جائے گی اور اگر ان کے پاس ویسا ہی مال پھر آئے تو اسے بھی لے لیں کیا ان سے کتاب کا عہد نہیں لیا تھا کہ اللہ پر سوائے سچ کے اور کچھ نہ کہنا اور جو کچھ اس (کتاب) میں ہے وہ انہوں نے پڑھ لیا ہے اور گناہوں سے بچنے والوں کے لیے آخرت کا گھر بہتر ہے پھر تم سمجھتے نہیں اور جو لوگ کتاب پر مضبوطی سے قائم ہیں اور نماز پڑھتے ہیں تو ہم نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور ان (اہل کتاب) میں سے ایک گروہ ہے جو قیامت کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے کہ تم خیال کرو کہ یہ کتاب (ہی) کا ایک حصہ ہے اور وہ کتاب میں کا (حصہ) نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ وہ خدا کے پاس سے (آیا) ہے اور وہ خدا کے پاس سے نہیں (آیا) ہے اور وہ جان بوجھ کر خدا پر جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی آدمی یہ نہیں کرنے کا کہ خدا اسے کتاب حکمت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے سوا میرے بندے ہو جاؤ بلکہ وہ یہ کہے گا (اللہ کی)

کتاب سکھانے اور اس کے پڑھتے رہنے سے اللہ کی عبادت کرنے والے بن جاؤ اور نہ وہ یہ کہے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بنا لو۔ کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد کفر کرنے کو کہے گا۔

(یہ اہل کتاب لوگوں کو ایمان لانے سے روکتے بھی تھے اس پر ان کو ہدایت کی گئی کہ اے محمدؐ (ان سے) کہدو کہ اے اہل کتاب جو کوئی ایمان لایا تم جان کر اسے اللہ کے راستے سے روکتے ہو اور اس میں عیب نکالتے ہو اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔ اے مسلمانو اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا کہنا سنو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دینگے اور تم کس طرح کفر کروگے حالانکہ اللہ کی آئتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول موجود ہے جس نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑا اس نے سیدھا رستہ پالیا۔ اگر تمہاری طرح کتاب والے بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے اچھا تھا۔ ان میں (تھوڑے) ایمان والے ہیں اور اکثر نافرمان ہیں وہ بجز ستانے کے تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے لڑینگے تو بھاگتے ہی بن پڑے گی اور ان کو مدد نہیں ملے گی ...... سب اہل کتاب یکساں نہیں ہیں ان میں بعض سیدھی راہ چلنے والے ہیں اللہ کی آئتیں رات کے وقت پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہیں اور اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ یہی لوگ نیک بخت ہیں اور جو بھلائی وہ کرینگے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ پرہیزگاروں کو جانتا ہے۔

(یہ بنی اسرائیل بیہودہ باتیں بھی منہ سے بک دیا کرتے تھے ایک مرتبہ کہدیا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں اس پر خدا نے فرمایا کہ) اللہ تعالے نے ان لوگوں کی

بات سُن لی جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔ ہم ان کی یہ بات اور پیغمبروں کے ناحق قتل کرنے کو لکھ لیں گے اور (ایک دن) ہم ان سے کہیں گے کہ (لو اب) جلنے کا عذاب چکھو۔

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کہا بے شک اللہ نے ہم سے عہد کیا ہے کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی لے کر نہ آئے جسے آگ کھا لے (اے محمدؐ) تم کہدو کہ تمہارے پاس تو مجھ سے پہلے کئی پیغمبر کھلی ہوئی نشانیوں اور اس نشانی کے ساتھ آئے جو تم نے کہی پھر اگر تم سچے تھے تو تم نے ان کو کیوں مار ڈالا۔

(اے محمدؐ وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اس کتاب (توریت) کو لوگوں سے بیان کر دینا اور چھپانا نہیں پھر انھوں نے یہ عہد پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے تھوڑا مول (یعنی دنیا کی چیزیں) لینے لگے۔ اور کیا برا ہے جو یہ حاصل کرتے ہیں اور (اے مسلمانو) اہل کتاب میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو اللہ پر اور اُس (قرآن) پر جو تم پر نازل ہوا اور جو کچھ ان پر نازل ہوا ایمان لاتے ہیں خدا سے ڈرتے رہتے اللہ کی آیتوں پر تھوڑا مول نہیں لیتے ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس اجر ہے۔ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

(یہودی دین اسلام میں طعنہ زنی بھی کرتے تھے اور بعض خفیف اور ذلیل حرکتیں بھی کیا کرتے تھے جیسا ان آیتوں میں بیان ہوا ہے) (اے محمدؐ) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا تھا وہ گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی گمراہ ہو جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ ہی حامی کافی ہے اور اللہ ہی مددگار کافی ہے۔ یہودیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ کلام کو اپنے موقع سے بدل

ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا یہ سب زبان مروڑ کر اور دین میں طعنہ کرنے کو کہتے ہیں اگر وہ یہ کہتے کہ سمعنا واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ ان کے حق میں بہتر اور درست ہوتا[1] لیکن ان پر تو اللہ نے کفر کی وجہ سے لعنت کر دی ہے اور وہ ایمان نہیں لانے کے لیکن تھوڑے۔ اے اہل کتاب اس سے پہلے کہ ہم تمہیں ذلیل وحقیر کر دیں یا ایسی لعنت کریں جیسی سبت والوں پر کی تھی ہم نے جو (قرآن) نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ۔ اور خدا کا حکم تو ہو کر رہے گا (اے محمدؐ) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو بڑے پاک بنتے ہیں (حالانکہ یہ سب ان کی باتیں ہیں) بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور ایک تاگے برابر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا (اے محمدؐ) دیکھو یہ اللہ پر کیسا جھوٹ بولتے ہیں اور یہی کھلا ہوا گناہ (خدا پر جھوٹ بولنا ان کی سزا کے لیے) کافی ہے (اے محمدؐ) تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا ایک حصہ ملا وہ جادو اور بھوتوں کو مانتے ہیں اور کافران کی نسبت کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو یہ زیادہ ٹھیک راستے پر ہیں انہیں لوگوں پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے کیا ان کے پاس بادشاہت کا کچھ حصہ ہے کہ یہ لوگوں کو تل برابر بھی نہ دینگے یا اللہ نے جو اپنی مہربانی سے دیا ہے اس پر یہ لوگوں

---

[1] عرب میں کسی حکم یا کسی نصیحت وغیرہ کو سن کر کہا کرتے تھے کہ سمعنا واطعنا یعنی ہم نے سنا اور مانا۔ لیکن یہودی بجائے اطعنا کے عصینا کہتے تھے اس کے معنی ہیں ہم نے نہیں مانا اور اسمع کے معنی ہیں سنو اور غیر مسمع کے دو معنی ہیں ایک اچھے اور ایک برے۔ اچھے یہ ہیں کہ تمہیں کوئی بری بات نہ سنا سکے اور برے معنی یہ ہیں کہ بری بات کوئی نہ سنے یا تو بہرہ ہو جائے کہ تجھے کوئی سنا نہ سکے اور انظرنا و راعنا کے معنی ہیں ہماری طرف دیکھو ہماری طرف توجہ کرو لیکن یہودی بجائے راعنا کے راعینا کہتے تھے جس کے معنی ہیں ہمارا چرواہا اور کہتے اس طرح سے کہ سننے والا اچھی طرح تمیز نہ کر سکتا کہ انہوں نے راعنا کہا یا راعینا۔ خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا وہ انظرنا کہا کریں اور راعنا نہ کہا کریں۔

سے حسد کرتے ہیں (تو یہ کوئی نئی بات نہیں) ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب و حکمت اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی تھی۔ پھر ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو رکتے ہیں (ان کے لیے) دہکتی ہوئی دوزخ (کی آگ) کافی ہے۔

یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اور معجزہ طلب کیا کہ آسمان سے کتاب لے کر آؤ اس پر خدا نے یہ جواب دیا کہ (اے محمدؐ) اہل کتاب جو تم سے (یہ معجزہ) طلب کرتے کہ تم ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار لاؤ تو ان لوگوں نے حضرت موسیٰؑ سے اس سے بڑا (معجزہ) طلب کیا تھا کہ انھوں نے کہا تھا کہ اللہ کو سامنے لا کر ہمیں دکھلا دو آخر ان کی شرارت کی وجہ سے انپر بجلی گر پڑی پھر الیسی کھلی نشانی ان کے پاس آجانے پر وہ بچھڑا پوجنے لگے ہم نے اس پر بھی درگذر کی اور حضرت موسیٰؑ کو ہم نے صریح غلبہ دیا اور ان سے اقرار لینے کو ہم نے ان پر طور بلند کر دیا اور ان سے کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوا ور ہم نے ان سے کہا کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کرو۔ اور ہم نے ان سے سخت عہد لیا پھر انہوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور اللہ کی آیتوں کا انکار کیا اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور کہنے لگے ہمارے دل پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں (یعنی ہمارے دل پر کسی کی بات اثر نہیں کرتی حالانکہ غلاف نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے مہر کر دی ہے اور وہ ایمان نہ لائیں گے لیکن تھوڑے۔ اور ان کے کفر اور ان کے مریمؑ پر بڑا بہتان لگانے کی وجہ سے (مہر کر دی) اور اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا ہم نے عیسےٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا...... اور یہودیوں کی (ایسی ہی اور دوسری) شرارتوں کی وجہ سے ہم نے

ان پر چند پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کی راہ سے بہت روکتے تھے اور ان کے سود کھانے کی وجہ سے حالانکہ سود کھانے کی ان کو ممانعت تھی اور لوگوں کا مال ناحق کھانے کی وجہ سے اور ان میں جو کافر ہیں ان کے لیے ہم نے تکلیف کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن جو ان میں بڑے عالم اور ایمان والے ہیں وہ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو (اے محمدؐ) تم پر نازل ہوئی ہے اور جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہے اور نماز ادا کرنے والے زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور آخری دن کو ماننے والے ہیں ان کو ہم بڑا اجر دیں گے۔

اور بنی اسرائیل سے اللہ اقرار لے چکا ہے اور ہم نے ان میں بارہ نقیب مقرر کیے تھے اور اللہ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں (یعنی تمہاری مدد کرتا رہوں گا) اگر تم درستی سے نماز ادا کرتے رہو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے۔ میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے ان کی عزت کرتے رہو گے ———) اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو گے (یعنی نیک کاموں میں اپنا مال و دولت خرچ کرتے رہو گے) تو میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا اور تمہیں ایسے باغوں میں لے جاؤں گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں پھر جو کوئی اس اقرار سے پھر جائے گا تو وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔ پھر ان لوگوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا تو ہم نے ان پر لعنت کر دی اور ان کے دل سخت کر دیے۔ (تو یہ تھا) کے لفظ اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور ان کو جو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک حصہ انہوں نے بھلا دیا اور (اے محمدؐ) تم کو ان کی ایک نہ ایک دھوکہ بازی معلوم ہوتی رہے گی لیکن تھوڑے لوگ (ان عیبوں سے بری ہیں) تم ان کا قصور

معاف کرو اور ان سے درگذر کرو اللہ بھلائی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ہم نے نصاریٰ سے بھی اقرار لیا تھا (یہ بھی) نصیحت کا ایک حصہ بھلا بیٹھے جو ان کو کی گئی تھی اور ہم نے ان میں اور (یہودیوں میں) قیامت تک کے لیے دشمنی اور عداوت ڈال دی اور جو کچھ یہ کرتے رہے ہیں اللہ ان کو بتلا دے گا۔

(خدا نے نصاریٰ اور یہودیوں کو نصیحت کی کہ) اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے کتاب کی بہت سی باتیں جو تم چھپاتے تھے ان کو ظاہر کرتا ہے اور (تمہاری) بہت سی باتیں چھوڑ دیتا ہے۔ بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس روشنی اور روشن کتاب آئی ہے اور اللہ اس سے اس کی مرضی پر چلنے والوں کو سلامتی کے راستے بتلاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لاتا ہے اور ان کو سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ (اور فرمایا کہ) اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس رسولوں کا سلسلہ بند ہونے کے بعد آیا ہے تم سے (دین کی باتیں) بیان کرتا ہے تم یہ نہ کہنا کہ ہمارے پاس کوئی خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا اب تو تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا آگیا اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(باوجود ان نصیحتوں کے یہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تھے کبھی مسلمانوں پر اعتراض کرتے کبھی فریب دیتے کبھی کوئی کفر کا کلمہ کہہ بیٹھتے اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کو لڑائی کے لیے اکساتے تھے۔ اس پر خدا نے یہ وحی بھیجی کہ اے محمدؐ) تم کہدو کہ اے اہل کتاب تم ہم میں یہی عیب نکالتے ہو نا کہ ہم اللہ پر اور جو ہم پر نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور یہ کہ تم میں اکثر نافرمان ہیں (اے محمدؐ) کہدو کہ میں تم کو بتلاتا ہوں کہ اللہ سے بدلہ پانے کے ان سے زیادہ کون لائق ہیں (اور وہ) جن پر اللہ نے لعنت کی

اور غصّے ہوا اور ان میں سے کتنوں کو بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کو پوجا۔ یہی لوگ درجے کے بدتر ہیں اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ہیں اور یہ لوگ جب تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے حالانکہ یہ جب آئے تھے تو کفر کے ساتھ اور جب گئے تو کفر کے ساتھ اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اُسے اللہ خوب جانتا ہے اور (اے محمدؐ) تم ان میں سے اکثر کو دیکھو گے کہ جھوٹ بولنے، ظلم کرنے، اور حرام مال کھا جانے پر دوڑے پھرتے ہیں۔ بیشک یہ بُرے کام کرتے رہے۔ ان کے عالم اور درویش جھوٹ بولنے اور حرام مال کھانے سے ان کو منع کیوں نہیں کرتے بے شک یہ بُرے کام کرتے رہے۔ اور یہودی کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ تنگ ہے (یعنی (معاذ اللہ خدا بخیل ہے) انہیں کے ہاتھ تنگ ہیں۔ یہ بات کہنے کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی ہے نہیں! اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے (اے محمدؐ) جو (قرآن) تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی شرارت اور کفر بڑھا دیگا اور ہم نے ان میں قیامت تک کے لیے عداوت اور کینہ پیدا کر دیا ہے اور جب وہ لڑنے کے لیے آگ سلگاتے ہیں تو اللہ بجھا دیتا ہے اور وہ ملک میں فساد کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور گناہوں سے بچتے تو ہم ان کے گناہ معاف کر دیتے اور ان کو نعمتوں والے باغوں میں لے جاتے اور اگر وہ توریت و انجیل اور اس پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا قایم رہتے تو ان کو افراط سے روزی ملتی ان میں ایک گروہ تو میانہ رو ہے اور اکثر ان میں بُرے کام کرتے ہیں ۔

(خدا نے آنحضرت صلعم کو حکم دیا کہ) یہودیوں کو اس شخص کا قصہ سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں عنایت فرمائیں اُس نے ان کے مطابق عمل نہیں کیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں شامل ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کے ذریعہ اُس کا رتبہ بلند کرتے لیکن اُس نے زمین پر گرنا چاہا اور اپنے خواہش نفس پر چلا۔

(یہودیوں کی سرکشی۔ مخالفت اور ان کے راہ راست پر نہ آنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج ہوتا تھا اس لیے خدا نے فرمایا کہ اے محمدؐ) تم کہدو کہ اے اہل کتاب جب تک تم توریت وانجیل اور (ان کے علاوہ) وہ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے قایم نہ کرو گے اس وقت تک تمہارا دین کچھ بھی نہیں۔ (اے محمدؐ) جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ اُن سے اکثر کی شرارت اور کفر بڑھا دے گا تم ان انکار کرنے والوں کا رنج نہ کرو۔ ہم تو بنی اسرائیل سے عہد لے چکے ہیں اور ہم نے ان کے پاس کئی رسول بھیجے اور ہر بار جب کوئی رسول ان کے پاس ایسے حکم لے کر آیا جن کو ان کی طبیعت نہیں چاہتی تھی تو بعضوں کو جھٹلایا اور بعضوں کو قتل کر دیا اور سمجھ لیا کہ ہم پر کوئی بلا نہ آئے گی اور اندھے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی تو پھر (بھی) ان میں اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے۔

بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسےٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے۔ بُرے کام کرتے تھے (اور) اس سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ بے شک برا کرتے تھے۔ (اے محمدؐ) تم ان میں سے اکثر کو دیکھو گے کہ وہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں انھوں

سے نے جو کچھ (ذخیرہ) اپنے واسطے آگے بھیجا ہے (وہ) بُرا (ذخیرہ) ہے جس سے خدا اُن سے
ناراض ہوا اور یہ ہمیشہ عذاب میں رہینگے۔ اگر وہ اللہ اور نبی پر اور جو کچھ اُس پر نازل
ہوا ہے ایمان لاتے تو (کافروں کو) دوست نہ بناتے لیکن اکثر ان میں نافرمان ہیں
(اے محمدؐ) تم سب لوگوں میں مسلمانوں کا سخت دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے اور
دوستی میں مسلمانوں سے نزدیک ان کو پاؤ گے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں کیونکہ ان میں
عالم فاضل اور درویش ہیں اور غرور نہیں کرتے اور جب (وہ کلام) سنتے ہیں جو رسول
پر نازل ہوا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لیے
کہ انہوں نے حق بات پہچان لی۔ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے
تو ہم کو گواہوں میں لکھ لے اور ہم کو کیا ہوا ہے جو ہم اللہ پر اور حق بات پر جو ہم تک
پہنچی ایمان نہ لائیں اور اس بات کی خواہش نہ کریں کہ ہمارا پروردگار ہم کو نیک بخت لوگوں
میں شامل کرے۔

(مدینے کے یہودیوں بنی قریظہ نے مسلمانوں سے جو معاہدہ کیا تھا اُسے کئی بار
توڑ ڈالا اور مشرکوں کو مدد دی ان کا مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا آخر) خدا ان کو
اپنے قلعوں سے اتار لایا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو تو مسلمان
قتل کرنے لگے اور کتنوں کو قید ان کی زمین ان کے گھر اور ان کے مال کا اور اُس زمین
کا جس میں مسلمانوں نے قدم بھی نہیں رکھا مسلمانوں کو مالک بنا دیا اور اللہ سب کچھ
کر سکتا ہے۔

مدینے کے یہودیوں میں ایک گروہ منافقوں کا تھا یہ زبان سے تو اسلام کا
اقرار کرتا تھا لیکن دل میں کافر ہی رہا۔ یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے تو کہتے

ہم بھی ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں میں اکیلے ہوتے تو کہتے ہم تو تمہارے ساتھ ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی حکم دیتے تو سامنے کہتے ہم نے مان لیا جب چلے جاتے راتوں کو اس کے خلاف تجویزیں کرتے اگر مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہوتی تو کہتے ہم تو تمہارے ساتھ تھے اگر مشرکوں کی فتح ہوتی تو کہتے ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچا لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برائی کیا کرتے تھے کہ (معاذ اللہ) آپ کچے کان کے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر طرح طرح کے حیلے کر کے جان بچاتے تھے اول تو مسلمانوں کی مدد نہیں کرتے تھے اور اگر کبھی اتفاق سے ساتھ جانا پڑا تو مارے ڈر کے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے تھے اپنے بھائیوں اہل کتاب سے کہتے تھے کہ اگر تم یہاں سے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور اگر کوئی تم سے لڑا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ تھا۔ ان منافقوں نے ایک مسجد بھی بنائی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں اور مسلمانوں سے جو لوگ لڑیں ان کے لیے پناہ کی جگہ ہو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد کو کھدوا ڈالا تھا۔ غرض یہ منافق مسلمانوں کی آستین کے سانپ بنے رہے) خدا نے آنحضرت صلعم کو ممانعت کر دی تھی کہ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھا کریں اور منافقوں کے حق میں بہت سخت عذاب کی خبر دی ہے۔

(آخر بجز ایمان والے اور نیک بختوں کے سب بنی اسرائیل کے حق میں خدا کا یہ فیصلہ ہوا کہ) ذلت کی مار ان پر پڑ گئی جہاں پر پائے جائیں گے (ذلت ہی دیکھیں گے) لیکن جب مسلمانوں کی پناہ میں یا اور لوگوں کی پناہ میں آ جائیں گے اور اللہ کا غضب ان پر پڑ گیا اور تنگی کی مار ان پر رہے گی اس وجہ سے کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے

رہے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے (اور) اس وجہ سے (غضب میں پڑے کیونکہ) نافرمان تھے اور حد سے گذر گئے تھے۔

نتائج

یہ بنی اسرائیل کی بہت مختصر تاریخ ہے لیکن ہماری نصیحت اور عبرت کے لیے اس مختصر میں کافی ذخیرہ موجود ہے۔

۱۔ ان تمام حالات کو دیکھ کر اس قوم کا جو خاصہ قائم ہو سکتا ہے وہ اگر ایک لفظ میں ظاہر کیا جائے تو وہ "حماقت" سے موزوں کوئی لفظ نہیں ہے۔

۲۔ اگر بنی اسرائیل کی تاریخ ان کے مذہب کا اثر و نتیجہ سمجھی جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بیہاڑی مذہب جہاں گیا وہاں شقاوت اور حماقت ساتھ لے گیا۔ اور یہی اس قوم کے اسباب تنزل ہیں لیکن یہ رائے ایک متعصبانہ رائے ہے۔ تاریخ تمام تر مذہب ہی کا نتیجہ نہیں ہوا کرتی اور حضرت موسیٰ جو مذہب لے کر آئے اس پر بھی کوئی بڑا الزام عائد نہیں ہو سکتا اس قوم کے اسباب زوال جو اللہ نے بتلائے ہیں وہ یہ ہیں۔

(الف) اللہ کی آیتوں یعنی احکام کا انکار۔ خدا نے جو حکم دیئے ہیں وہ یہ ہیں کہ زنا نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ قتل و خونریزی اور فتنہ و فساد نہ کرو اور خدا ہی کی عبادت کرو۔ خیرات دو۔ مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرو۔ لوگوں کے حقوق ادا کرو وغیرہ۔ ان احکام سے جو قوم روگردانی کرے گی وہ یقیناً خدا کے غضب میں گرفتار ہوگی۔

(ب) انبیا کا قتل۔ بنی اسرائیل میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں انھیں کی اصلاح

کے لیے رسول و پیغمبر آئے۔ وہ قتل کر دیئے گئے اس لیے خرابیوں کی اصلاح نہ ہو سکی اور برائیوں کی جڑ مضبوط ہو گئی۔

(ج) نافرمانی حد سے تجاوز۔ خدا نے زندگی اور معاملات میں جو حدیں مقرر کی ہیں ان میں خاص مصلحتیں ہیں اور ہمارے ہی فائدے کے لیے ہیں ان کے توڑنے سے یقیناً ہمارا نقصان ہے۔

(د) چوتھا سبب جو ان سب سے زیادہ اصلی ہے اور یہ تین اسباب مذکورہ اسی سبب کی تفصیل ہیں وہ یہ ہے جو آیت ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ

اور جب تمہارے پروردگار نے آگاہ کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں زیادہ دونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے

شکر کے ایک معنی تو فرمانبرداری کے ہیں اور ایک معنی میں خدا کی بخشی ہوئی نعمتوں اور قوتوں کا صحیح استعمال ان کے علاوہ اکثر آیتوں میں اس لفظ کے موزوں معنی فرض ادا کرنے کے ہوتے ہیں اور غور کیا جائے تو پہلے دو معنی بھی یہی ہیں اور کفر کے معنی ہیں فرض سے غفلت کرنا یا ادا نہ کرنا۔ بنی اسرائیل کی تباہی اور ذلت و مسکنت میں گرفتار ہونے کا اصلی سبب یہی ہوا کہ انھوں نے فرائض سے غفلت کی آخر خدا کا سخت عذاب آگیا جس قوم کی تاریخ اُٹھا کر دیکھو گے تو اس کے زوال اور بربادی کا اصل الاصول یہی نظر آئے گا اور سب اسباب اسی کی فروع اور شاخیں ہوں گی۔

انسان کی مختلف حیثیتیں ہیں، تمدنی، مذہبی، معاشرتی، ملکی، قومی، خاندانی، اور ذاتی و شخصی اور ہر حیثیت کی بنا پر اُس کے ذمہ خاص خاص فرائض ہوتے ہیں

تمدنی حیثیت سب حیثیتوں سے نمایاں ہوتی ہے۔ اور اسی صیغے کی ادائیگی فرض سے
جو ثمرہ یا صلہ حاصل ہوتا ہے وہی بڑی حد تک دوسری حیثیتوں کے فرائض ادا کرنیکا
ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ مثلاً، تجارت، زراعت، صنعت و حرفت، ملازمت علمی خدمت
انسان کی نمایاں حیثیتیں ہیں اسی حیثیت کے فرائض کی انجام دہی کا صلہ اس کو دوسری
حیثیتوں کے فرائض ادا کرنے کے قابل کرتا ہے۔ کسی قوم کی زندگی اور عروج و ترقی
تمام حیثیتوں کے فرائض صحیح اور پورے طور پر ادا کرتے رہنے پر منحصر ہے۔ انسان کو
جس طرح تمدنی فرائض نہایت مستعدی اور ایمانداری سے ادا کرنے کی ضرورت ہے
اسی طرح معاشرتی خاندانی اور قومی وغیرہ فرائض میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی جائز
نہ رکھے ورنہ وہ خدا کے نزدیک ناشکرا ہے اور ناشکری کے لیے اُس کا عذاب بہت
سخت ہے۔ اگر ہر شخص اپنے اپنے فرائض ادا کرتا رہے اور کسی قسم کی کوتاہی ادائے
فرض میں نہ کرے تو اس قوم کو کبھی زوال نہیں ہوسکتا آج جو قومیں دنیا کی حاکم بنی
ہوئی ہیں ان کی ترقی اور عروج کا اصلی اور حقیقی سبب یہی ہے کہ ان کا ہر فرد یا زیادہ
حصہ اپنا فرض مستعدی سے ادا کر رہا ہے اور جو قومیں محکوم اور غلام بنی ہوئی ہیں اس کی علت
اگر غور کیا جائیگا تو یہی ہوگی کہ وہ اپنے فرائض سے غافل ہیں۔

یہاں یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ بعض لوگ اپنے لیے خاص مشاغل
انتخاب کر لیتے ہیں اور اسی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنا
فرض ادا کرتے ہیں حالانکہ وہ صحیح فرض نہیں ہوتے مثلاً اکثر مسلمان اوراد و وظائف
اور قرآن کی خالی تلاوت میں مشغول رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا وقت بہت اچھا
گذرتا ہے اور ہم فرض ادا کرتے ہیں حالانکہ بحیثیت انسان اور مسلمان ہونے کے

اور دوسری حیثیتوں سے جو فرائض ان پر واجب الادا ہیں وہ بدستور ان کے ذمہ باقی رہتے ہیں اور غلطی سے جس شغل کو وہ فرض خیال کر کے پورا کرتے ہیں اس پر ان کو ثواب کی بھی توقع نہ کرنا چاہیئے مسلمانوں کو اپنے اصلی فرائض معلوم کرنا ہوں تو قرآن کو سمجھ کر پڑھیں اور اس کے مطالب و مضامین پر غور کریں۔

(۳) اس قصے میں اور بھی بہت سی نصیحتیں ہیں غور سے پڑھو اور دیکھو کہ خدا نے بنی اسرائیل کو کن کن باتوں پر الزام لگایا ہے ان سے ہمیں بچنا چاہیئے۔

(الف) بزدلی کرنا اور موت کے ڈر سے بھاگ جانا۔

(ب) جادو کا پڑھنا پڑھانا۔

(ج) خدا کے کتاب میں سے کچھ چھپانا کچھ ظاہر کرنا اس کے الفاظ اپنی جگہ سے بدل دینا اور اس کے عوض دنیا کمانا۔

(د) خود کتاب لکھنا اور اُسے خدا کی طرف سے نازل ہونا ظاہر کرنا۔

(ہ) امانت ادا نہ کرنا۔

(و) خدا کی نسبت بے ادبی کے کلمے زبان سے نکالنا جیسے خدا فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔ خدا کے ہاتھ تنگ ہیں۔

(ز) لوگوں کا مال ناحق کھانا اور سود لینا۔

(ح) اقرار پورا نہ کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ منافقت کرنا۔

اور جن باتوں کا خدا نے حکم دیا اور ثواب کی امید دلائی ہے ہمیں ان کی پابندی کرنا چاہیئے مثلاً۔

(الف) خدا کی کتاب پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ خدا ہی کو کارساز بنانا اسی کی عبادت

کرنا۔

(ب) خدا کو قرض حسنہ دینا۔ زکوۃ ادا کرتے رہنا۔

(ج) ماں باپ رشتے دار یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا۔

(د) صبر و استقلال سے کام لینا۔

خدا نے بنی اسرائیل پر جو ایک الزام لگایا ہے اس پر ہم کو خاص طور پر توجہ کی ضرورت ہے۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ۔ اُنہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو سوا ء اللہ کے خدا بنا لیا ہے

جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو یہودیوں نے کہا کہ ہم تو اپنے علماء کو خدا نہیں سمجھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا وہ جس چیز کو حلال کر دیتے ہیں وہ حلال نہیں ہو جاتی؟ اور جس چیز کو حرام کر دیتے ہیں وہ حرام نہیں ہو جاتی؟ اس بات کا وہ انکار نہیں کر سکتے تھے آخر لاجواب ہو گئے۔ مسلمانوں پر بھی الزام عائد ہوتا ہے کہ اُنھوں نے بھی اللہ کے سوا کئی خدا بنا لیے ہیں اور خدا کی اسی مرضی کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے کہ ان کی عقلیں بے کار اور اجتہادی قوتیں فنا ہو گئی ہیں اور عاقبت میں جو کچھ انجام ہو اس کی خبر خدا کو ہے۔

(۳) خدا نے یہودیوں کے ان خیالات کی خاص طور پر تردید کی ہے کہ ہم ہی خدا کے چہیتے ہیں، ہمارے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ اور گنتی کے چند روز کے سوا ہم آگ میں نہ رہیں گے اسلام میں یہ تنگ خیالی نہیں ہے کہ سوا مسلمانوں کے کوئی بخشا نہ جائے گا بلکہ صاف اور صریح آیات میں ظاہر کر دیا گیا ہے کہ جو ایک

اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے وہ بخشا جائے گا۔ چاہے کسی مذہب کا پیرو کیوں نہ ہو۔ یہود و نصاریٰ اور صابئین کے متعلق تو خدا نے صاف طور پر فرمایا ہے جیسا ذیل کی آیت سے ثابت ہے۔

ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا	بے شک جو ایمان لائے اور یہودی اور نصاریٰ
والنصاریٰ والصابئین من اٰمن باللہ	اور صابی جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور
والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم	نیک کام کئے ان کے لیے ان کے پروردگار
عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم	کے پاس اجر ہے اور نہ ان کو خوف ہوگا اور
یحزنون (بقرہ)	نہ وہ رنجیدہ ہونگے

خفیف فرق کے ساتھ یہی آیت سورہ مائدہ میں بھی ہے (دیکھو سورہ مائدہ آیت ۶۹) اور عام انسانوں کے متعلق فرمایا ہے:۔

الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت	لیکن جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے
فلھم اجر غیر ممنون	لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے

ان آیات کے علاوہ اور بھی کئی آیات ہیں۔

یہ وسعت خیالی اور عالی حوصلگی بھی مذہب اسلام کی ایک مخصوص صفت ہے۔

(۵) ہم مسلمانوں کو یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اسلام میں گناہوں پر دلیر کرنیوالا کوئی عقیدہ نہیں ہے اور ہر دم وہ نصیحت پیش نظر رکھنا چاہیے جو یہودیوں کو خدا نے کی تھی کہ۔

"اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئیگا نہ اس کی طرف سے سفارش قبول کی جائے گی نہ معاوضہ لیا جائیگا اور نہ ان کو مدد ملے گی۔

اور جو نصیحت کہ خود ان کو کی گئی ہے کہ

اے ایمان والو جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرو جس دن نہ خرید فروخت ہو گی نہ دوستی نہ سفارش۔

(۶) سبت کے دن زیادتی کرنے والوں کا جو حشر ہوا اُس سے ہمیں عبرت حاصل کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ کوئی ناجائز کام کسی حیلہ کے ذریعہ جائز بنا لینے سے خدا کس قدر ناراض ہوتا ہے۔

(۷) اس شخص (جس کو خدا نے اپنی آیتیں عنایت فرمائی تھیں) کی تفسیر میں کئی نام لیے گئے ہیں۔ کوئی بھی ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ علم سے کوئی ادنےٰ اور ذلیل کام نہ لینا چاہیے نہ علم کو اپنی خواہش نفس کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

سبا والے

سبا والوں کے لئے ان کی بستی میں (قدرت خدا کی) ایک نشانی تھی (یعنی بستی کے) دہنی طرف اور بائیں طرف دو باغ تھے (ان کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ) اپنے پروردگار کی نعمتیں کھاؤ، اور اس کا شکر کرو (پھر تمہارے رہنے کو) یہ پاکیزہ شہر (موجود ہی) اور بخشنے والا پروردگار رہے (لیکن) انہوں نے (اس ہدایت سے) بے پروائی کی تو خدا نے ان پر ایک زور کا سیلاب بھیجا اور ان کے باغوں کو دو ایسے باغوں سے بدل دیا جن میں بدمزہ پھل، جھاؤ اور تھوڑے سے بیری کے درخت تھے۔ یہ خدا نے ان کو نافرمانی کی سزا دی اور خدا نافرمانوں ہی کو سزا دیا کرتا ہی اور خدا نے ان میں اور ان بستیوں کے درمیان جہاں خدا نے برکت رکھی تھی بستیاں آباد کی تھیں (ایسی قریب قریب کہ ایک بستی سے دوسری بستی) دکھائی دیتی تھی کہ رات کو اور دن کو بے کھٹکے چلتے رہو لیکن انہوں نے کہا اے پروردگار ہمارے (سفر کی منزلیں) دُور دُور کر دے۔ اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ آخر خدا نے ان کو کہانیاں بنا دیا اور ان کو بالکل تتر بتر کر دیا بے شک اس قصّے میں سب صبر اور شکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

نتائج

سبا یمن میں ایک شہر تھا یہاں بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں شہر خوب

آباد اور رونق دار تھا دونوں طرف باغ تھے جس میں طرح طرح کے قسم کے دار پھل اور میوے ہوا کرتے تھے اس شہر کا بند ٹوٹ جانے سے سب تباہ ہو گیا یہ سبا والوں کی ناشکری اور نافرمانی کی سزا تھی۔ جو قوم خدا کی نعمتوں کا چاہے مال اور دولت ہو چاہے علم و عقل اور قوۃ، بے جا استعمال کریگی یا کام میں نہ لائیگی اور غفلت سے بے پروائی کریگی اور خدا کے حکموں یا اس کے قانون سے نافرمانی کرے گی اس کی تباہی یقینی ہے۔

۲۔ سبا اور ملک شام کے درمیان قریب قریب بستیاں تھیں جن کی وجہ سے علاوہ سفر میں آرام و آسائش کے آپس میں میل جول راہ و رسم اور ہر قسم کے تعلقات میں نہایت آسانیاں تھیں ایک بستی والوں کو دوسری بستی والوں کے حالات سے خبر رہتی تھی خلاصہ یہ کہ تجارت اور باہمی امداد کا بہت اچھا موقع تھا سبا والوں نے اپنی شامت سے قریب قریب کی بستیاں توڑ ڈالیں اور منزلیں بہت دور دور کر دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپس کے میل جول راہ و رسم کے فائدوں سے محروم ہو گئے۔ اور تجارت اور باہمی امداد کا موقع جاتا رہا یہی وہ اچھا اور نیک کام تھا جس کو نباہنا اور اس میں جو مشکلیں پیش آتیں ان کو برداشت کرنا یعنی صبر کرنا چاہیئے تھا اور خدا نے جو نعمتیں اور قوتیں بخشی تھیں ان کو اچھے کاموں (ایک دوسرے کی امداد وغیرہ) میں صرف کرنا اور فرض ادا کرنا یعنی شکر کرنا چاہیئے تھا سبا والوں نے یہی دونوں خوبیاں چھوڑ دیں جس سے وہ برباد ہو گئے اب ان کی کہانیاں رہ گئیں کہ ایک قوم یہاں رہتی تھی اس نے یہ یہ بڑے بڑے کام کئے اور خدا نے یہ یہ نعمتیں دی تھیں وغیرہ وغیرہ۔

ہر قوم کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے اگر اس کو زندہ رہنا ہے تو کبھی باہمی میل جول راہ و رسم باہمی امداد اور تجارتی آسانیوں کے موقعے ہاتھ سے نہ دینا چاہئیں۔ اور وہ ذریعے کبھی کم نہ کرنے چاہئیں جن سے راہ و رسم اور تجارت قائم رہتی ہے بلکہ بڑھانا چاہئیں۔

اصحاب الجنۃ

ایک باغ کے مالکوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم صبح ہوتے ہوتے اپنے باغ کا میوہ توڑلیں گے اور انہوں نے (محتاجوں کے واسطے) کوئی حصہ الگ کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ خدا کی قدرت سے وہ تو سوتے ہی پڑے رہے اور (باغ پر) ایک بلا نازل ہوئی اور وہ اوسر زمین کی طرح سیاہ ہوگیا صبح کو انہوں نے ایک دوسرے کو پکارنا شروع کیا کہ اگر تمھیں میوہ توڑنا ہے تو سویرے ہی پہنچ جاؤ اور سب روانہ ہوگئے اور چپکے چپکے آپس میں صلاح کرتے جاتے تھے کہ آج ایسا کرو کہ تمھارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے اور کوشش کرکے سویرے ہی جا پہنچے (لیکن) جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے (کہیں اور چلے آئے یہ ہمارا باغ نہیں ہے جب سمجھ لیا کہ راستہ نہیں بھولے اور یہ ہمارا ہی باغ ہے تو کہنے لگے) نہیں نہیں ہماری تقدیر پر پتھر پڑ گئے۔ ان میں سے ایک سمجھ والے نے کہا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تم خدا کی تسبیح کیا کرو سب کہنے لگے ہمارا پروردگار پاک ہے بے شک ہم گنہگار

ہیں پھر سب ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور بولے ہم پر افسوس ہے بیشک ہم نے بڑی نافرمانی کی امید ہے کہ ہمارا پروردگار اس کے بدلے ہمیں اس سے اچھا باغ عنایت کرے گا۔ ہم اس سے عاجزی کرتے ہیں۔

نتائج

نیکی اور بھلائی سے مخالفت کا انجام بہت برا ہوتا ہے دنیا میں جو کچھ بھی برائی پیش آئے اس سے زیادہ آخرۃ کا عذاب ہوگا۔ باغ کے مالکوں نے بھلائی اور نیکی کے خلاف یہ کوشش کی کہ مسکینوں کو باغ کے میووں میں سے کچھ دینا نہ پڑے اس کا انھیں یہ پھل ملا کہ باغ پر پہلے ہی جھاڑو پھر گئی محتاجوں اور مسکینوں کو دینے یا نہ دینے خود ان کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور منہ پھاڑے رہ گئے۔

خدا نے ہم کو جو مال بخشا ہے اس میں غریبوں کا بھی حق ہے۔ جب تک وہ حق نہ نکالا جائے گا اس وقت تک ہمارا مال پاک نہ ہوگا اگر ہم نے وہ حق غریبوں کو نہ پہنچایا اور خود کھالیا تو ہم نے پاک اور اچھی چیز کے بدلے ناپاک اور بری چیز کھائی کھانے پینے کے برتن اور بعض پھل اور ترکاریاں کپڑے سے صاف کرنے اور پانی سے دھونے سے پاک کی جاتی ہیں لیکن خدا نے جو مال اور دولت ہم کو دیا ہے وہ پانی یا کپڑے سے پاک نہیں ہوتا وہ تو اسی طرح پاک ہوگا کہ جب ہم غریبوں کا حق اس میں سے نکال دینگے۔ اسی سے ہمارے مال و دولت میں خدا برکت دے گا۔ مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض ہے یہ لفظ زکاء سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں بڑھنا زیادہ ہونا اور پاک ہونا، پاک کرنا۔ جو مسلمان یہ فرض ادا کرتے ہیں وہ تو اپنا

مال پاک کرتے ہیں اور خدا اس میں برکت دیتا ہے۔

اصحاب الاخدود

(خندق والے)

خندق والوں کا قصہ قرآن شریف کی سورۃ البروج میں آیا ہے چونکہ قصہ کے ساتھ ہی نتیجہ اور نصیحت بھی بیان کردی گئی ہے اس لئے ہم پوری سورۃ مع تفسیر کے نقل کرتے ہیں۔

یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی تھی جب کافر قریش مسلمان مردوں اور اور عورتوں پر بڑے بڑے ظلم کر رہے تھے اور ان کو سخت عذاب اور تکلیفیں دے رہے تھے کئی مسلمان ان کافروں نے شہید بھی کر ڈالے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(نہایت مہربان بڑے رحم والے اللہ کے نام سے شروع)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ | برجوں والے آسمان کی قسم

منجموں اور نجوم والوں نے ستاروں کی چال اور مقام سمجھنے کے لئے آسمان کے بارہ حصے فرض کر لئے ہیں اور ہر حصے میں ستاروں کے جھرمٹ سے جو شکل پیدا ہوتی ہے اسی کے مطابق ان کے نام رکھ لئے ہیں یہی برج کہلاتے ہیں۔

سیّارے اپنی گردش میں انھیں برجوں میں سے ہوکر گزرتے ہیں۔ تو برجوں والے آسمان سے مراد ہی زمانے کا دَور۔ مطلب یہ ہی کہ زمانہ گزرتا جاتا ہی دنیا میں انقلاب ہوتا رہتا ہی آج جو لوگ ظلم کررہے ہیں آئندہ ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اپنے ظلموں کی سزا پائیں گے معنی یوں کرنا چاہیئے کہ زمانے کا دَور شہادت دے رہا ہی کیوں کہ قسم کے معنی گواہی کے ہیں۔

والیوم الموعود	اور وعدے کے دن کی قسم

جن قوموں نے پہلے ظلم کئے دنیا میں فساد برپا کئے ان کے لئے ایک وعدے کا دن تھا وہ آگیا اور وہ قومیں تباہ ہوگئیں جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا۔ یہ خدا کا وعدہ ہی جس کسی نے ظلم کیا اس کو ایک دن ضرور سزا ملی ہی۔

وشاھد ومشھود	شاہد اور مشہود کی قسم

شاہد نبی کو بھی کہتے ہیں اس لئے کہ نبی لوگوں کے ظلم کی شہادت ہی جس قوم اور جس زمانے میں ظلم کی زیادتی ہوئی اسی وقت کوئی پیغمبر بھیجا گیا۔ مشہود ظالم لوگ جن کی طرف نبی بھیجے گئے اور جنھوں نے پیغمبروں کی بات نہ مانی۔ حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ کی امتوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا، شرک، بتوں کے پوجنے اور زمین میں فساد کرنے، طرح طرح کے گناہ اور ظلم کرنے سے باز نہ آئے تو آخر خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے انھیں پیغمبروں اور انھیں امتوں کے حالات گواہی دے رہے ہیں کہ اب جو لوگ گناہ اور ظلم کررہے ہیں ان پر بھی ایک دن خدا کا غضب نازل ہوگا۔

ایک اور واقعہ ہی۔

قتل اصحاب الاخدود ٥ النار ذات الوقود ٥ اذ ھم علیھا قعود ٥ وھم علیٰ ما یفعلون بالمؤمنین شھود ٥	خندق والے ہلاک ہوئے جو بہت ایندھن والی آگ تھی جبکہ وہ اس پر بیٹھے تھے اور جو کچھ وہ ایمان والوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کے خود شاہد ہوئے

بابل کا بادشاہ بخت نصر بنی اسرائیل پر بہت ظلم کرتا تھا اُس نے سونے کی ایک مورت بنوائی اور اپنے سارے عہدہ داروں کو حکم دیا کہ اس مورت کے آگے سجدہ کریں جو سجدہ نہ کرے گا وہ آگ کی خندق میں ڈالا جائے گا۔ اس حکم کی سب نے تعمیل کی لیکن اس کے ملازم تین یہودیوں نے انکار کر دیا اس پر کئی کسدی انھیں گرفتار کر کے بخت نصر کے پاس لے گئے اور اس نے حکم دیدیا کہ یہ آگ میں جلا دیئے جائیں۔ چنانچہ وہ تینوں یہودی آگ کی خندق میں ڈال دیئے گئے خدا کی قدرت سے یہ تو بچ گئے اور آگ کی لپٹوں سے وہی لوگ ہلاک ہوئے جنہوں نے انہیں گرفتار کیا تھا اس کے بعد بخت نصر خدا پر ایمان لے آیا۔

" جو کچھ وہ ایمان والوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کے خود شاہد ہوئے" کا یہ مطلب ہے کہ اپنے ظلموں کی وجہ سے خود شاہد یعنی غارت ہوئے جو انہوں نے ایمان والوں کے ساتھ کئے ایک شخص نے دوسرے کو ظلم سے مارا عام محاورہ کے مطابق دوسرا شخص شہید ہوا لیکن جب یہ ظالم اسی دنیا میں اپنے ظلم کی سزا پا کر غارت ہوا تو وہ بھی شاہد یا شہید ہے۔ یعنی وہ بھی اس بات کا گواہ ہے کہ جس کو اس نے مارا تھا وہ ناحق اور ظلم سے مارا گیا تھا۔

وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید ٥ الذی لہ ملک السموٰت	اور (خندق والے) صرف اس بات کا بدلہ لے رہے تھے کہ وہ زبردست خوبیوں والے اللہ پر ایمان لائے

والارض ؕ واللہ علی کل شیٔ شھید ؕ	تھے جس کی آسمان و زمین میں بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے
ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق	بے شک جو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو ایذا دیتے ہیں اور باز نہیں آتے ان کے لئے جہنم کا عذاب اور جلنے کا عذاب (بھی) ہے
ان الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار ؕ ذلک الفوز الکبیر ؕ	ہاں! جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے جنتیں ہیں جن میں نہریں جاری ہونگی یہی بڑی کامیابی ہے
انّ بطش ربک لشدید ؕ	بے شک تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے

جو لوگ ظلم کرتے ہیں ان پر جو خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے وہ بہت سخت ہوتا ہے

انہ ھو یبدی ویعید	وہی ابتدا کرتا ہے اور وہی دہراتا ہے

تاریخ کا اعادہ ہوتا رہتا ہے یعنی دنیا میں جو واقعات ہوتے رہتے ہیں وہ پھر ظہور میں آتے ہیں جس طرح پہلے ظالموں کا انجام بُرا ہوا اسی طرح آئندہ بھی ہوتا رہے گا اور یہ سب خدا ہی کے حکم سے ہوتا ہے اور جو گناہوں سے باز آجاتے ہیں ایمان لاتے ہیں اور اچھے اچھے کام کرتے ہیں ان پر اس کی بخششیں اور مہربانی ہوتی ہے۔

وھو الغفور الودود ذو العرش المجید ؕ فعال لما یرید ؕ	وہی بخشنے والا پیار کرنے والا سلطنت والا زبردست جو ارادہ کرے وہ کر گزرنے والا ہے

خندق والوں کے علاوہ دوسرے تاریخی واقعہ پر خیال کرو۔

ھل اتٰک حدیث الجنود ؕ فرعون وثمود	(اے مخاطب) کیا تجھے لشکروں کی خبر ہے فرعون اور ثمود

ان دونوں کا جو انجام ہوا وہ تم جانتے ہی ہو اس سے تمھیں سبق حاصل کرنا تھا۔

بل الذین کفروا فی تکذیب ۝ واللہ من وراھم محیط ۝	لیکن کافر تو جھٹلاتے ہی ہیں پڑے ہیں اور اللہ انھیں گھیرے ہوئے ہے

یہ لوگ انجام کو نہیں سوچتے لیکن بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔

بل ھو قرآن مجید ۝ فی لوح محفوظ ۝	ہاں! یہ بزرگ قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے

ہاں یہ اٹل قانون ہے کہ ظالموں کو اپنے کردار کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا اسے نہ کوئی بدل سکتا ہے نہ مٹا سکتا ہے۔

ذی القرنین

خدا نے ذی القرنین کو زمین میں حکومت بخشی تھی اور ہر طرح کا سامان عطا کیا تھا وہ ایک سفر کو گیا جب وہ (اپنی سلطنت کے) مغربی سرے پر پہنچا تو وہاں اس نے (سورج کو) کالے سمندر میں ڈوبتے ہوئے دیکھا اور اس سمندر کے پاس ایک قوم کو پایا۔ اس سے کہا گیا کہ اے ذی القرنین! تو ان لوگوں کو عذاب دے یا ان کے ساتھ بھلائی کر۔ ذی القرنین نے کہا جو ظلم کرے گا میں اس کو عذاب دونگا پھر وہ اپنے مالک کے پاس لوٹا دیا جائیگا اور وہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ لیکن جو ایمان لائے گا اور اچھے کام کرے گا اس کے لئے اچھا بدلہ ہے اور ہم اس کو آسان حکم دیں گے۔ پھر وہ ایک طرف روانہ ہوا جب وہ (اپنی سلطنت کے) مشرقی سرے پر پہنچا تو سورج کو ایسی قوم پر نکلتے دیکھا جن پر خدا نے سورج سے کوئی پردہ نہیں بنایا تھا (یعنی وہ خانہ بدوش قوم تھی) اسی طرح (اس نے اس قوم کو ہدایت کی جو مغربی قوم سے تھی) پھر وہ ایک طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ان کے اس طرف اس نے ایک قوم کو دیکھا جو آسانی سے (ذی القرنین کی) بولی نہیں سمجھتی تھی۔ اس نے کہا اے ذی القرنین یاجوج ماجوج ملک میں فساد مچاتے ہیں کیا ہم تیرے لئے محصول جمع کردیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک روک کردے۔ ذی القرنین نے کہا مجھ کو میرے

مالک نے جو مقدور دیا ہے وہ بہتر ہے تم محنت سے میری مدد کرو میں ان کے درمیان ایک دیوار بنا دوں گا لوہے کے ٹکڑے میرے پاس لاؤ (انھوں نے ذی القرنین کے حکم کی تعمیل کی اور کام جاری کر دیا گیا) جب دونوں کناروں تک (پہاڑ کا درّہ) پاٹ دیا گیا تو حکم دیا کہ اب اسے دھونکو جب (دیوار) سُرخ انگارا ہو گئی تو ذی القرنین نے کہا پگھلا ہوا تانبا لاؤ میں اس پر انڈیل دوں (یہی کیا گیا اور دیوار ایسی مضبوط تیار ہو گئی کہ) پھر (یاجوج ماجوج) نہ آسکے نہ اس پر چڑھ سکے نہ سوراخ کر سکے۔

ذی القرنین نے کہا یہ میرے مالک کی مہربانی ہے جب اس کا وعدہ پورا ہو جائے گا تو وہ اس کو برابر کرے گا اور میرے مالک کا وعدہ سچّا ہے۔

نتائج

جس کو خدا دنیا میں حکومت عطا فرمائے اس کا فرض ہے کہ اپنے ملک میں دَورہ کرتا رہے اور اپنی رعایا اور اپنے ملک کی حالت اپنی آنکھ سے دیکھے جس پر ظلم ہو اس کا انصاف کرے رعایا کی تکلیفیں دُور کرے ان کی جائز درخواستیں منظور کرے اور ان کا انتظام کرے ذی القرنین اپنے ملک کے انتہائی سروں تک گیا ہر جگہ کے لوگوں کو مناسب ہدایتیں کیں ایک قوم کی شکایت پر کہ یاجوج ماجوج فساد کرتے ہیں ایک زبردست دیوار بنا کر اس قوم کو یاجوج ماجوج کی شرارتوں سے امن میں کر دیا۔

رعایا جو کچھ مقررہ محصول ادا کرتی ہو اس کے علاوہ ان کی جان و مال

کی حفاظت کے واسطے کوئی محصول یا خراج وصول نہ کیا جائے ذی القرنین سے خود درخواست کی گئی تھی کہ ہم محصول جمع کردیں اس سے آپ ایک روک بنادیجئے لیکن ذی القرنین نے انکار کردیا صرف کام کی امداد لی۔

اصحاب الکہف

(کھوہ والے)

اصحاب الکہف خدا کی عجیب نشانیوں میں سمجھے جاتے تھے کہ جب وہ کھوہ میں جاکر بیٹھے تو انہوں نے دعا مانگی کہ اے ہمارے پروردگار تو اپنے پاس سے ہم کو رحمت عنایت فرما اور ہمارے کام میں کامیابی دے تو خدا نے کئی سال تک ان کے کان بے کار رکھے پھر خدا نے ان کو اُٹھایا تاکہ معلوم کرے کہ دونوں گروہوں میں سے ان کے رہنے کی مدت کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے (لیکن) صحیح قصہ ان کا یہ ہے کہ وہ کئی جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور خدا نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی اور جب وہ (ایک ظالم بت پرست بادشاہ کے سامنے) کھڑے ہوئے تو خدا نے ان کا دل مضبوط کردیا اور انہوں نے کہا کہ آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہمارا پروردگار رہے ہم اس کے سوا کسی کو خدا نہیں کہیں گے اور اگر ہم کہیں تو یہ ایک لغو بات ہوگی۔ ان ہماری قوم والوں نے سوائے خدا کے (جو) اور معبود اختیار رکھے ہیں اس پر کوئی کھلی ہوئی دلیل کیوں نہیں لاتے پھر اس سے

زیادہ کون گنہگار ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

(اس کے بعد جب یہ بادشاہ کے پاس سے چلے آئے تو ان میں سے ایک شخص نے کہا) جب تم ان لوگوں سے اور ان سے جن کو یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں الگ ہو گئے تو کھوہ میں چل کر پناہ لو۔ تمھارا پروردگار تم پر بہت زیادہ مہربانی کرے گا اور تمھارے کام میں آسانی پیدا کر دے گا (یہ صلاح کر کے وہ شہر سے چلے گئے اور پہاڑ کی کھوہ میں ایسی جگہ جا کر رہے کہ) جب سورج نکلتا تو ان کی کھوہ کے داہنی طرف سے جاتا اور جب ڈوبتا تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا اور وہ کھوہ کی کشادہ جگہ میں تھے یہ بھی خدا کے قدرت کی ایک نشانی تھی (کہ وہ گنتی کے چند آدمی ایک ظالم بادشاہ سے نہیں ڈرے اور انہوں نے اپنا عقیدہ صاف صاف بے خوف ہو کر بیان کر دیا) جس کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے گمراہ کرے تو پھر اُسے کوئی سیدھی راہ بتانے والا دوست نہیں مل سکتا۔

اس وقت کوئی ان کو دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے اور خدا ان کو داہنے اور بائیں کروٹ دیتا تھا اور ان کا کتا کھوہ کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا اگر کوئی ان کو جھانک کر دیکھتا تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا اور اس کے دل میں دہشت بیٹھ جاتی۔ جب خدا نے ان کو اُٹھایا تو آپس میں پوچھنے لگے کہ یہاں کتنی دیر تک (سوتے) رہے کہا دن بھر یا کچھ کم۔ کہنے لگے خدا بہتر جانتا ہے کہ تم کتنی دیر (سوتے) رہے۔ تم اپنا یہ چاندی کا سکہ دے کر کسی کو شہر بھیجو وہ وہاں سے تمھارے لئے اچھا کھانا لے کر آئے اور ہوشیاری سے رہے اور تمھاری کسی کو خبر نہ کرے اگر ان (بت پرست لوگوں) کو تمھاری خبر ہو جائیگی تو پتھر مار کر تمھیں

مار ڈالیں گے یا پھر اپنے دین میں تم کو پھیر لیں گے پھر تم کبھی اپنی مراد کو نہ پہنچو گے
اور اسی طرح (کچھ زمانہ گزر گیا) خدا نے (ان کی قوم کے لوگوں) کو ان کی اطلاع
دیدی تاکہ یہ جان لیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں (چنانچہ
بادشاہ نے کھوہ کا منہ بند کرا دیا وہیں سب مر گئے بہت برسوں کے بعد جب اس
کھوہ کا منہ کھل گیا اور لوگوں نے جا کر دیکھا تو) آپس میں جھگڑنے لگے اور کہا کہ
ہم ان پر ایک عمارت بنا دیں ان کا خدا ان کے حال سے اچھی طرح واقف ہے ان
لوگوں نے جو اپنے کام میں غالب تھے کہا ہم ان پر ایک مسجد بنائیں گے اور کچھ لوگ
کہتے تھے کہ یہ لوگ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ وہ پانچ
تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا یہ سب خیالی تکّے تھے۔ اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ وہ سات تھے
اور آٹھواں ان کا کتا تھا (لیکن) خدا سب سے زیادہ جانتا ہے کہ وہ کتنے تھے اور بہت
تھوڑے لوگوں کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔
(لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ) یہ لوگ کھوہ میں تین سو نو برس تک رہے۔ لیکن
(یہ بھی) خدا ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت رہے۔

نتیجہ

اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیئے اپنے گھر بار سے چھوٹ کر جنگلوں اور
اور پہاڑوں ہی میں کیوں نہ رہنا پڑے کسی کے ڈر سے اپنا ایمان نہ چھوڑے اور نہ اپنا
عقیدہ ظاہر کرنے میں کسی قسم کا خوف کرے جیسا اصحاب کہف نے کیا کہ ظالم بادشاہ کے
سامنے انہوں نے اپنا عقیدہ بے دھڑک ظاہر کر دیا اور اس وقت اپنی جان کا کچھ خوف نہ کیا
اپنا عقیدہ چھپانا اور ڈر کی وجہ سے منہ دیکھی باتیں کرنا بڑی کم ہمتی اور ذلت کی بات ہے۔

اصحاب الفیل

تم نے خیال نہیں کیا کہ تمھارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کی تدبیر خاک میں نہیں ملادی؟ اور ان پر ایک کے بعد دوسرے جھنڈ پرندو کے بھیجے ان پر سخت پتھر مارتے تھے۔ پھر ان کو کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا۔

نتیجہ

حبش کے عیسائی بادشاہ کی طرف سے ابرہہ یمن کا حاکم تھا اس نے صنعاء میں ایک بڑا گرجا بنایا اور چاہا کہ سب لوگ بجائے کعبے کے یہیں حج کو آیا کریں اس لئے اس نے ایک لشکر کے ساتھ مکّہ پر چڑھائی کی جس میں ہاتھی بھی تھے کہ کعبہ ڈھادیا جائے لیکن خدا کی قدرت سے وہ لشکر راستے ہی میں تباہ ہوگیا۔ خدا نے اس سورۃ میں اپنا قریش پر احسان جتلایا ہے۔ اور الزام دیا ہے کہ جس نے تمھارے کعبہ کو بچایا اسے چھوڑ کر تم جھوٹے خداؤں کو پوجتے ہو اور انسانوں کو یہ نصیحت بھی ہے کہ کسی کی عبادتگاہ کو نقصان پہونچانا خدا کو پسند نہیں ہے کعبہ خدا کی پرستش کے لئے بنایا گیا تھا لیکن بعد میں بت خانہ ہوگیا اور جس وقت ابرہہ نے چڑھائی کی تھی اس وقت بت خانہ ہی تھا۔

دو شخصوں کی مثال

دو شخص تھے ان میں سے ایک کو خدا نے انگور کے دو باغ عنایت کیے تھے اور ان باغوں کو کھجور کے درختوں سے گھیر دیا تھا اور خدا نے ان (دونوں باغوں) کے درمیان کھیتی پیدا کر رکھی تھی دونوں باغ پھل لاتے اور ان میں کچھ کمی نہ ہوتی اور خدا نے دونوں میں نہر بھی جاری کی تھی اور اس شخص کے پاس دولت (بھی) بہت تھی (ایک روز) وہ اپنے دوست سے باتوں باتوں میں کہنے لگا میں تم سے مال میں زیادہ ہوں اور میری جماعت بھی زبردست ہے اور (یہی باتیں کرتا ہوا) وہ باغ میں داخل ہوا اور وہ اپنے ہی اوپر ظلم کر رہا تھا کہنے لگا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کبھی برباد نہ ہوگا اور یہ (بھی) خیال کرتا ہوں کہ (قیامت کی) گھڑی کبھی نہ آئے گی اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف واپس بھی جاؤں تو اس سے اچھی جگہ پاؤں گا۔ اس کے دوست نے کہا جو اس سے باتیں کر رہا تھا کیا تم اس سے کفر کرتے ہو جس نے تمھیں مٹّی سے پیدا کیا، پھر قطرہ سے آدمی بنایا؟ لیکن میرا پروردگار اللہ ہی ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور جب تم باغ میں داخل ہوئے تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ جو خدا چاہتا ہے (وہی ہوتا ہے) "خدا کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے" اگر تم مجھے مال و اولاد میں کم دیکھتے ہو تو امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے تمھارے باغ سے بہتر عنایت فرماوے اور (تمھارے باغ) پر

آسمان سے آفت نازل کردے تو وہ صاف میدان ہو جائے۔ یا اس (نہر) کا پانی خشک کردے تو پھر تم نہ لا سکو (آخر ایسا ہی ہوا کہ) اس کی تمام پیداوار برباد ہو گئی اور جو کچھ اس نے خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملنے لگا۔ اور کہتا تھا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا اس وقت خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلہ پا سکا (اس سے ثابت ہوا کہ) حکومت سب خدائے برحق ہی کی ہے۔

نتیجہ

دنیا میں بغیر خدا کی امداد کے کچھ نہیں ہوتا نہ کوئی چیز ترقی کرتی ہے نہ قائم رہتی ہے کیونکہ حکومت سوا خدا کے کسی کی نہیں ہے اسی کی قدرت کا قانون تمام جہان میں جاری ہے اس پر عمل کرو تو کامیاب ہو گے اس سے غفلت اور بے پروائی کرو گے تو برباد ہو گے۔ کوئی شخص خدا کی قدرت کا انکار کرے اور سمجھے کہ ہم بغیر خدا کی امداد کے سب کچھ کر لیں گے یا ہمارا کچھ بگڑ نہیں سکتا تو اس سے زیادہ کوئی حماقت نہیں ہے۔

اگر اپنی موجودہ حالت اچھی ہو تو یہ نہ سمجھو کہ یہی حالت ہمیشہ باقی اور قائم رہے گی اور اسی خیال میں آئندہ سے بے پروا ہو جائے۔ یہاں تک کہ خدا کو بھی (معاذ اللہ) کوئی چیز نہ سمجھے بلکہ ہر وقت انجام پر نظر رکھے اور دور اندیشی سے کام لے جہاں دنیا میں تباہی اور بربادی کے اسباب ہیں وہاں خدا نے قائم رکھنے والے اور ترقی دینے والے اسباب بھی مہیا کر دیئے ہیں ان اسباب کو کام میں لاؤ اور خدا کی امداد طلب کرو اور اسی پر بھروسہ کرو۔

ابولہب

ابی لہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کا حال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اس کے کوئی کام نہ آیا۔ وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اس کی عورت لگانے بجھانے والی کی گردن میں بٹی ہوئی رسّی ہو گی۔

نتیجہ

ابولہب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سگا چچا تھا لیکن آپ کا جانی دشمن تھا اور اسلام کا سخت مخالف اسی کے ساتھ ظالم اور بے رحم تھا آپ کو بہت ایذا دیا کرتا تھا ایسے ہی اس کی بیوی آپ کے راستہ میں کانٹے ڈالا کرتی تھی اور جھوٹی سچی چغلیاں کھا کر لڑائی جھگڑے اور فساد کرایا کرتی تھی۔ اس سورۃ میں انھیں دونوں کے متعلق پیشین گوئی تھی وہ تھوڑے ہی دنوں میں پوری ہو گئی۔ ابولہب مفلس ہو گیا اور ایک سخت بیماری میں گرفتار ہو کر مر گیا اور اس کی بیوی ایک روز لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھے لا رہی تھی وہ سر سے گرا اور رسی گلے میں پھنس گئی اس کا گلا ایسا گھٹا کہ تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ اسی طرح ہر شخص جو ابولہب اور اس کی بیوی کی طرح نیک اور اچھے لوگوں کو ستائے گا اس پر خدا کا غضب نازل ہو گا اور اس کا مال و دولت اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔